تذکرہ

مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری



منہاج القرآن پبلیکیشنز

تذکرۂ

مسانیدِ اِمام اَعظم رضي الله عنه

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 042-7237695

www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org



مَـوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُـحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

نام کتاب	:	تذکرۂ مسانیدِ اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تخریج	:	حافظ فرحان ثنائی
نظرِ ثانی	:	ڈاکٹر علی اَکبر الازہری
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	مارچ 2009ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	-/160 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱-۴ / ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چِٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل و ایم ۴/ ۷۰-۹۷-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چِٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چِٹھی نمبر س ت / اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱ / ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرس

پیش لفظ

فقہ حنفی کے بانی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو پوری دنیا صدیوں سے ''امامِ اعظم'' کے لقب سے جانتی ہے۔ آپ کی شخصیت چہار دانگِ عالم میں شہرۂ دوام کی مالک ہے۔ علمی میدان سے تعلق رکھنے والا ہر امام چاہے وہ مفسر ہو یا محدّث، فقیہ ہو یا متکلم، ہر ایک نے امام صاحب کو ''امامِ اعظم فی الفقہ'' تسلیم کیا ہے۔

آپ علم الفقہ کے مدوّنِ اول ہیں۔ یعنی سب سے پہلے شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقہی ابواب کے مطابق تشکیل و ترتیب دینے والے آپ ہی ہیں۔ بہ ایں ہمہ بعض حلقوں کی جانب سے آپ کے مرتبۂ علم کے خلاف کچھ غلط فہمیاں پھیلائی گئیں۔ آپ کو قلیل الحدیث کا طعنہ دیا گیا اور ''اہل الرائے'' کہہ کر علم الحدیث میں آپ کے تبحرِ علمی کی نفی کی گئی۔ جبکہ حقیقت میں آپ صرف ''علم الفقہ'' میں ہی امامِ اعظم نہیں بلکہ ''علم الحدیث'' میں بھی امامِ اعظم ہیں اور امام الائمہ فی الحدیث کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں۔

رواں صدی کے عظیم محقق اور اِحیائی تحریک کے بانی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلّہ العالی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہمارے درمیان موجود ہے۔ آپ نے بیسیوں علوم پر ساڑھے تین سو سے زائد کتب تالیف کی ہیں جبکہ مختلف موضوعات پر ۵ ہزار سے زیادہ خطابات کیے ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ ہی کے حصہ میں یہ عظیم شرف بھی رکھا کہ آپ امام صاحب کے بلند پایہ مقامِ علم الحدیث کو اجاگر کریں اور اُن پر وارد ہونے والے ہر اعتراض کو رفع کریں۔ آپ نے اپنی اس تحقیق میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہی خدمت کو سرآنکھوں پر رکھتے ہوئے اُن کے حدیث میں بلند مقام کو نئے تحقیقی اسالیب سے اجاگر کیا ہے۔ آپ نے ثابت کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ میں تو امامِ اعظم تھے ہی مگر علم الحدیث میں بھی آپ ہی امامِ اعظم تھے۔

حضرت شیخ الاسلام کی تصنیف 'امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمہ فی الحدیث (جلد اوّل)' دو سال قبل منظرِ عام پر آئی تھی جس میں امام صاحب کے مقامِ حدیث کو مختلف گوشوں میں بیان کیا گیا۔ کتاب ہٰذا کی جلد دوم میں مزید خصوصی اہمیت کے حامل نئے موضوعات زیرِ بحث لائے جا رہے ہیں جن میں زیرِ نظر موضوع یعنی ''تذکرۂ مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ'' بھی ہے۔ اس میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی مسانید کو نہایت تحقیقی اور علمی انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد امام صاحب سے متعلق قلتِ حدیث کے الزام کو رَد کرنا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کی مسانید پر کئی ائمہ سلف تحقیق کر چکے ہیں جن کے مطابق آپ سے مروی مسانید کی تعداد ۱۷ تک پہنچتی ہے۔

کتاب ہٰذا کی علمی انفرادیت اور امتیاز یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام کے اعلیٰ درجے کے تحقیقی ذوق نے امامِ اعظمؒ سے مروی مسانید کی تعداد کو ۱۷ سے **۲۹** تک پہنچا دیا ہے۔ امام صاحب سے جلیل القدر محدّثین کا **۲۹** مسانید روایت کرنا آپ کے اعلیٰ اور ارفع مقامِ حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کتاب ہٰذا کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحب کی مسانید کو بالاسناد جمع کرنے والے ائمہ کرام کا مفصل علمی تعارف اور مرتبہ بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(حافظ فرحان ثنائی)

ریسرچ اسکالر

فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

یکم ربیع الاوّل، ۱۴۳۰ھ



۱۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح عمری

امام صاحب کی مسانید پر گفتگو کرنے سے قبل آپ کی حیات اور علمی مقام کا مختصر جائزہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ولادتِ باسعادت

جمہور ائمہ کے ہاں یہ قول مقبول، معروف اور مختار ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی اور وصال ۱۵ شعبان کی رات یعنی شب برأت ۱۵۰ ہجری میں ہوا۔ لہٰذا اِس قول کے مطابق آپ کی عمر ستر (۷۰) برس ہوئی۔ ۸۰ھ میں آپ کی ولادت کے بارے میں ائمہ کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیلؒ بن حماد (متوفی ۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

ولد جدّي في سنة ثمانين.(۱)

''میرے دادا ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔''

۲۔ امام ابو نعیم فضلؒ بن دُکَین (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں:

ولد أبو حنيفة سنة ثمانين وهو النعمان بن ثابت.(۲)

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۶

۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۵

(۲) ابن زبر ربعی، تاریخ مولد العلماء و وفیاتھم، ۱: ۱۹۹

''امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔''

۳۔ امام ابراہیم بن علی شیرازیؒ (متوفی ۴۷۶ھ)، امامِ اعظم کی ولادت و وصال کے بارے میں فرماتے ہیں:

أبوحنيفة النعمان بن ثابت بن زوطا بن ماه مولٰی لتيم الله بني ثعلبة، ولد سنة ثمانين ومات ببغداد فی رجب أو شعبان سنة خمسين ومائة، وهو ابن سبعين سنة.[۱]

''امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطٰی بن ماہ، تیم اللہ بنو ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام، ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں رجب یا شعبان ۱۵۰ھ میں ستر برس کی عمر میں وصال فرمایا۔''

۴۔ امام ابنِ جوزیؒ (متوفی ۵۷۹ھ) لکھتے ہیں:

ولد سنة ثمانين.[۲]

''امام ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔''

۵۔ عظیم نقّاد محدّث امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

ولد سنة ثمانين فی حياة صغار الصحابة.[۳]

''آپ صِغار[۴] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔''

---

(۱) ابو اسحاق شیرازی، طبقات الفقهاء، ۱: ۸۶

(۲) ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوك والأمم، ۸: ۱۲۹

(۳) ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۱

(۴) یعنی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں پیدا ہوئے جو وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کم سِن تھے۔

۶۔ امام ابنِ حجر ہیتمی مکیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

الأكثرون على أنه ولد سنة ثمانين بالكوفة في خلافة عبدالملك بن مروان. (۱)

''اکثر ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ امام ابوحنیفہ کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔''

(۲) نام اور کنیت

آپ کا اسمِ گرامی: نعمان، کنیت: ابوحنیفہ اور لقب امامِ اعظم ہے۔ آپ کے نام نعمان کے لغوی معانی کو دیکھیں تو آپ اسم بامسمیٰ نظر آتے ہیں۔ امام ابنِ حجر ہیتمی المکیؒ نے امامِ اعظم کے نام کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے آپ کے اوصاف یوں بیان کیے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اتّفقوا على أنه النعمان، وفيه سرّ لطيف:

۱۔ إذ أصل النعمان الدّم الذى به قوام البدن.

۲۔ ومن ثمّة ذهب بعضهم إلى أنه الرّوح، فأبوحنيفة رحمه الله به قوام الفقه ومنه منشأ مداركه وعويصاته.

۳۔ أو نبت أحمر طيب الروح الشقيق أو الأرجوان بضم الهمزة. فأبو حنيفة رحمه الله تعالى طابت خلاله، وبلغ الغاية كماله.

۴۔ أو فعلان من النعمة، فأبو حنيفة نعمة الله على خلقه. (۲)

(۱) ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان فى مناقب الإمام الأعظم أبى حنيفة النعمان: ۳۱

(۲) ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان: ۳۱

''ائمہ اس پر متفق ہیں کہ آپ کا نام نعمان ہے اور اس میں لطیف راز ہے:

۱۔ نعمان کی اصل ایسا خون ہے جس سے بدن (کا ڈھانچہ) قائم ہوتا ہے،

۲۔ بعض نے کہا: نعمان کا معنی روح ہے۔ پس امام ابو حنیفہؒ کی وجہ سے فقہِ اسلامی کا ڈھانچہ قائم ہے اور آپ ہی فقہ (یعنی تمام اسلامی احکام) کے دلائل اور مشکلات (کے حل) کی بنیاد ہیں۔

۳۔ یا (نعمان کا معنی) سرخ خوشبودار گھاس ہے یا اَرغوان کے رنگ کو نعمان کہتے ہیں۔ (اس معنی کی رو سے) امام ابو حنیفہؒ کی عادات مبارکہ اچھی ہوئیں اور آپ کمال انتہاء کو پہنچے۔

۴۔ یا نعمان کا لفظ نعمت سے فُعلان کے وزن پر ہے، پس امام ابو حنیفہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ثابت ہوئے۔''

کُنیت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

امامِ اعظم کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ لفظ حَنِیُفَة، حنیف سے مونث ہے۔ آپ کی یہ کنیت کسی صاحبزادی کی وجہ سے نہ تھی کیونکہ حماد کے سوا آپ کی اور کوئی بھی مذکر یا مؤنث اولاد تھی ہی نہیں۔ [1] درحقیقت آپ کی یہ کنیت وصفی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں لفظِ حنیف استعمال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلْ صَدَقَ اللهُ قف فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ [2]

''فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، سو تم ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کرو جو ہر باطل سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے، اور وہ

(۱) ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان: ۳۱

(۲) آل عمران، ۳: ۹۵

مشرکوں میں سے نہیں تھےo‘‘

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا.(۱)

’’اور دینی اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہوسکتا ہے جس نے اپنا رُوئے نیاز اللہ تعالیٰ کے لیے جھکا دیا اور وہ صاحبِ احسان بھی ہوا، اور وہ دینِ ابراہیم (علیہ السلام) کی پیروی کرتا رہا جو (اللہ تعالیٰ کے لیے) یکسُو (اور) راست رَو تھے۔‘‘

امامِ اعظم نے بذاتِ خود اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار فرمائی جس کا مطلب ہے صاحبِ ملتِ حنیفہ یعنی ’’مللِ باطلہ سے اعراض کر کے ملتِ حق کو اختیار کرنے والا۔‘‘ آپ کی ذات ملتِ حنیفہ اور دینِ اسلام کے لیے وقف تھی۔ ملتِ حنیفہ کی اسی نسبت کے باعث آپ کی کنیت عوام وخواص میں ’’**ابوحنیفہ**‘‘ مشہور ہو گئی۔

(۳) امامِ اعظمؒ کے حق میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ فارس کے ایک خوش نصیب شخص کے بارے میں خوشخبری دی ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ.(۲)

(۱) النساء، ۴: ۱۲۵

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ۴: ۱۹۷۲، رقم: ۲۵۴۶

’’اگر دین اوجِ ثریا پر بھی ہوا تو اہلِ فارس (یا فرمایا: ابناءِ فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پا لے گا۔‘‘

محدّثین نے اِس حدیث میں بشارتِ نبوی ﷺ کا اطلاق امامِ اعظم پر کیا ہے:

۱۔ حجۃ الاسلام امام جلال الدین سیوطی شافعیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ’’تبييض الصحيفة‘‘ میں تبشير النبی ﷺ به (امامِ اعظم کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بشارت) کے عنوان سے باب باندھا ہے جس میں انہوں نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی فضیلت پر وارد ہونے والی احادیث تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

أقول: وقد بشّر بالإمام أبي حنيفة فی الحديث الذی أخرجه أبو نعيم فی الحلية.

’’میں کہتا ہوں: اس حدیث میں امام ابو حنیفہ کی بشارت دی گئی ہے جسے امام ابونعیم نے ’’حلية الأولياء‘‘ میں روایت کیا ہے۔‘‘

یہ جملہ نقل کرنے کے بعد امام سیوطیؒ نے اس حدیثِ مبارکہ کو تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، پانچ مختلف کتب سے، چھ عباراتِ مختلفہ سے تخریج کیا ہے جو اس حدیث کی ثقاہت پر پختہ دلیل ہے۔ آخر میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنا تبصرہ ان الفاظ میں فرمایا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة نظير المحدثين الذين في الإمامين ويستغنى به عن الخبر الموضوع.[1]

’’امامِ اعظم کے حق میں بشارت اور فضیلت پر یہ حدیث اصل اور صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے جس طرح کہ پہلی رِوایات میں امام مالک اور شافعی کی بشارت تھی، امامِ اعظم کے حق میں یہ صحیح حدیث، موضوع روایات سے بے نیاز

(۱) سیوطی، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ۳۱۔ ۳۳

کر دیتی ہے۔‘‘

۲۔ امام ابنِ حجر ہیتمی المکی الشافعیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی الخیرات الحسان میں باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے: **فیما ورد من تبشیر النبی ﷺ بالإمام أبی حنیفة** رحمہ اللہ (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں وارد ہونے والی حضور نبی اکرم ﷺ کی خوش خبری)۔ امام ہیتمی نے اس باب کے ابتدائیہ میں امام جلال الدین سیوطیؒ کی درج بالا تحقیق درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام سیوطی کے بعض تلامذہ نے کہا ہے اور اسی کی ہمارے شیخ نے توثیق کی ہے:

أن الإمام أبا حنيفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شکّ فيه لأنه لم يبلغ أحد أي في زمنه من أبناء فارس في العلم مبلغه ولا مبلغ أصحابه، وفيه معجزة ظاهرة للنّبيّ ﷺ حيث أخبر بما سيقع، وليس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم وهم الفُرس وسيأتي أنَّ جَدَّ الإمام أبي حنيفة منهم على ما عليه الأكثرون.[1]

’’یقیناً اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اِس حدیث سے امام ابوحنیفہ مراد ہیں کیونکہ آپ کے زمانے میں اہلِ فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے مبلغِ علم اور آپ کے شاگردوں کے درجۂ علم تک نہیں پہنچا، اور اسی حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہے کہ جیسا آپ ﷺ نے خبر دی ویسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ فارس سے مراد کوئی مشہور شہر نہیں ہے بلکہ یہ عجم کے لحاظ سے جنس ہے اور وہ فارسی کہلاتے ہیں، آگے عنقریب بیان آئے گا کہ امام ابوحنیفہ کے دادا فارسی النسل تھے اسی پر اکثر ائمہ کا اتفاق ہے۔‘‘

(۱) ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان: ۲۴

امام جلال الدین سیوطیؒ اور امام ابنِ حجر ہیتمیؒ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ اہلِ فارس میں سے جس خوش نصیب فردِ واحد کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی تھی ''وہ امامِ اعظم ابوحنیفہؓ ہی ہیں۔''(۱)

(۴) امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخِ حدیث

امامِ اعظم نے چار ہزار اساتذہ سے علم الحدیث حاصل کیا۔ اساتذۂ امامِ اعظم کی یہ تعداد امام موفقؒ بن احمد المکی نے 'مناقب الإمام أبي حنيفة' میں، امام خوارزمیؒ نے 'جامع المسانيد' میں، امام کردریؒ نے 'مناقب الإمام أبي حنيفة' میں اور ان کے علاوہ بہت سے دیگر ائمہ و مؤرخین جن میں ابنِ حجر المکیؒ اور امام محمدؒ بن یوسف الصالحی الشامی بھی شامل ہیں، سب نے بیان کی ہے۔

۱۔ امام ابوعبد اللہ بن ابی حفص الکبیرؒ نے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے تلامذہ کا آپس میں ایک مناقشہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

فجعل أصحاب الشّافعي يفضّلون الشّافعي على أبي حنيفة، فقال أبو عبد الله بن أبي حفص: عدّوا مشائخ الشافعي كم هم؟ فيعدوا فبلغوا ثمانين. ثم عدّوا مشائخ أبي حنيفة من العلماء والتابعين فبلغوا أربعة آلاف. فقال أبو عبد الله: هذا من أدنى فضائل

(۱) راقم نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بشارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل اِس حدیث مبارک کی امام صاحب کی عمر کی مناسبت سے ۷۰ اسانید کی تخریج، چالیس اَجل محدّثین کے حوالوں کے ساتھ الگ کتاب 'تكميل الصحيفة بأسانيد الحديث في الإمام أبي حنيفة' میں کر دی ہے۔ راقم کی کتاب 'امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اوّل)' کا باب چہارم بھی اسی پر مشتمل ہے۔ تفصیلاً وہاں پڑھا جا سکتا ہے۔

أبي حنيفة.[1]

’’(ایک وقت میں) امام شافعی کے شاگرد امام شافعی کو امام ابو حنیفہ پر فضیلت دینا شروع ہوگئے، ابو عبد اللہ بن ابی حفص (حنفی) نے شوافع سے کہا: تم امام شافعی کے اساتذہ گن کر بتاؤ وہ کتنے ہیں؟ وہ گننے لگے تو اساتذۂ امام شافعی کی کل تعداد اسی (۸۰) تھی۔ پھر احناف نے امام ابو حنیفہؒ کے علماء اور تابعین اساتذہ کو شمار کیا تو ان کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ اس پر ابو عبد اللہ نے کہا: یہ امام ابو حنیفہ کی (امام شافعی سمیت بقیہ ائمہ پر) ادنیٰ سی فضیلت ہے۔‘‘

۲۔ امام سیف الائمہ سائلیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات مشہور و معروف ہے:

أن أبا حنيفة تلمّذ عند أربعة آلاف من شيوخ أئمة التابعين.[2]

’’بے شک امام ابو حنیفہ نے چار ہزار (۴،۰۰۰) شیوخ ائمہ تابعین کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔‘‘

۳۔ امام محمدؒ بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام ابو حفص الکبیر کے حوالہ سے امامِ اعظم کے شیوخ کی تعداد کو چار ہزار بیان کیا ہے۔[3]

۴۔ امام ابنِ حجر المکی الشافعیؒ (۹۷۳ھ) نے امامِ اعظم کے شیوخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم، وقد ذكر منهم الإمام أبو حفص الكبير أربعة آلاف شيخ، وقال غيره: له أربعة آلاف

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۳۸
۲۔ ابن بزاز کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۶۸
(۲) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۳۲
(۳) صالحی، عقود الجمان: ۶۳

شیخ من التابعین فما بالک بغیرھم.[۱]

''امام ابوحنیفہ کے کثیر اساتذہ ہیں جن کا ذکر اس مختصر کتاب میں نہیں سما سکتا۔ امام ابوحفص الکبیر نے اُن میں سے آپ کے چار ہزار شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے: صرف آپ کے تابعین شیوخ کی تعداد چار ہزار ہے، ان کے علاوہ کا اندازہ آپ خود کر لیں۔''

ائمہِ کرام کے اقوال پر مبنی درجِ بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امامِ اعظم کے کم از کم چار ہزار شیوخ تھے اور محدّثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ آپ کے یہ چار ہزار شیوخ ''تابعین'' تھے۔ اگر امام صاحب ہر تابعی سے بھی ایک ایک حدیث لیں تو آپ کی چار ہزار (۴،۰۰۰) احادیث تو یہیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جب کہ آپ کے اساتذہ تو اس کے علاوہ بھی بہ کثرت ہیں۔ اسی طرح تابعین کے علاوہ آپ کے جن شیوخ کے ناموں کا احاطہ نہیں ہوسکا اُن کو بھی ملا لیا جائے تو فقط اساتذہ کی تعداد کے اعتبار سے ہی ''آپ تک ہزارہا احادیث'' پہنچتی ہیں۔ حالانکہ اِن تابعین میں سے کثیر حضرات ہزارہا احادیث کا ذخیرہ رکھتے تھے اور امام صاحب کی اپنے شیوخ کے ساتھ نسبتِ تلمذ سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ شیوخ خود علم کے کس مقام پر فائز ہوں گے اور امام صاحب نے اُن سے کس حد تک احادیث حاصل کی ہوں گی؟

امام صاحب کے چند اکابر شیوخِ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:

عطاء بن ابی رِباح، ابو اسحاق سبیعی، محارب بن دثار، عبد الرحمان بن ہرمز اعرج، عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، نافع مولیٰ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، عامر بن شراحیل شعبی، عطیہ عوفی، عدی بن ثابت، عمرو بن دینار، سلمہ بن کُہیل، قتادہ بن دِعامہ، منصور بن معتمر، امام محمد بن

(۱) ابن حجر مکی، الخیرات الحسان: ۳٦

علی باقر، امام جعفر الصادق، سماک بن حرب رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہؒ۔[۱]

امام صاحب کی ذہانت اور علمی حرص وطلب سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ جن کبار محدّث تابعین کے پاس آپ نے سالہا سال تک قیام کیا اور اُن سے علمِ حدیث اخذ کیا وہ ایک ایک، دو دو یا چند احادیث پر مشتمل ہوگا۔ یہ دراصل آپ کے علمی کمال پر بہتانِ عظیم ہے۔[۲]

(۵) امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذۂ حدیث

تفقہ فی الدین اور فقہ القرآن و الحدیث کی بدولت امام صاحب کے گرد بیک وقت ہزارہا شاگردوں کا جمگھٹا ہوتا تھا جو آپ کے فیضانِ علمی سے مستنیر ہوتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی صحیح تعداد کو جاننا بیحد مشکل ہے کیونکہ آپ کے تلامذہ ساری دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے تھے۔

۱۔ محدّث کبیر، امام الجرح و التعدیل محمد بن احمد بن عثمان الذھبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) امامِ اعظمؒ کے محدّثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روی عنه من المحدّثين والفقهاء عدة لا يحصون.[۳]

”امام ابوحنیفہ سے اتنے محدّثین اور فقہاء نے روایت کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔“

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵

۲۔ ذهبي، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ۱۱

(۲) آپ کے مشائخ پر مزید تحقیق کے لئے ہماری کتاب 'امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اوّل)' کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳) ۱۔ ذهبي، مناقب الإمام أبي حنيفة و صاحبيه: ۱۱۔ ۱۲

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۸

۲۔ امام احمد بن حجر الہیتمی المکی الشافعیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اسی حقیقت کو اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے:

﴿الفصل الثامن﴾ في ذكر الآخذين عنه الحديث والفقه: قيل استيعابهم متعذر لا يمكن ضبطه.......

وقد ذكر منهم بعض متأخري المحدثين في ترجمته نحو الثمانمائة مع ضبط أسمائهم ونسبهم.[۱]

''﴿آٹھویں فصل﴾ امام ابو حنیفہؓ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان: علماء نے کہا ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں کا احاطہ مشکل ہے ان کا ضبطِ تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔......

بعض متأخر محدّثین امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں ان کے ۸۰۰ کے قریب شاگردوں کے اَسماء اور نسب کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں۔''

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم و جلیل محدّث، فقیہ اور مجتہد سے یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا کہ ان کے ہزارہا تلامذہ اور اصحاب نہ ہوں؟ ان کے تو ایک ایک حلقۂ درس میں طالبانِ علم کا انبوہِ کثیر ہوتا تھا۔

بعض محدّثین اور مؤرخین نے تحقیق کرکے اپنی کتب میں درج کیا ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اخذِ حدیث، روایتِ حدیث اور فہمِ حدیث حاصل کرنے والے شاگردوں اور تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔

۳۔ حافظ عبد القادر بن ابی الوفاء قرشیؒ اپنی کتاب ''الجواھر المضیئة'' کے خطبہ میں امامِ اعظم کے کل تلامذہ کی تعداد لکھتے ہیں:

---

(۱) ابن حجر هيتمی المکی، الخیرات الحسان: ۳۷

روی عن أبي حنيفة و نقل مذهبه نحو من أربعة آلاف نفر.[۱]

''تقریباً چار ہزار افراد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا اور فقہ حنفی کونقل کیا۔''

۴۔ امام قرشیؒ مذکور بالا کتاب کے ''الباب الثالث'' میں پھر امام اعظم کے محدّثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روی عنه الجم الغفير وقد تقدّم فی أوّل خطبة كتابي الجواهر هذا، أنه روی عنه نحو أربعة آلاف نفس.[۲]

''امام ابوحنیفہ سے جمِ غفیر نے روایت کیا اور میری اسی کتاب ''الجواھر'' کے خطبہ میں گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے تقریباً چار ہزار نفوس نے روایت کیا۔''

امام صاحب کے بعض ہونہار محدّثین تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

سفیان بن سعید ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون، جریر بن حازم، مسلم بن خالد، ابو معاویہ، ابو عبد الرحمن مقری، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد عنقزی، عبد الرزاق بن ہمام اور دیگر ائمہِ حدیثؒ۔[۳]

امام صاحب کے شیوخِ حدیث اور تلامذۂ حدیث کی کثرت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ہزارہا احادیث کے حافظ ہیں۔

---

(۱) ابن ابی الوفاء قرشی، الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة: ۴

(۲) ابن ابی الوفاء قرشی، الجواهر المضیئة: ۲۱

(۳) ۱۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضله، ۲: ۲۸۹

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵

(٦) امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کثیر الحدیث ہونے پر ائمہ کے اقوال

۱۔ امام ابو یوسفؒ بیان کرتے ہیں: ہم کسی بھی علمی موضوع پر امام ابو حنیفہ کے ساتھ گفتگو کرتے تو آپ کسی قول پر حتمی رائے دے دیتے۔ آپ کے شاگرد اس پر اتفاق کر لیتے یا آپ خود ہی فرماتے: ہم نے اس پر اتفاق کر لیا۔ اس کے بعد میں کوفہ کے مشائخِ حدیث کے پاس جاتا تاکہ آپ کے قول کی تائید میں کوئی حدیث یا اثر حاصل کروں۔ بعض اوقات میں دو یا تین احادیث لے کر آپ کے پاس آتا تو آپ اس میں سے کسی کو قبول کرتے اور کسی کو رَد کرتے ہوئے فرماتے: یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے۔ تحقیق کے بعد وہ آپ کے قول کے موافق ہی ہوتی۔ میں حیران ہو کر آپ سے پوچھتا: آپ کو یہ علم کہاں سے ملا؟ آپ فرماتے:

أنا عالم بعلم أهل الكوفة. (۱)

''میں اہلِ کوفہ کے جمیع علمِ حدیث کا عالم ہوں۔''

۲۔ حافظ حسنؒ بن صالح (متوفی ۱٦۹ھ) بیان کرتے ہیں:

كان أبو حنيفة عارفاً بحديث أهل الكوفة وفقه أهل الكوفة، وكان حافظاً لفعل رسول الله ﷺ الأخير الذى قبض عليه مما وصل إلى أهل بلده. (۲)

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۲: ۱۵۲

۲۔ ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان: ۹۱ (مختصر قول ہے۔)

(۲) ۱۔ صيمرى، أخبار أبى حنيفة وأصحابه: ۱۱

۲۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۹۰

۳۔ ابن حجر هيتمى، الخيرات الحسان: ۴۲

''امام ابوحنیفہ تمام اہلِ کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے عالم تھے اور اپنے شہر کے رہنے والے محدّثین تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام احادیث کے حافظ تھے۔''

۳۔ خود امامِ اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنے پاس ذخیرۂ حدیث کی موجودگی کو بیان کیا ہے۔ حافظ ابو یحییٰ زکریاؒ بن یحییٰ نیشاپوری اپنی کتاب 'مناقبِ ابی حنیفہ' میں اپنی اِسناد کے ساتھ امام یحییٰ بن نصر بن حاجب سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا:

عندي صناديق من الحديث ما أخرجت منها إلّا اليسير الذي ينتفع به.(۱)

''میرے پاس احادیث سے بھرے صندوق (ذخیرے) ہیں، میں نے ان میں سے حسبِ ضرورت استفادے کے لیے تھوڑی احادیث نکالی ہیں۔''(۲)

حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب ہزارہا احادیث کے حافظ تھے جنہیں آپ نے اپنے شاگردوں کو اِملاء کروایا۔ آپ کے شاگردوں نے آپ سے مروی احادیث کو بصورتِ مسانید جمع کیا۔ بعد میں آنے والے اکابر محدّثین اپنے طریق سے ان ہی مسانید کو تخریج کرتے رہے۔ ''مُسنَد'' کی جمع مسانید ہے۔ مسانیدِ امامِ اعظمؒ پر تبصرہ کرنے سے قبل ہم کتبِ حدیث کی تقسیم درج کر رہے ہیں تاکہ ہر قاری پر 'مسند' کا معنی و مفہوم واضح ہو سکے۔

۲۔ کتبِ حدیث کی تقسیم

محدّثینِ کرام نے احادیثِ مبارکہ پر تصنیف کی جانے والی کتب کو کئی انواع اور

(۱) موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۹۵۔ ۹۶

(۲) اس موضوع پر مزید تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ راقم کی کتاب 'امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ: امام الائمۃ فی الحدیث (جلد دوم)' میں آ رہی ہے۔

اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ کتبِ حدیث کی بعض اَقسام درج ذیل ہیں:

(۱) صحیح

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے خصوصاً احادیثِ صحیحہ کا التزام کیا ہو۔ جیسے صحیح البخاری، صحیح مسلم اور صحیح ابنِ حبان۔

(۲) جامع

جس حدیث کی کتاب میں محدّث درج ذیل آٹھ عنوانات کے تحت احادیث جمع کرے، وہ یہ ہیں: ۱۔ سِیَر، ۲۔ آداب، ۳۔ تفسیر، ۴۔ عقائد، ۵۔ فتن، ۶۔ احکام، ۷۔ مناقب، ۸۔ یومِ قیامت و آخرت کے متعلق۔

صحیح البخاری اور سنن الترمذی میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

(۳) سُنَن

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے فقہی اَبواب اور اَحکام پر مشتمل احادیث کو جمع کیا ہو مثلاً سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابنِ ماجہ۔

(۴) مُسنَد

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے صحابی، تابعی یا شیخ کے شیوخ سے مروی احادیث کو بغیر موضوع وعنوان کے الگ الگ جمع کیا ہو جیسے مسند احمد بن حنبل، مسند بزار، مسند طیالسی، مسند ابن الجعد اور مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ وغیرہا۔

(۵) مُعجَم

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے احادیث کو اپنے شیوخ کے ناموں کی

ترتیب سے جمع کیا ہو۔ اکثر و بیش تر یہ ترتیب حروفِ تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً امام طبرانی کی معاجمِ ثلاثہ: ''**المعجم الکبیر**''، ''**المعجم الأوسط**''، ''**المعجم الصغیر**'' اور امام ابو یعلی کی ''**المعجم**''۔

(۶) مُستَخرَج

جس حدیث کی کتاب میں محدّث کسی بھی دوسرے محدّث کی تالیف کردہ کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کے لئے اپنی اسانید کے ساتھ ان احادیث کی تخریج کرے۔ بسا اوقات اس محدّث کی سندِ تخریج کردہ کتاب کے محدّث کے شیخ یا شیخ الشیخ سے اوپر جا ملتی ہے۔ جیسے حافظ ابونعیم اصبہانی کی ''**المستخرج علی الصحیحین**''۔

(۷) مُستَدرَك

جس حدیث کی کتاب میں محدّث مختلف ابواب کے تحت اُن احادیث کو جمع کرے جو کسی دوسری کتاب کے مصنف کی شرط پر اس سے رہ گئی ہوتی ہیں مثلاً امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کی ''**المستدرک علی الصحیحین**''۔ اس کتاب میں امام حاکم نے امام بخاری و امام مسلم کی شرائطِ اصولِ حدیث پر پوری اترنے والی اُن احادیث کو جمع کیا ہے جو اُن سے چھوٹ گئی تھیں۔

(۸) رِسالہ

جس حدیث کی کتاب میں مذکورہ بالا 'جامع' کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت محدّث احادیث جمع کرے۔ جیسے امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور امام ابنِ ابی عاصم کی زہد و ورع پر ''**کتاب الزھد**''، امام احمد بن حنبل اور امام نسائی کی مناقب پر ''**فضائل الصحابة**''، جبکہ فتن پر امام ابوعمرو عثمان بن سعید المقریٔ کی ''**السنن الواردة في الفتن**'' اور نعیم بن حماد المروزی کی ''**الفتن**'' مشہور و معروف کتب ہیں۔

(۹) اَجزاء

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے کسی ایک موضوع سے متعلق تمام اَحادیث جمع کی ہوں۔ مثلاً امام ابو عبدالرحمٰن محمد بن فضیل الضبی کی ''کتاب الدعاء''، امام ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی کی ''رؤیة الله''، امام ابو بکر محمد بن ابراہیم المقری کی ''الرخصة فی تقبیل الید''۔ موجودہ دور میں ہماری کتبِ حدیث - شفاعت پر ''أحسن الصناعة في إثبات الشفاعة''، فضائل و آدابِ قرآن پر ''العرفان فی فضائل وآداب القرآن'' اور حضور نبی اکرم ﷺ کی نعت خوانی پر ''راحة القلوب في مدح النبي المحبوب ﷺ'' وغیرہا بھی - اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱۰) اَربعین

متقدم اور متاَخر محدّثین کے نزدیک حدیث میں ''اَربعین'' کی اصطلاح کا اطلاق اس کتاب پر کیا جاتا ہے جس میں محدّث کسی ایک موضوع یا متفرق موضوعات پر چالیس احادیث جمع کرے۔ ان کتبِ حدیث میں امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کی ''الأربعون الصغری''، امام ابو القاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ کی ''أربعون حدیثاً لأربعین شیخاً من أربعین بلدة، امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی کی ''أربعین'' اور امام ابنِ حجر عسقلانی کی ''الإمتاع بالأربعین المتباینة السماع'' شامل ہیں۔

ہم نے موجودہ دور میں تحقیق کے جدید ذرائع میسّر آنے کے سبب اربعینات کے کام میں غیر معمولی ردّ و بدل کیا ہے۔ اربعین پر مشتمل حدیث کی کتاب میں صرف چالیس احادیث لانے کی بجائے، کتاب کو چالیس فصلوں میں تقسیم کر کے سو سے لیکر تقریباً ۳۰۰ احادیث کو ایک ہی کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ہم نے اربعین پر مشتمل کتبِ احادیث میں سے ذکرِ الٰہی کی فضیلت پر ''الکنز الثمین في فضیلة الذکر والذاکرین'' میں چالیس فصلوں کے تحت ۲۳۴ احادیث، درود وسلام کی فضیلت پر ''البدر التمام في

الصلاۃ علی صاحب الدنو والمقام‘‘ میں ۲۶۳ احادیث، سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے مناقب پر ’’الدرۃ البیضاء في مناقب فاطمۃ الزہراء‘‘ میں ۱۰۲ احادیث اور حسنین کریمین علیہما السلام کے مناقب پر ’’مرج البحرین فی مناقب الحسنین‘‘ میں ۱۳۵ احادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں۔

(۱۱) اَمالی

جس حدیث کی کتاب میں محدّث نے شیخ کی اِملاء کرائی ہوئی اَحادیث درج کی ہوں۔ ان میں امام ابوعبد اللہ حسین بن اسماعیل محاملی کی ’’أمالي‘‘، صاحب الحلیۃ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی کی ’’أمالي‘‘ اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی ’’الأمالي المطلقۃ‘‘ قابلِ ذکر ہیں۔

(۱۲) مُصَنَّف

جس حدیث کی کتاب کو محدّث نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہو اور اس میں بکثرت آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین و تبع تابعین ہوں۔ مثلاً امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی کی ’’المصنف‘‘ اور امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابنِ ابی شیبہ کی ’’المصنف‘‘۔

مذکورہ بالا کتبِ حدیث کے تعارف سے ’’مُسْنَد‘‘ کی تعریف سے پتہ چلا کہ اس میں صحابہ کرام، تابعین اور اپنے شیوخ سے مروی رِوایات کو الگ الگ جمع کیا جاتا ہے۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویّات کو ’’الجامع‘‘ اور ’’السنن‘‘ کے اسلوب پر جمع نہ کرنے کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ اُس دور میں اور بعد ازاں اسی طرز پر کثرت سے کام ہوا۔ لیکن متأخر ائمۂ حدیث اور عصرِ حاضر کے علماء نے معاصر تقاضوں کے مطابق کتبِ احادیث کو ’’السنن‘‘ اور ’’الجامع‘‘ کے پیرایہ پر ابواب بندی اور موضوعات کے اعتبار سے تالیف کیا۔ ان مشہور و معروف کتب میں ’’مشکاۃ المصابیح‘‘، ’’ریاض الصالحین‘‘، ’’المتجر الرابح‘‘ اور ’’الترغیب والترہیب‘‘ شامل ہیں۔ اسی طرز پر

دورِ حاضر میں ہماری تالیف ''المنهاج السوي من الحديث النبوي ﷺ'' اور ''جامع السنة فيما يحتاج إليه آخر الأمة'' کا مجموعۂ حدیث قابلِ ذکر ہے۔

اس کے برعکس قرونِ اولیٰ کے محدّثین کو دیکھا جائے تو اُن ادوار میں ''مسند'' کی طرز پر لکھی گئیں تصانیف بکثرت ملتی ہیں۔ ان کتب میں امام عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) کی ''المسند''، امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی (متوفی ۲۱۹ھ) کی ''المسند''، امام اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ) کی ''المسند''، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کی ''المسند''، حافظ ابوعلی حسن بن محمد الصباح (متوفی ۲۶۰ھ) کی ''مسند بلال بن رباح رضی اللہ عنہ'' اور امام ابوبکر احمد بن عمرو بزار (متوفی ۲۹۲ھ) کی ''المسند'' وغیرہا شامل ہیں۔

پس یہی وہ بنیادی سبب ہے جس کو ملحوظ رکھتے ہوئے محدّثین نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویّات کو ''مسانید'' کے سانچوں میں ڈھالا اور اسی طرز پر تالیف کیا۔

۳۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی مسانید پر ائمہ کی تحقیقات

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو معروف ائمہِ حدیث و فقہ کی نسبت حضور نبی اکرم ﷺ سے زیادہ قریبی زمانہ میسّر تھا۔ ثانیاً آپ نے دوسری صدی ہجری کے اوائل میں قرآن و حدیث میں بلند پایہ اجتہادی فہم و بصیرت کے باعث ''فقہ حنفی'' کی بنیاد رکھی تھی۔ ان خصوصیات کی بدولت آپ فقہ و حدیث کے طالبان کے لئے ہردلعزیز شخصیت تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے مستقل تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچی۔ اتنے اعظم اور اجل محدّث و فقیہ کے اَن گِنت شاگرد ہوں تو یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے علمی فیوضات کو مدوّن نہ کیا جاتا۔ لہٰذا امام صاحب کے علم الحدیث میں اعلیٰ اور ارفع رتبے کی وجہ سے آپ سے براہِ راست یا بالواسطہ علمی فیض پانے والے محدّثین نے آپ کی مسانید کو مختلف اَوقات میں جمع کیا۔ تحقیقی نقطۂ نگاہ سے اگر بغور جائزہ لیا جائے تو چوتھی صدی ہجری کو ''امامِ اعظم کی صدی'' کہنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس صدی میں آپ کی بارہ سے زائد مسانیدِ حدیث تدوین و

تالیف کے زیور سے آراستہ ہوئیں۔ آئندہ صفحات میں ہم ان تمام مسانیدِ ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ثقاہت پر تفصیلی گفتگو کریں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

ائمہ کرام نے امامِ اعظم سے مروی مسانید کی تعداد کو اپنی تحقیق کے مطابق بیان کیا ہے۔ اس پر ان کے اقوال حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حافظ ابنِ نقطہ حنبلیؒ کی تحقیق

امام ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادیؒ المعروف ابنِ نقطہ (متوفی ۶۲۹ھ) اپنی کتاب ''التقیید'' میں لکھتے ہیں:

وأما المسانيد فمسند أحمد بن حنبل، ومسند الشافعي ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ ....[۱]

''مسانید میں مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی اور مسند ابی حنیفہ جسے کئی حفاظِ حدیث نے جمع کیا ہے، شامل ہیں......۔''

حافظ ابنِ نقطہؒ کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کی مسانید کو کئی حفاظِ حدیث نے جمع کیا ہے۔

(۲) امام ابو المؤید محمد خوارزمیؒ کی تحقیق

امام ابو المؤید محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنی کتاب ''جامع المسانید'' میں امامِ اعظمؒ سے مروی ۱۵ مسانید کو جمع کیا ہے۔ وہ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

(۱) ابنِ نقطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، بيان معرفة أكثر السنن والمسانيد التي يشمل هذا الكتاب على معرفة رواتها: ۲۶

أردت أن أجمع بين خمسة عشر من مسانيده التي جمعها له فحول علماء الحديث.(۱)

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ (اس کتاب میں) امام ابو حنیفہ کی اُن پندرہ مسانید کو جمع کروں جنہیں نامور محدّثین نے امام صاحب کی نسبت سے جمع کیا۔''

(۳) حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی تحقیق

شیخ الاسلام و المسلمین محدّثِ اکبر امام ابنِ حجر عسقلانیؒ نے بھی اپنی کتاب 'المعجم المفہرس' میں اپنی متعدد اِسناد سے امامِ اعظم ابو حنیفہؓ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اَجزاء کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ امیر المومنین فی الحدیث حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی، زینب بنتِ اسماعیل بن ابراہیم بن خبّاز، محمد بن عبد المنعم بن عمر بن ھامل، مرتضٰی بن عفیف، ابو طاہر السِلفی، ابو صادق مرشد بن یحیٰی مدینی، علی بن ربیعہ بن علی، حسن بن رشیق، محمد بن حفص طالقانی، صالح بن محمد ترمذی کے متصل طریق سے امام حماد بن ابی حنیفہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔(۲)

۲۔ حافظ عسقلانیؒ نے امام اُستاذ ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثیؒ کی مسند ابی حنیفہؒ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اپنے شیخ ابو الطاہر محمد بن ابی الیُمن محمد بن عبد اللطیف بن الکُویک کے طریق سے حافظ ابو الحجاج مزی و زینب بنتِ کمال، احمد بن شیبان، مؤید بن عبد الرحیم و زاھر بن ابو طاہر ثقفی، سعید بن ابو الرجاء، ابو بکر احمد بن فضل باطِرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیٰی بن مندہ کی متصل سند سے امام حارثی کی مسند کو تخریج کیا ہے۔

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۴

(۲) عسقلانی، المعجم المفہرس: ۳۷۳، ۳۷۴، رقم: ۱۱۲۱

حافظ ابنِ حجر نے اسی مسند کو اپنے دوسرے طریق سے بھی بیان کیا ہے۔ وہ طریق یہ ہے: زینب، عجیبہ، ابو الخیر محمد بن احمد بن عمر الباغبان، ابوعمرو عبد الوھاب بن ابوعبد اللہ بن مندہ اور ابنِ مندہ نے امام حارثی سے۔(۱)

۳۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے امام ابو بکرؒ ابن المقری کی مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اِن رُواۃ سے تخریج کیا ہے: ابو الکمال احمد بن علی بن عبدالحق، شمس الدین محمد بن احمد بن علی الرقی و حافظ ابو الحجاج مزّی، الفخر علی بن بخاری و احمد بن شیبان، مؤید بن عبد الرحیم، سعید بن ابو الرجاء، منصور بن حسین اور انہوں نے ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن مقری۔(۲)

۴۔ حافظ عسقلانیؒ نے حافظ ابوعلی حسنؒ بن محمد البکری کی مسند ابی حنیفہ کو بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس سند سے مسند ھٰذا کی تخریج کی ہے: ابوعلی محمد بن احمد بن علی بن مطرز، ابو الحسن علی بن عمر وانی اور انہوں نے ابوعلی البکری سے۔(۳)

۵۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے ہی امام ابو الحسین علی بن احمد بن عیسیٰ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے۔ اس جزء کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امام ابوحنیفہؒ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صریحاً سماع سے حدیثِ مبارک بھی ہے۔ حافظ عسقلانیؒ سے لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ سند متصل ہے۔ وہ سند یہ ہے: ابو العباس احمد بن حسن زینبی، ابو العباس احمد بن کشتغدی و کمال ابراہیم بن محمد ابنِ عبد الصمد تزمنتی و التاج احمد بن حسن بن علی صیرفی و محمد بن اسماعیل بن عبد العزیز ایوبی و ابو بکر بن قاسم بن ابو بکر رجبی و محمد بن اسماعیل بن ابو القاسم فارقی، ابو العباس احمد بن محمد، ابو الفتح محمود بن احمد بن علی محمودی، ابو السعادات احمد بن محمد بن عبد الواحد عباسی، ابو الحسن احمد بن محمد بن ابو الحسین

(۱) عسقلانی، المعجم المفھرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۲۹

(۲) عسقلانی، المعجم المفھرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۳۰

(۳) عسقلانی، المعجم المفھرس: ۳۷۷، رقم: ۱۱۳۱

الاعیش سمنانی اور انہیں علی بن احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا۔

وہ ابو احمد منصور بن عبد اللہ بن خالد ذہلی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابراہیم بن محمد بن عمر بن عبد الرحمان مروزی، وہ ابو العباس احمد بن صلت بن مغلس حمانی، وہ ابو یوسف بشر بن ولید سے اور انہیں امام ابو حنیفہؒ نے حدیث بیان کی کہ:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. (۱)

’’میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔‘‘

اس روایت میں امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کرنے کو صراحتاً بیان کیا ہے جو آپ کے تابعی ہونے پر بیّن دلیل ہے۔

۶۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے ہی امام ابو حنیفہؒ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے پر حافظ ابو معشر طبریؒ کے جزء کا ذکر بھی کیا ہے۔ حافظ صاحب نے جزء ھٰذا کو اِس سند سے تخریج کیا ہے: احمد بن خلیل مقدسی، احمد بن ابو طالب، ابراہیم بن عثمان کاشغری، ابو الخیر مسعود بن حسین بن سعید الردی، انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے حافظ ابو معشر طبریؒ سے اس جزء کو روایت کیا ہے۔ (۲)

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی طرح دیگر اکابر محدّثین اور علماءِ عظام نے بھی امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی مسانید کا تذکرہ متصل اسناد کے ساتھ اپنی کتب میں کیا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث اِن شاء اللہ تعالیٰ ہر مسند کے تحت تحریر کی جائے گی۔ حافظ صاحب کی امام ابو حنیفہؒ کی مسانید پر تحقیقی بحث فی الحال اس لئے درج کی تا کہ قارئین پر یہ واضح ہو سکے کہ آپ کی

---

(۱) عسقلانی، المعجم المفهرس: ۳۷۸، رقم: ۱۱۳۲

(۲) عسقلانی، المعجم المفهرس: ۳۷۸، رقم: ۱۱۳۳

مسانید کو جلیل القدر محدّثین نے متصل اِسناد سے بیان کیا ہے۔ یہ امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی علمِ حدیث میں وسعت، آپ کی حدیث میں ثقاہت اور آپ سے مروی مسانید کے قابلِ اعتبار ہونے پر ناقابلِ تردید اور صریح دلیل ہے۔

(۴) امام محمد بن یوسف صالحیؒ کی تحقیق

امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی شافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی کتاب ''عقود الجمان'' کے باب نمبر ۲۳ میں امامِ اعظمؒ سے مروی ۱۷ مسانید کو درج ذیل فصل کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

فصل: في بيان المسانيد التي خرّجها الحفاظ من حديثه و الذي اتصل بنا منها سبعة عشر مسندًا. (۱)

''امامِ اعظم کی ان مسانید کا بیان جن کی حفاظِ حدیث نے تخریج کی ہے اور جن سے ہم متصل ہوئے ہیں، ان کی تعداد سترہ ہے۔''

(۵) حافظ ابنِ طولونؒ کی تحقیق

حافظ شمس الدین محمدؒ بن طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے اپنی کتاب ''الفهرست الأوسط'' میں امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ۱۷ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔(۲)

(۶) امام محمد مرتضٰی زبیدیؒ کی تحقیق

امام سید محمدؒ مرتضٰی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ''عقود الجواهر

(۱) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ۳۲۲۔ ۳۳۴

(۲) زاهد الکوثری، تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأکاذيب: ۱۵۶

المنیفة'' کے مقدمہ میں لکھا ہے:

أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من تخاريج الأئمة.(۱)

''میں نے اس کتاب کو امام ابو حنیفہ سے منسوب اُن ۱۴ مسانید سے تخریج کیا ہے جنہیں ائمہ ِحدیث نے جمع کیا ہے۔''

(۷) امام ابنِ عابدین شامیؒ کی تحقیق

مشہور فقیہ امام محمد امین المعروف ابنِ عابدین شامیؒ (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنے ثبت پر کتاب ''عقود اللآلي'' میں رقمطراز ہیں:

وأسند الإمام أبو الصبر أيوب الخلوتي مسانيد الإمام أبي حنيفة وأوصلها إلى سبعة عشر مسندًا فراجعها من ثبته.(۲)

''امام ابو الصبر ایوب الخلوتی نے امام ابو حنیفہ کی ۱۷ مسانید کو متصل سند کے ساتھ نقل کر کے اپنے ثبت میں جمع کیا ہے۔''

(۸) علامہ محمد جعفر کتانیؒ کی تحقیق

معاصر علماء کرام میں سے علامہ محمدؒ بن جعفر الکتانی (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے اپنی کتاب ''الرسالة المستطرفة'' میں امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ۱۵ مسانید کا ذکر کیا ہے۔(۳)

---

(۱) مرتضى زبيدى، عقود الجواهر المنيفة فى أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة مما وافق فيه الأئمة الستة أو أحدهم، ۱: ۵

(۲) ابن عابدين، عقود اللآلى: ۱۲۵

(۳) محمد بن جعفر الكتانى، الرسالة المستطرفة: ۱۶

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ امام محمد بن محمود خوارزمی، امام محمد بن یوسف صالحی شامی، حافظ ابنِ طولون، محمد مرتضٰی زبیدی، ابنِ عابدین شامی، اور محمد بن جعفر الکتانی کے نزدیک امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین سے مروی مسانید کی تعداد ۱۴ سے لے کر ۱۷ تک ہے۔

۴۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی انتیس مسانید پر ہماری تحقیق

راقم نے مختلف کتب، مخطوطوں اور لائبریریوں کو کھنگالنے کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مزید بارہ (۱۲) مسانید دریافت کی ہیں۔ اس طرح کل مسانیدِ امامِ اعظم کی تعداد انتیس (۲۹) ہوگئی ہے۔ ذیل میں امامِ اعظم سے مروی اِن انتیس مسانید کے نام درج کئے جا رہے ہیں:

۱۔ مسند امام حمادؒ بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ)

۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوبؒ بن ابراہیم انصاری (متوفی ۱۸۲ھ)

۳/۴۔ مسند و آثار امام محمدؒ بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)

۵۔ مسند امام حسنؒ بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ)

۶۔ مسند امام محمدؒ بن مخلد الدوری (متوفی ۳۳۱ھ)

۷۔ مسند امام حافظ احمدؒ بن محمد بن سعید المعروف ابنِ عقدہ (متوفی ۳۳۲ھ)

۸۔ مسند امام ابو القاسم عبد اللہؒ بن محمد ابن ابی العوام سعدی (متوفی ۳۳۵ھ)

۹۔ مسند امام عمرؒ بن حسن اشنانی (متوفی ۳۳۹ھ)

۱۰۔ مسند امام ابو محمد عبد اللہؒ بن محمد بن یعقوب حارثی بخاری (متوفی ۳۴۰ھ)

۱۱۔ مسند امام حافظ ابو احمد عبد اللہؒ بن عدی جرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

۱۲۔ مسند امام ابو الحسین محمدؒ بن مظفر بن موسیٰ (متوفی ۳۷۹ھ)

۱۳۔ مسند امام طلحہؒ بن محمد بن جعفر (متوفی ۳۸۰ھ)

۱۴۔ مسند امام محمدؒ بن ابراہیم بن علی بن زاذان اصبھانی مقری (متوفی ۳۸۱ھ)

۱۵۔ مسند امام ابو الحسن علیؒ بن عمر بن احمد بغدادی المعروف دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)

۱۶۔ مسند امام ابو الحفص عمرؒ بن احمد بن عثمان المعروف ابنِ شاہین (متوفی ۳۸۵ھ)

۱۷۔ مسند امام ابوعبد اللہ محمدؒ بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ (متوفی ۳۹۵ھ)

۱۸۔ مسند امام حافظ ابو نعیم احمدؒ بن عبد اللہ اصبھانی (متوفی ۴۳۰ھ)

۱۹۔ مسند امام حافظ ابو بکر احمدؒ بن محمد بن خالد خلی کلاعی (متوفی ۴۳۲ھ)

۲۰۔ مسند امام ابو الحسن علیؒ بن محمد بن حبیب بصری ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)

۲۱۔ مسند امام ابو بکر احمدؒ بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)

۲۲۔ مسند امام ابو اسماعیل عبد اللہؒ بن محمد انصاری ہروی (متوفی ۴۸۱ھ)

۲۳۔ مسند امام حافظ ابوعبد اللہ محمدؒ بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی (متوفی ۵۲۲ھ)

۲۴۔ مسند امام ابو بکر محمدؒ بن عبد الباقی بن محمد انصاری (متوفی ۵۳۵ھ)

۲۵۔ مسند امام ابو القاسم علیؒ بن حسن بن ھبۃ اللہ ابنِ عساکر دمشقی (متوفی ۵۷۱ھ)

۲۶۔ مسند امام علیؒ بن احمد بن مکی رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

۲۷۔ مسند امام ابو علی حسنؒ بن محمد بن محمد بکری (متوفی ۶۵۶ھ)

۲۸۔ مسند امام شمس الدین محمدؒ بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی (متوفی ۹۰۲ھ)

۲۹۔ مسند امام ابو المھدی عیسیٰؒ بن محمد بن احمد جعفری ثعالبی (متوفی ۱۰۸۲ھ)

۵۔ انتیس مسانیدِ امامِ اعظمؓ اور ان کے مؤلفین کا تعارف

انتیس مسانید کے مدوّنین اور مؤلفین ائمہ کا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مختلف نوعیت کا تعلق رہا ہے۔

۱۔ بعض ائمہ کو براہِ راست امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا تلمیذ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی مسانید کو تالیف کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان ائمہ میں امامِ صاحب کے بیٹے حضرت حمّاد کے علاوہ قاضی ابو یوسف، امام محمد حسن شیبانی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی شامل ہیں۔

۲۔ بعض ائمہ کو بلا واسطہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے سماعِ حدیث کا موقع میسّر نہ آ سکا لہٰذا انہوں نے بالمشافہ اور اجازتِ خاصّہ کے ساتھ اپنے شیوخ کے طرق سے ان مسانید کو تالیف کیا۔

۳۔ بعض ائمہ کو یہ دونوں شرف حاصل نہ ہو سکے تو انہوں نے اپنے شیوخ سے اجازتِ عامّہ حاصل کرنے کے بعد مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کو تدوین کیا۔(۱)

ائمہ عظام نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ۲۹ مسانید کو تدوین و تالیف کرنے میں درج بالا تینوں طریقے اختیار کیے۔ اب ہم ترتیبِ زمانی کے لحاظ سے ان تمام مسانیدِ امامِ اعظم کو مرتب کرنے والے ائمہ کے احوالِ حیات اور ان کا علمی مقام و مرتبہ درج کرنے کے علاوہ معتبر کتب کے حوالوں سے یہ بھی ذکر کریں گے کہ ان ائمہ نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ان انتیس مسانید کو تدوین و تالیف کیا۔

۱۔ مسند امام حمادؒ بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ)

امامِ اعظم ابو حنیفہؓ کے لختِ جگر اور اکلوتے بیٹے فقیہ و محدّث امام حمادؒ کو اپنے والدِ گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے۔ امام حماد کی کنیت ابو اسماعیل ہے۔ آپ

(۱) مرتضی زبیدی، عقود الجواهر المنيفة، ۱: ۶

اپنے شفیق والد کے نقشِ قدم پر تھے۔ امام حماد نے اپنے والد سے ہی علمِ حدیث و فقہ کا خصوصی اکتسابِ فیض کیا اور ان سے ان کے بیٹے اسماعیل نے حدیث و فقہ کا علم حاصل کیا۔ امام اسماعیل قاضیٔ بصرہ بھی رہے۔(۱)

۱۔ امام محمد بن محمود خوارزمیؒ نے اپنے چار مشائخ کے متصل طرق سے مسند حمادؒ تک سند بیان کی ہے۔ وہ چار شیوخ یہ ہیں: تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف، موفق الدین ابوعبد اللہ محمد بن ہارون ثعلبی، جمال الدین ابو الفتح نصر اللہ بن محمد بن الیاس انصاری اور ان کے بھائی نجم الدین ابو غالب مظفر بن محمد بن الیاس۔(۲)

۲۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے اپنے شیخ ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن محمد شروطی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد کی مسندِ ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔(۳)

۳۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمدؒ صالحی شامی نے بھی اپنے شیخ ابو فارس بن عمر مکی شافعی کی متصل سند سے امام حماد کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔(۴)

امام حمادؒ کا علمی مقام و مرتبہ

امام حماد فقیہ اور محدّث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و ورع کا پیکر بھی تھے۔ اتنے عظیم و جلیل باپ کے زاہد اور متقی بیٹے سے کذب و بطلان کا اظہار ناممکنات میں سے ہے۔

۱۔ محدّثِ کبیر امام عبد الرحمٰنؒ بن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷ھ) نے ’’الجرح والتعدیل‘‘ میں امام حمادؒ کا ذکر کیا ہے لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی جو ان کے عادل و

(۱) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵
(۳) عسقلانی، المعجم المفھرس: ۳۷۳، رقم: ۱۱۲۱
(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۰

صادق ہونے پر واضح دلالت ہے۔[۱]

۲۔ امام صمیریؒ (متوفی ۴۳۶ھ) امام حمادؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان الغالب عليه الدين والورع والزهد مع علم بالفقه وكتابة للحديث.[۲]

”علم فقہ اور کتابتِ حدیث کے ساتھ ساتھ امام حماد پر دین داری اور زہد و ورع کا بھی غلبہ تھا۔“

۳۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) امام حماد کو یوں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں:

كان ذا علم، ودين، وصلاح، وورع تام.[۳]

”آپ صاحبِ علم، دین دار، صالح اور پیکرِ ورع تھے۔“

۴۔ حافظ عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی (متوفی ۷۷۵ھ) نے آپ کے علمی مقام پر یوں روشنی ڈالی ہے:

تفقّه على أبيه فأفتى في زمنه ...... وهو في طبقة أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن بن زياد.[۴]

”آپ نے اپنے والدِ گرامی سے اس قدر علمِ فقہ حاصل کیا کہ ان کے زمانے

(۱) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۱۴۹
۲۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۳۴۶
(۲) صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۱۵۱
(۳) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳
(۴) قرشی، الجواهر المضیئة: ۱۴۸

میں فتویٰ دینے لگے۔ آپ کا شمار امام ابو یوسف، امام محمد، زفر اور حسن بن زیاد کے اعلیٰ طبقہ میں ہوتا ہے۔"

۵۔ امام محمد عبد الحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ)، امام حماد کی شان میں گویا ہیں:

واستقضي على الكوفة بعد القاسم بن معن الكوفي تلميذ أبي حنيفة. [۱]

"امام ابو حنیفہ کے شاگردِ رشید قاسم بن معن کے بعد کوفہ کے منصبِ قضا پر آپ ہی کو بٹھایا گیا۔"

❁ حافظ شمس الدین ذہبی کے مطابق امام حماد بن ابی حنیفہ کا وصال ۱۷۶ھ میں ہوا۔ [۲]

۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسف (متوفی ۱۸۲ھ)

امامِ اعظم ابو حنیفہ کے قریب ترین اور قابلِ فخر تلامذہ میں سے ایک امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم ہیں۔ آپ خاندانِ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام ابو یوسف سے درج ذیل ائمۂ حدیث نے روایت کیا ہے:

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی
۲۔ امام احمد بن حنبل
۳۔ بشر بن ولید
۴۔ حافظ یحییٰ بن معین
۵۔ علی بن جعد
۶۔ علی بن مسلم طوسی
۷۔ عمرو بن ابی عمرو حرانی
۸۔ عمرو بن محمد ناقد

(۱) عبد الحی لکھنوی، الفوائد البهيّة: ۱۱۹
(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۴۰۳

۹۔ احمد بن منیع　　　　۱۰۔ عبدوس بن بشر

۱۱۔ حسن بن شبیب　　　　۱۲۔ اسد بن فرات اور دیگر رحمہم اللہ تعالی (۱)

قاضی ابو یوسفؒ نے اپنے شیخِ اکبر امامِ اعظمؒ سے کثیر علم الحدیث حاصل کیا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے استاذ کے علم کو کتابی شکل میں سمیٹا۔

۱۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے تین شیوخ ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا و دیگر علماء کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ قاضی ابو یوسف کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

۲۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے بھی اپنے شیخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد اوجاقی کے طریق سے مسند ابو یوسف کا ذکر کیا ہے۔ (۳)

ایک اشکال کا حل

قاضی ابو یوسفؒ کی مسند اور آثار کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا ان سے مسند مروی ہے یا آثار؟

حافظ عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی نے قاضی ابو یوسف کی 'کتاب الآثار' کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

اسی پر بہت سے علماء کی تائید ہے۔ اس کے برعکس جیسا کہ ہم بحوالہ درج کر چکے ہیں کہ امام خوارزمیؒ اور امام صالحیؒ شامی نے مسند ابی یوسف کا اپنی اسناد کے ساتھ ذکر

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۴۲
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۶
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵
(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۹
(۴) قرشی، الجواهر المضیئة: ۴۳۹

کیا ہے۔ کیا یہ دونوں کتابیں الگ الگ ہیں یا ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ ہمارے خیال میں دونوں طرح کے امکانات ہیں:

۱۔ قاضی ابو یوسف کی کتاب الآثار الگ کتاب ہے جو بآسانی مارکیٹ میں دستیاب ہے جبکہ ان کی مسند الگ کتاب ہے جو فی الحال میسر نہیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام رکھ دیئے گئے ہیں۔

علامہ ابو الوفا افغانیؒ نے 'کتاب الآثار' کے مقدمہ میں اسی التباس کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

ويحتمل، والله أعلم، أن يكون كتابًا واحداً رواه عنه عمرو ويوسف كلاهما، ويسمى بإسمين كروايات الموطأ. (۱)

''ممکن ہے، اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے، کہ ایک ہی کتاب کو عمرو بن ابی عمرو اور یوسف بن یعقوب نے روایت کیا ہو اور اسے دو نام دیدیئے گئے ہوں جس طرح کہ موطأ مالک کی مرویات کے ساتھ ہوا ہے۔'' ☆

قاضی ابو یوسفؒ کا علمی مقام و مرتبہ

محدّثینِ کرام نے امام قاضی ابو یوسفؒ کا حدیث میں علمی مقام و مرتبہ درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

(۱) أبو الوفاء، مقدمة كتاب الآثار: (د)

☆ ہمارے فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں قاضی ابو یوسفؒ کی 'کتاب الآثار' موجود ہے، جس پر علامہ ابو الوفا افغانی کی تعلیقات ہیں۔ اس کتاب کا لائبریری نمبر ۵۶۶۳ ہے اور یہ کتاب دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان کی طباعت کے مطابق المکتبۃ الأثریۃ، سانگلہ ہل، شیخوپورہ، پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔

۱۔ امام ابو یوسفؒ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام سلیمان بن مہران اعمشؒ (متوفی ۱۴۸ھ) نے مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا تو میں نے انہیں اس کا درست جواب دیدیا، انہوں نے مجھ سے (حیران ہوکر) کہا: آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں حدیث سے جسے آپ ہی نے ہم سے بیان کیا ہے اور میں نے ان سے حدیث ذکر کر دی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا:

يا يعقوب، إني لأحفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواک، فما عرفت تأويله حتى الآن.(۱)

''یعقوب! مجھے یہ حدیث اس وقت سے یاد ہے جبکہ ابھی تمہارے والدین بھی مجتمع نہ ہوئے تھے مگر اس کا مطلب میں ابھی سمجھا ہوں۔''

اس قول سے قاضی القضاۃ امام ابو یوسف کی جلالتِ علمی اور انتہاء درجہ فہمِ حدیث کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام اعمش کا شمار امامِ اعظم کے شیوخ میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ وہ صحاح ستّہ کے راوی اور سیکڑوں احادیث کے بھی حافظ ہیں لیکن فہمِ حدیث کے لئے انہوں نے امام ابو یوسف کی طرف رجوع کیا۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ قاضی صاحب صرف فقیہِ حدیث ہی نہ تھے بلکہ عظیم حافظِ حدیث بھی تھے تب ہی تو انہوں نے فوراً امام اعمش کو ان ہی کے طریق سے حدیث کا حوالہ دیدیا۔ شاگرد کی اس عالی قدر و منزلت میں درحقیت امامِ اعظم کی عظمت پوشیدہ ہے جن کے فیوضاتِ علمی کی وجہ سے وہ اس درجہ پر

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۹۲
۲۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۴: ۲۴۶
۳۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۳
۴۔ ابن خلکان، وفيات الأعيان، ۶: ۳۸۲
۵۔ ذهبی، مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه: ۴۰
۶۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۲۹۹

متمکن ہوئے۔

۲۔ امامِ اعظمؒ نے بھی اپنے اس شاگردِ خاص کا علمی مرتبہ بیان کیا ہے۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کی حیات میں ابو یوسف کو جان لیوا مرض لاحق ہوا تو ہم نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی عیادت کی۔ جب آپ ان کے پاس سے اٹھے تو ان کے گھر کے دروازے کی دہلیز پر ہاتھ رکھ کر افسردہ انداز میں بولے:

أن يمت هذا الفتى، فإنه أعلم من عليها وأومأ إلى الأرض.[۱]

''یہ نوجوان فوت ہوجائے گا؟ پھر زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ تو روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔''

۳۔ حسنؒ بن ابو مالک اور عباسؒ بن ولید بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم محدّث ابو معاویہ محمد بن خازم (متوفی ۱۹۵ھ) کے پاس حجاج بن اَرطاۃ سے مروی احادیث کو سمجھنے اور سیکھنے جاتے تھے۔ ابو معاویہ نے ہم سے کہا: کیا تمہارے ہاں قاضی ابو یوسف نہیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، وہ تو ہم میں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا:

أتتركون أبا يوسف وتكتبون عني؟ كنا نختلف إلى الحجاج فكان أبو يوسف يحفظ والحجاج يملي علينا فإذا خرجنا كتبنا من حفظ أبي يوسف.[۲]

''کیا تم ابو یوسف کو چھوڑ کر مجھ سے احادیث لکھ رہے ہو؟ (ان کا تو یہ حال

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۴۶
۲۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۲
۳۔ سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۶
۴۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۰۸
(۲) صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۹۵

ہے کہ) ہم حجاج بن اَرطاۃ کے پاس جایا کرتے تھے تو حجاج جو کچھ ہمیں اِملاء کراتے تھے ابو یوسف اسے یاد کر لیتے تھے، پھر جب ہم ان کے دَرس سے آتے تو ابو یوسف کے حافظے سے سب کچھ لکھ لیتے۔‘‘

امام ابو معاویہ محمد بن خازم عظیم محدّث تھے جن کی ثقاہت پر اعتبار کرتے ہوئے ائمہِ صحاح ستّہ نے ان سے کُل ایک ہزار اٹھاون (۱,۰۵۸) متصل احادیث روایت کی ہیں۔ وہ قاضی ابو یوسف کے بلند پایہ حفظِ حدیث کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہم بھی ان کے خوشہ چیں ہوتے تھے۔ جس امامِ اعظم ابو حنیفہ کے ہونہار شاگرد کا یہ حال ہو خود ان کے حافظے کا عالم کیا ہوگا؟ مزید تائید کے لئے درج ذیل روایت بھی مطالعہ فرمائیں۔

۴۔ امامِ اعظم کے شاگرد امام حسنؒ بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ) قاضی ابویوسف کے حفظِ حدیث کا ایک نادر واقعہ درج کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم امام ابویوسف کے ساتھ حج پر گئے تو وہ راستے میں بیمار ہو گئے لہٰذا ہم نے بِئرِ میمون پر پڑاؤ کیا۔ امام سفیان بن عیینہ ان کی عیادت کرنے کے لئے وہاں آئے تو آپ نے ہم سے کہا: ابو محمد (یعنی سفیان بن عیینہ) سے علمِ حدیث حاصل کرو۔ انہوں نے ہم سے چالیس احادیث بیان کیں، پھر جب سفیان چلے گئے تو امام ابو یوسف نے ہم سے فرمایا:

خذوا ما روی لکم! فَرَدَّ علينا الأربعين حديثاً حفظاً علی سِنِّه وضعفه وعِلَّتِه وشغله بسفره.

وفي رواية قال: حَدَّثَنا بالأربعين حديثاً بسنده ومتنه حفظاً، وتعجبنا من سرعة حفظه مع عِلَّتِه وشغله بسفره.[1]

’’انہوں نے تم سے جو احادیث روایت کی ہیں اسے تھام لو، پھر آپ نے ہم

(۱) ۱۔ صيمري، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۹۴
۲۔ قرشي، الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية: ۲۷۴

سے اپنے بڑھاپے، کمزوری، بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود وہ چالیس احادیث بیان کر دیں۔‘‘

’’ایک روایت میں ہے کہ امام حسن بن زیاد نے فرمایا: آپ نے ہمیں چالیس احادیث مع سند ومتن زبانی سنا دیں، ہمیں آپ کی بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود اس قدر سرعتِ حفظ پر بڑا تعجب ہوا۔‘‘

اس روایت سے اتنا اندازہ تو ہر صاحبِ عقل وشعور لگا سکتا ہے کہ امام ابویوسف علم الحدیث میں حد درجہ رغبت رکھتے تھے۔ تب ہی تو انہوں نے ضعیف عمری، نقاہت، مرض اور سفر کی شدید تھکاوٹ کے باوجود چالیس اَحادیث سُن کر فوراً اپنے شاگردوں کو سنا دِیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لاجواب حافظے سے نوازا تھا، اسی وجہ سے انہوں نے ایک لمحہ تاخیر کیے بغیر چالیس احادیث ذہن نشین کر لیں۔

۵۔ امام علیؒ بن صالح جب بھی قاضی ابو یوسفؒ سے کوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے:

حدّثني فقيه الفقهاء، وقاضي القضاة، وسيّد العلماء أبو يوسف. (۱)

’’مجھ سے فقیہ الفقہاء، قاضی القضاۃ اور سید العلماء ابو یوسف نے حدیث بیان کی۔‘‘

۶۔ امام ابنِ سعدؒ (متوفی ۲۳۰ھ) نے قاضی ابو یوسفؒ کے علمِ حدیث پر یوں لب کشائی کی ہے:

كان يعرف بالحفظ للحديث، وكان يحضر المحدّث فيحفظ خمسين وستين حديثاً فيقوم فيمليها على الناس. (۲)

(۱) صيمري، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۹۳

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۷: ۳۳۰

۲۔ ابن عبد البر، الإنتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ۱۷۲

۳۔ ابن خلكان، وفيات الأعيان، ۶: ۳۷۹

۴۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۳۰۰

’’آپ حافظِ حدیث تھے، آپ محدّث کی خدمت میں حاضر ہو کر پچاس ساٹھ احادیث حفظ کر کے لوگوں کو ان کی اِملاء کراتے تھے۔‘‘

۷۔ سید المحدّثین امام یحییٰؒ بن معین، قاضی ابو یوسفؒ کی حدیث میں ثقاہت کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

ما رأيت في أصحاب الرأي أثبت في الحديث، ولا أحفظ ولا أصحّ رواية من أبي يوسف. (۱)

’’میں نے اصحاب الرائے میں حدیث میں سب سے زیادہ پختہ، سب سے زیادہ حافظِ حدیث اور سب سے زیادہ صحیح روایت بیان کرنے والا ابو یوسف سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۸۔ امام علیؒ بن مدینی (۲۳۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو یوسفؒ بصرہ میں دو مرتبہ تشریف لائے، پہلی مرتبہ ۱۷۶ھ میں آئے تو میں ان کے پاس نہ آسکا اور دوسری بار ۱۸۰ھ میں تشریف لائے تو ہم ان کے پاس حاضری دیا کرتے تھے۔

فكان يحدّث بعشرة أحاديث وعشرة رأي وأراه، قال: ما أجد على أبي يوسف شيء إلّا حديث هشام في الحجر وكان صدوقًا. (۲)

’’آپ دس احادیث بیان کرنے کے ساتھ ان پر دس تبصرے بھی کرتے اور میں قاضی ابو یوسف کو دیکھتا کہ آپ مقامِ حجر میں ہشام کے طریق سے مروی

(۱) ۱۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۶
۲۔ أیضاً، مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه: ۴۰
۳۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۰۸

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۵۵
۲۔ ذھبی، مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه: ۴۲

ہی حدیث بیان کرتے اور آپ نے ہمیشہ صدق بیانی سے کام لیا۔‘‘

۹۔ امام ابو یوسفؒ کے شاگردِ رشید امام بشرؒ بن ولید (متوفی ۲۳۸ھ) کے سامنے ایک روز آپ کے مُستَملی (حدیث کی اِملاء کرنے کی درخواست کرنے والے شاگرد) نے کہا: آپ کو ’یعقوب نے خبر دی ہے۔‘ آپ نے اس سے فرمایا:

ألا تعظّمه! ألا تفخّمه! فإني ما رأيت مثله. (۱)

’’کیا تُم ان کی تعظیم نہیں کرتے، ان کی تکریم نہیں کرتے، میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔‘‘

۱۰۔ امام احمدؒ بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) سب سے پہلے علمِ حدیث کی ابتداء کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أوّل ما طلبتُ الحديث ذهبتُ إلى أبي يوسف القاضي ثم طلبنا بعد فكتبنا عن الناس. (۲)

’’میں سب سے پہلے علمِ حدیث کی طلب میں قاضی ابو یوسف کے پاس گیا پھر اس کی طلب میں (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔‘‘

۱۱۔ امام احمدؒ بن حنبل ہی امام ابو یوسفؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان يعقوب أبو يوسف منصفًا في الحديث. (۳)

---

(۱) صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۹۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۵۵

۲۔ ذهبی، مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه: ۴۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۶۰

۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۷

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۲۸

''امام ابو یوسف یعقوب حدیث میں انصاف کرنے والے تھے۔''

۱۲۔ امام ذہبیؒ کی تحقیق کے مطابق امام ابنِ عدیؒ نے کہا: ''قاضی ابو یوسفؒ سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔'' امام نسائیؒ نے کہا: ''آپ ثقہ ہیں'' اور امام ابو حاتمؒ نے کہا: ''آپ سے مروی حدیث کو لکھا جائے گا۔''(۱)

معروف مؤرخ خلیفہ بن خیاط، یعقوب بن سفیان، ابو حسان زیادی اور بشر بن ولید کے مطابق قاضی ابو یوسف یعقوب نے جمعرات کے دن ۵ ربیع الاوّل کو ۱۸۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۲)

۳/۴۔ مسند و آثار امام محمدؒ بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)

امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ فقیہِ عراق اور امامِ اعظم ابو حنیفہ کے ذہین ترین شاگرد ہیں۔ آپ ۱۳۲ھ میں واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پروان چڑھے۔

امام محمدؒ بن حسن سے درج ذیل محدّثین نے حدیث روایت کی:

۱۔ امام محمد بن ادریس شافعی
۲۔ ابو عبید قاسم بن سلام
۳۔ ہشام بن عبید اللہ رازی
۴۔ علی بن مسلم طوسی
۵۔ عمرو بن ابی عمرو حرّانی
۶۔ حافظ یحییٰ بن معین
۷۔ محمد بن سماعہ
۸۔ یحییٰ بن صالح وحاظی رحمھم اللہ تعالی(۳)

(۱) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۸

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۶۱

۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۸

(۳) ذھبی، مناقب الإمام أبي حنیفة وصاحبیه: ۵۰

جس طرح کا اِشکال اور اِلتباس مسند/ آثارِ ابو یوسف کے ضمن میں سامنے آیا کچھ اسی طرح کا معاملہ امام محمد شیبانی کی مسند و آثار کے ساتھ بھی ہے۔

۱۔ امام خوارزمیؒ نے 'جامع المسانید' میں امام محمدؒ کی ان دونوں کتابوں کا تذکرہ اپنی متصل اسناد کے ساتھ کیا ہے۔

(۱) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی مسند کو 'نسخۃ محمد'' کہہ کر ذکر کیا ہے۔ یہی کتاب ''مسند محمد'' کے نام سے معروف ہے۔ امام خوارزمی نے اس کو اپنے تین شیوخ ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا کے طرق سے متصل روایت کیا ہے۔(۱)

(۲) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی ''کتاب الآ ثار'' کا دو طرق سے ذکر کیا ہے:

(ا) امام خوارزمیؒ نے امام محمدؒ کی 'کتاب الآثار' کو اپنے چار شیوخ کی متصل اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ آپ کے چار شیوخ یہ ہیں: صدرِ کبیر ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا اور ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن۔(۲)

(ب) امام خوارزمیؒ نے ہی امام محمدؒ کی 'کتاب الآثار' کو اپنے چار شیوخ ضیاء الدین صفر، شرف الدین عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم، رشید الدین احمد ابن المفرج بن مسلمہ، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم کے طریق سے عالی سند کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے۔(۳)

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۵

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۶

(۳) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷

۲۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے بھی امام محمدؒ شیبانی کی دونوں تصانیف کا تذکرہ کیا ہے:

(ا) امام صالحیؒ نے امام محمدؒ کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

(۲) امام صالحیؒ نے امام محمدؒ کی ''کتاب الآثار'' کا دو طرق سے ذکر کیا ہے:

(ا) انہوں نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی سے بذریعہ شیخ الاسلام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی کے متصل طریق سے امام محمد کی ''کتاب الآثار'' تک سند درج کی ہے۔

(ب) امام صالحیؒ ہی نے حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کے دوسرے متصل طریق سے امام محمدؒ کی ''کتاب الآثار'' تک سند کو سپردِ قرطاس کیا ہے۔[1]

امام محمدؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام محمدؒ خود اپنے علمی ذوق و شوق کے بارے فرماتے ہیں:

خلف أبي ثلاثين ألفا درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفاً على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفاً على الحديث والفقه.[2]

---

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۰-۳۳۳

ہمارے فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں امام محمدؒ بن حسن شیبانی کی 'کتاب الآثار' موجود ہے، اس کے ذیل میں حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی 'الإیثار لمعرفة رواة الآثار' ہے۔ کتاب کا لائبریری نمبر ۵۷۲۷ ہے۔ یہ کتاب دار القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، پاکستان، سے ۱۴۰۷ھ میں طبع ہوئی۔

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۱۲۵

’’میرے والد نے وراثت میں تیس ہزار درہم چھوڑے، ان میں سے میں نے پندرہ ہزار نحو و شعر اور باقی پندرہ ہزار حدیث و فقہ پر خرچ کر دیئے۔‘‘

۲۔ فقہ شافعی کے بانی امام محمدؒ بن ادریس شافعی (متوفی۲۰۴ھ) نے امام محمدؒ کے بارے فرمایا:

جالستُه عشر سنين، وحملت من كلامه حمل جمل، لو كان كلّم على قدر عقله ما فهمنا كلامه ولكنّه كان يكلّمنا على قدر عقولنا. (۱)

’’میں نے دس سال ان کی شاگردی اختیار کی اور میں نے ان سے اس قدر استفادہ کیا ہے کہ اگر اسے تحریری شکل دی جائے تو اسے اٹھانے کے لئے اونٹ درکار ہوگا۔ اگر وہ اپنی عقل کے مطابق گفتگو کرتے تو ہم ان کے کلام کو نہ سمجھ پاتے لیکن وہ ہم سے ہماری عقلوں کے مطابق گفتگو کرتے تھے۔‘‘

۳۔ امام شافعیؒ نے آپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

ما رأيت أعقل، و لا أفقه، ولا أزهد، و لا أورع، ولا أحسن نطقاً و إيرادًا من محمد بن الحسن. (۲)

’’میں نے سب سے زیادہ عاقل، سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ زاہد،

.... ۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۱۷۳

۳۔ قزوینی، التدوین فی أخبار قزوین، ۱: ۲۵۲

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۱۵۵

(۱) ۱۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۱۵۵

۲۔ قرشی، الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة: ۲۷۶

(۲) ذهبی، مناقب الإمام أبي حنیفة و صاحبیه: ۵۵

سب سے زیادہ پرہیز گار اور سب سے زیادہ اچھا بولنے والا اور کلام کو وضاحت سے بیان کرنے والا محمد بن حسن سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۴۔ امام شافعیؒ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

أنفقت علی کتب محمد بن الحسن ستین دینارًا ثم تدبرتها فوضعت إلی جنب کل مسألة حدیثًا. (۱)

’’میں نے محمد بن حسن کی کتب خریدنے پر ساٹھ (۶۰) دینار خرچ کئے پھر میں نے ان میں غور وفکر کر کے ہر مسئلہ کے ساتھ حدیث کو لکھ دیا۔‘‘

ان رِوایات سے کیا کوئی شخص یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ امام شافعی جیسے اجل محدّث جو امام محمد کی تعریف میں رطب اللساں ہیں، اس ابتدائی دور میں وہ دس سال تک امام محمد سے حدیث کے بغیر صرف علمِ فقہ سیکھتے رہے؟ کتنا بے معنی اور لغو استدلال ہوگا۔ اس کے برعکس کوئی بھی صائب الرائے شخص ان اقوال کو پڑھ کر اسی نتیجہ تک پہنچے گا کہ امام شافعی نے اپنے جلیل المرتبت استاذ سے فقہ سیکھنے کے ساتھ ساتھ احادیث کی معرفت بھی حاصل کی، تب ہی تو وہ اس قابل ہوئے کہ امام صاحب کے بیان کردہ ہر مسئلہ کے ساتھ انہوں نے احادیث کی تخریج کی۔ نیز استنباطِ مسائل میں اپنے استاد سے اختلاف بھی کیا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے اجتہادات بھی کیے۔

مذکورہ بالا روایت سے دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ فقہ حنفی کی بنیاد احادیث پر ہے۔ اسی وجہ سے تو امام شافعی نے امام محمد کے بیان کردہ جمیع مسائل کے ساتھ احادیث کو لکھا۔ اگر مذہبِ حنفی حدیث کے متضاد ہوتا تو ہرگز بھی وہ یہ علمی کارنامہ سرانجام نہ

(۱) ۱۔ أبو نعیم أصبهانی، حلیة الأولیاء، ۹: ۷۸
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۱: ۲۹۷
۳۔ ذهبي، مناقب الإمام أبي حنیفة و صاحبیه: ۵۱

دیتے۔ اب ہم امام شافعی کی زبانی ہی یہ نقل کرنا چاہتے ہیں کہ امام محمد اور ان جیسے دیگر اکابر ائمہ کو تفقہ فی الدین میں ایسا بلند و بالا علمی رتبہ کس ہستی کی بدولت نصیب ہوا۔

۵۔ امام ابو عبیدؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لقد كتبت عن محمّد بن الحسن وقر بعير ذكر، ولولاه ما فتق لي من العلم ما انفتق، فالناس كلّهم في الفقه عيال على أهل العراق، وأهل العراق عيال على أهل الكوفة، وأهل الكوفة كلّهم عيال على أبي حنيفة.(۱)

’’میں نے امام محمد بن حسن سے اس قدر علم لکھا ہے کہ اس بوجھ کو (تحریری شکل دی جائے تو) مذکر اونٹ ہی اٹھا سکتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو مجھ پر علم کی وہ راہیں منکشف نہ ہوتیں جو ہوئیں، سارے لوگ فقہ میں اہلِ عراق کے عیال ہیں اور سارے اہلِ عراق اہلِ کوفہ کے عیال ہیں اور سارے اہلِ کوفہ امام ابو حنیفہ کے عیال ہیں۔‘‘

یہی قابلِ تقلید بات ہے جس کا اعلان آج سے ۱۲ سو سال قبل عالمِ اسلام کے عظیم رہنما اور فقہ شافعی کے بانی امام شافعیؒ نے اپنی زبان سے کر دیا کہ روئے زمین کے سارے لوگ فقہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔ آج بھی جس کسی کو فہم اور تفقہ فی الدین میں سے جو میسر آئے گا وہ درحقیقت امامِ اعظم کے تفقہ فی الدین کے لگائے ہوئے علمی شجر کا فیضان ہوگا۔

۶۔ امام محمدؒ بن حسن خود امام مالکؒ سے سماعِ حدیث کرنے کو بیان کرتے ہیں:

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۲۴
۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۱۵۳
۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۱: ۳۲۳

أقمت علی باب مالک ثلاث سنین وسمعت من لفظه أکثر من سبعمائة حدیث.[1]

''میں امام مالک کی چوکھٹ پر تین سال تک حاضر رہا، اور میں نے ان کی زبانی سات سو (۷۰۰) سے زائد اَحادیث کا سماع کیا۔''

اس روایت سے سرسری طور پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ سے بھی لازماً چار سالوں کے دوران سیکڑوں احادیث کا سماع کیا ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی ایسے محدّث سے جو محنتِ شاقہ کے ساتھ حصولِ علمِ حدیث پر کمر بستہ ہو، یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ اس نے اپنے شیخِ اجل کے پاس مسلسل چار سال شب و رَوز بسر کرتے ہوئے اُن سے صرف چند احادیث سنی ہوں گی؟ یہ قابلِ فخر متعلم اور لائقِ استناد معلم، شاگردِ رشید اور استاذِ جلیل، تلمیذِ صادق اور شیخِ کامل دونوں پر زبانِ طعن دراز ہو گی۔ لہٰذا حقیقت یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ امامِ اعظم فی الحدیث تھے تب ہی تو بقول امام شافعی **أعلم، أعقل، أفقه، أزهد و أورع** جیسی صفات کے حامل طالبِ علم امام محمد نے سالہا سال آپ کی دریوزہ گری کی۔

۷۔ صحیحین (بخاری و مسلم) کے ثقہ راوی امام یحییٰ بن صالح (متوفی ۲۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن اَکثم نے پوچھا: آپ نے امام مالک کو دیکھا ہے اور اُن سے سماع کیا ہے، اسی طرح آپ نے امام محمد کی رفاقت اختیار کی ہے، ان دونوں میں سب سے زیادہ فقیہ کون تھا؟ میں نے کہا:

محمد بن الحسن فیما یأخذه لنفسه أفقه من مالک.[2]

---

(۱) ۱۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۱۲۱
۲۔ نووی، تهذیب الأسماء، ۱: ۹۷
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۷۵

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۱۷۵

”محمد بن حسن جو کچھ بھی اُن سے اپنے لئے اخذ کرتے وہ اس میں مالک سے زیادہ فقیہ تھے۔“

۸۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے عارفِ حدیث اور عالمِ حدیث ہونے پر ایک واقعہ امام محمد بن سماعہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: عیسیٰ بن اَبان (م ۲۲۱ھ) حسین وجمیل اور صاحبِ علم شخص تھے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، میں انہیں محمد بن حسن کے پاس آنے کی دعوت دیتا تو وہ (سنی سنائی پر) کہتے: یہ لوگ احادیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ عیسیٰ حدیث کے جید حافظ تھے، ایک دن انہوں نے ہمارے ساتھ نمازِ فجر ادا کی جبکہ اسی دن امام محمد کا درس بھی ہونا تھا۔ میں نے عیسیٰ کو اس مجلس میں بٹھائے رکھا۔ جب امام محمد درس سے فارغ ہوئے تو میں عیسیٰ کو اُن کے قریب لے گیا اور انہیں کہا: یہ آپ کے بھائی اَبان بن صدقہ کاتب کے بیٹے ہیں جو بڑے ذہین اور معرفتِ حدیث رکھتے ہیں، میں اِسے آپ کے پاس آنے کی دعوت دیتا لیکن یہ انکار کر دیتا اور کہتا کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ امام محمد اس کی طرف بڑھے اور اسے فرمایا: میرے بیٹے! آپ نے کس مسئلہ میں ہمیں دیکھا ہے کہ ہم اس میں حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ جب تک ہم سے سن نہ لو اس وقت تک ہمارے خلاف مت گواہی دو۔ ابنِ اَبان نے اس دن آپ سے پچیس احادیث کے متعلق سوال کیا۔ راوی بیان کرتے ہیں:

فجعل محمد بن الحسن يجيبه عنها، ويخبره بما فيها من المنسوخ ويأتي بالشواهد والدلائل، فالتفت إليّ بعد ما خرجنا، فقال: كان بيني وبين النور سترٌ فارتفع عني، ما ظننت أنّ في ملک الله مثل هذا الرجل يظهره للناس! ولزم محمد بن الحسن لزوماً شديداً حتى تفقّه. (۱)

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۲۸

۲۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۱: ۱۵۸

”محمد بن حسن اسے اِن احادیث کے جواب دینے لگے، اُسے ان میں سے منسوخ احادیث کی خبر دینے لگے اور اس پر دلائل و شواہد بھی قائم کرنے لگے۔ جب ہم امام محمد کی مجلس سے باہر نکلے تو وہ میری طرف مڑ کر کہنے لگا: میرے اور نورِ (علم) کے درمیان پردہ حائل تھا جو اَب مجھ سے اٹھ گیا ہے، میرا خیال نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں اس جیسا شخص موجود ہے جسے وہ لوگوں کے لئے ظاہر فرماتا ہے۔ پھر انہوں نے حد درجہ قلبی ذوق سے محمد بن حسن کی مجالست اختیار کی یہاں تک کہ فقیہ کے مرتبے پر فائز ہوئے۔“

اس رِوایت سے واضح ہوا کہ امام محمد بن حسن جہاں کثیر ذخیرۂ حدیث رکھتے تھے وہیں انہیں فہمِ حدیث بھی حاصل تھا۔ اسی لئے تو انہوں نے عیسیٰ بن ابان کی بیان کردہ پچیس احادیث کے تسلی بخش جواب دیئے۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ محدّث اس وقت تک معرفتِ حدیث کا دعویٰ نہیں کرسکتا جب تک فقیہ نہ ہو جیسا کہ ابنِ اَبان کے ساتھ ہوا۔

9۔ ابراہیم حربی سے روایت ہے کہ میں نے امام احمدؒ بن حنبل (متوفی 241ھ) سے سوال کیا: ”آپ نے یہ مسائلِ دقیقہ کہاں سے سیکھے ہیں؟“ انہوں نے فرمایا:

من كتب محمد بن الحسن.(1)

”محمد بن حسن کی کتب سے۔“

.... ۳۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۴۳۱

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۱۵۷

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۱۲۵

۲۔ ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الأمم والملوك، ۹: ۱۷۵

۳۔ ذهبی، مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه: ۵۴

۴۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۱۶۰

۱۰۔ امام احمدؒ بن حنبل نے ایک مرتبہ فرمایا: جب کسی مسئلہ میں تین اشخاص کا اتفاق ہو جائے تو ان کی مخالفت ناممکن ہے۔ ان سے پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد بن الحسن، فأبو حنيفة أبصر الناس بالقياس، وأبو يوسف أبصر الناس بالآثار، ومحمد أبصر الناس بالعربية.(۱)

’’ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن حسن۔ ابو حنیفہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قیاس میں ماہر ہیں، ابو یوسف تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آثار پر نگاہ رکھتے ہیں اور محمد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عربی لغت جانتے ہیں۔‘‘

۱۱۔ امام الجرح والتعدیل علیؒ بن مدینی نے امام محمدؒ کو ’’صدوق‘‘ قرار دیا ہے۔ امام دار قطنیؒ نے کہا ہے کہ ’’انہیں ترک نہیں کیا جائے گا۔‘‘ امام ابو داؤدؒ نے کہا ہے: ’’یہ ترک کیے جانے کے مستحق نہیں ہے۔‘‘(۲)

۱۲۔ امام ذہبیؒ نے امام محمدؒ کے بارے میں یہاں تک لکھا ہے:

كان محمد بن الحسن من بحور العلم والفقه.(۳)

’’امام محمد بن حسن علمِ حدیث اور فقہ کے سمندر تھے۔‘‘

❁ جب خلیفہ ہارون الرشید رَے کے علاقے میں گیا تو امام محمد بھی ان کے ساتھ وہاں گئے اور وہیں ۱۸۹ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا رحمۃ اللہ علیہم

(۱) سمعانی، الأنساب، ۳: ۴۸۴

(۲) ۱۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۱۲۲

۲۔ أیضاً، تعجیل المنفعۃ: ۳۶۲

(۳) ذهبي، ميزان الإعتدال، ۶: ۱۰۷

أجمعين۔[1]

۵۔ مسند امام حسنؒ بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ)

امام ابو علی حسن بن زیاد اللؤلؤی انصاری فقیہِ عراق، امامِ اعظم ابوحنیفہ کے قابلِ استناد شاگرد ہیں۔

امام حسن بن زیاد سے محمد بن شجاع ثلجی اور شعیب بن ایوب صریفینی رحمہم اللہ تعالی نے علمِ حدیث حاصل کیا۔[2]

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی نے اپنے چار شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام حسن بن زیاد اللؤلؤی کی جمع کردہ مسند امامِ اعظم کو بیان کیا ہے۔ امام خوارزمی کے اُن چار شیوخ کے نام یہ ہیں: ابو محمد یوسف بن عبد الرحمٰن بن علی الجوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو نصر الاغر بن ابی الفضائل اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا۔[3]

۲۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے بھی اپنے چار شیوخ سے امام حسن بن زیاد اللؤلؤی تک متصل سند کو ذکر کیا ہے۔ امام صالحی کے چار شیوخ یہ ہیں: ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری، جمال الدین ابراہیم قلقشندی، ابو محمد عبد الرحیم بن محمد حنفی اور ابو حفص عمر بن علاء الدین صیرفی۔[4]

۳۔ حاجی خلیفہؒ نے بھی ''کشف الظنون'' میں امام لؤلؤی کی مسند امامِ اعظم کا نام درج کیا ہے۔[5]

---

(۱) صیمری، أخبار أبي حنیفة وأصحابه: ۱۳۰

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۴

(۳) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۳

(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۶

(۵) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰

امام حسنؒ بن زیاد کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام حسنؒ بن زیاد خود اپنے طلبِ علم کا حال بیان فرماتے ہیں:

مكثت أربعين سنة لا أبيت إلّا والسراج بين يديّ. (۱)

''میں نے چالیس سال اس حال میں گزارے کہ ساری رات چراغ میرے سامنے جلتا رہتا (اور میں پڑھائی میں مصروف رہتا)۔''

۲۔ امام حسنؒ بن زیاد کثیر احادیث کے مالک تھے، اسی لئے فرماتے:

كتبت عن ابن جريج اثنى عشر ألف حديث، كلّها يحتاج إليها الفقهاء. (۲)

''میں نے ابنِ جریج سے بارہ ہزار (۱,۲۰,۰۰) ایسی احادیث لکھی ہیں جن میں سے ہر ایک کی فقہاء کو نہایت ضرورت ہے۔''

۳۔ صحاح ستہ کے راوی امام یحییٰؒ بن آدم (متوفی ۲۰۳ھ) نے امام حسنؒ کے بارے میں کہا:

ما رأيت أفقه من الحسن بن زياد. (۳)

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۳
۲۔ كردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۲۱۰

(۲) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۲
۲۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۷: ۳۱۴
۳۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۴

(۳) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۱
۲۔ ابو إسحاق شيرازی، طبقات الفقهاء: ۱۴۳

''میں نے حسن بن زیاد سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔''

۴۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے محدّث خلفؒ بن ایوب (متوفی ۲۰۵ھ) سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ سائل نے کہا: مجھے کوئی ایسا شخص بتا دیں جو اس کے بارے جانتا ہو۔ فرمایا: کوفہ کے حسن بن زیاد۔ اس نے کہا: کوفہ تو دور ہے۔ آپ نے فرمایا:

من همّه الدين فالكوفة إليه قريبة. (۱)

''جس شخص کا مطمعِ نظر فہمِ دین ہو، کوفہ اس کے قریب ہے۔''

۵۔ نصیر بن یحیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خلف بن ایوب سے پوچھا: موجودہ دور میں کون شخص حجۃ الاسلام ہے؟ انہوں نے کہا: حسن بن زیاد۔ راوی کہتے ہیں:

فأعاد السوال ثلاثاً، فقال: الحسن هو حجة. (۲)

''اس نے تین بار سوال دہرایا، آپ نے یہی جواب دیا: حسن ہی حجۃ الاسلام ہیں۔''

۶۔ امام سمعانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نے امام حسنؒ کے متعلق لکھا ہے:

كان حافظاً لروايات أبي حنيفة. (۳)

''آپ امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث کے حافظ تھے۔''

۷۔ بعض محدّثین نے ان پر شدید کلام کرتے ہوئے کذّاب تک کہا ہے۔ امام

.... ۳۔ قرشی، الجواهر المضیئة: ۱۲۷

۴۔ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۲: ۱۸۸

(۱) کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۲۰۹

(۲) کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۲۰۹

(۳) ۱۔ سمعانی، الأنساب، ۵: ۱۴۶

۲۔ قرشی، الجواهر المضیئة في الطبقات الحنفية: ۱۲۸

عسقلانیؒ نے ان کے بارے میں سارے اقوال درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

ومع ذلک كله أخرج له أبو عوانة في مستخرجه، والحاكم في مستدركه، وقال مسلمة بن قاسم: كان ثقة، رحمه الله تعالى.[1]

’’اس کے باوجود امام ابوعوانہ نے اپنی مستخرج اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ان سے روایت کیا ہے۔ مسلمہ بن قاسم نے کہا ہے: آپ ثقہ تھے۔‘‘

- ہماری تحقیق کے مطابق امام دارقطنی نے السنن، امام بیہقی نے السنن الکبریٰ اور امام طبرانی نے المعجم الأوسط میں بھی امام حسن بن زیاد سے احادیث روایت کی ہیں جو ان کے مقبول الروایۃ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

- امام ابو بکر دامغانی اور امام ذہبی کے مطابق امام حسن بن زیاد کا وصال ۲۰۴ھ میں ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔[2]

۶۔ مسند امام محمدؒ بن مخلد الدَّوْرِی (متوفی ۳۳۱ھ)

حافظ ابوعبد اللہ محمد بن مخلد بن حفص الدوری العطار بغداد سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدّث ہیں۔ بقول ان کے ان کی ولادت ۲۳۳ھ میں ہوئی۔

امام ابنِ مخلد نے کثیر محدّثین کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا جن میں سے بعض نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالسائب سَلْم بن جُنادَہ ۲۔ یعقوب بن ابراہیم دورقی

۳۔ فضل بن یعقوب رخامی ۴۔ ابوحذافہ سہمی

---

(۱) عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۲۰۸

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۳۳

۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۴۵

۵۔ زبیر بن بَکَّار　　　۶۔ ابو یحییٰ محمد بن سعید العطار

۷۔ احمد بن عثمان بن حکیم اودی　　۸۔ محمد بن حسان ازرق

۹۔ حسن بن عرفہ　　　۱۰۔ صاحب الصحیح امام مسلم بن حجاج

امام ابنِ مخلدہ وہ بلند رتبہ ہستی ہیں جن سے اکابرین محدّثین نے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ حافظ ابو العباس بن عقدہ　　۲۔ محمد بن حسین آجری

۳۔ حافظ ابوبکر بن جعابی　　۴۔ محمد بن المظفر

۵۔ ابو عمر بن حیویہ　　۶۔ صاحب السنن امام ابو الحسن دار قطنی

۷۔ امام ابو حفص بن شاہین اور دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالی[1]

امام محمدؒ بن مخلد صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے ان کو مسند ابی حنیفہ کے جمع و تدوین کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

۱۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابنِ مخلدؒ کی تصانیف پر لکھا ہے:

و کتب ما لا یوصف کثرة مع الفهم و المعرفة، و حسن التصانیف.[2]

''انہوں نے فہم و معرفت کے ساتھ اتنی کثرت سے لکھا ہے جس کا شمار ممکن نہیں، انہوں نے بہترین تصانیف مرتب کیں۔''

۲۔ حافظ خطیبؒ بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں کئی ائمہ کے تعارف میں امام ابنِ مخلد کی مسند ابی حنیفہ کو درج کیا ہے۔

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۰
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۶

(۲) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۶

(۱) انہوں نے محمدؒ بن احمد بن الجہم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روى عنه محمد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة.[۱]

''محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔''

(۲) خطیب بغدادی نے ہی احمدؒ بن محمد بن جہم بلخی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه محمد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة الذي جمعه.[۲]

''محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے، یہ مسند انہوں نے جمع کی ہے۔''

(۳) اسی طرح کے کلمات خطیب بغدادیؒ نے محمدؒ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن مسروقی کے ترجمہ میں لکھے ہیں۔[۳]

۳۔ شیخ محمود الحسن طونکیؒ نے بھی حافظ امام ابو عبد اللہ محمدؒ بن مخلد الدوری بغدادی کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔[۴]

یہ دلائل و براہین اس بات پر شاہد ہیں کہ امام محمد بن مخلد الدوری نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔

امام ابنِ مخلدؒ کا علمی مقام و مرتبہ

محدّثین اور محققین نے امام ابنِ مخلد کے علمی رتبے کو اپنی کتب میں نمایاں جگہ

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۸۷

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۴۰۳

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۴۳۰

(۴) عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ۱: ۱۲۰

دی ہے۔

۱۔ صاحب السنن امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ) نے امام ابنِ مخلد کو ’’ثقہ اور مامون‘‘ بیان کیا ہے۔(۱)

۲۔ حافظ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴٦۳ھ) اور حافظ ابنِ کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) ملے جلے الفاظ میں آپ کے متعلق کہتے ہیں:

كان أحد أهل الفهم موثوقًا به في العلم، متسع الرواية، مشهورًا بالديانة، موصوفًا بالأمانة، مذكورًا بالعبادة.(۲)

’’آپ ان صاحبانِ دانش میں سے ایک تھے جو علمِ حدیث میں معتبر، روایت بیان کرنے میں وسیع، دین داری میں مشہور، امانت داری کے ساتھ متصف اور عبادت گزاری میں نمایاں تھے۔‘‘

۳۔ اجل نقاد حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے امام ابنِ مخلدؒ کے مقام و مرتبہ پر لکھا ہے:

وكان موصوفًا بالعلم، والصلاح، والصدق، والاجتهاد في الطلب، طال عمره، واشتهر اسمه، وانتهى إليه العلو مع القاضي المحاملي ببغداد.(۳)

’’آپ علمِ حدیث، صالحیت، صدق اور طلب و جستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ کے نام کو خوب شہرت

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۱
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۴٦

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۱۰
۲۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۱: ۲۰۷

(۳) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۲۵۷

حاصل ہوئی، بغداد میں قاضی محاملی کے باوجودعلوِ مرتبت کی انتہاء آپ پر ہوئی۔‘‘

۴۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) نے امام ابنِ مخلد کا علمی مقام یوں اجاگر کیا ہے:

وهو ثقة ثقة مشهور في تاريخ بغداد له ترجمة مليحة، ومات سنة إحدى وثلاثين وثلاث مائة، وهو من أعلم أهل عصره إسنادًا، وقع لنا حديثه بعلو بيننا وبينه في خمس مائة سنة، ستّ أنفس بالسماع المفصل. (۱)

’’وہ ثقہ ثقہ مشہور ہیں، تاریخ بغداد میں ان کا شاندار تعارف درج ہے، انہوں نے ۳۳۱ھ میں وصال فرمایا، وہ اپنے ہم عصروں میں سب سے زیادہ علم الاسناد جانتے تھے۔ ہمیں اعلیٰ طریق سے تفصیلی سماع کے ساتھ ان کی حدیث ملی ہے جس میں اس پانچ سو سالہ دور میں ہمارے اور ان کے درمیان چھ اشخاص ہیں۔‘‘

❁ امام عبدالباقی بن قانع اور ابوالحسن بن فرات کے مطابق امام ابنِ مخلد کا ۳۳۱ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۲)

۷۔ مسند امام ابنِ عقدہؒ (متوفی ۳۳۲ھ)

آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن زیاد بن عبد اللہ بن عجلان مولیٰ عبد الرحمٰن بن سعید بن قیس ہمدانی۔ آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔ کوفہ سے تعلق رکھنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث، علامہ، حدیث میں چوٹی کے عالم، یگانۂ روزگار اور صاحبِ تصانیف ہیں۔ ابنِ عقدہ کے نام سے معروف ہیں۔ عقدہ آپ کے والدِ گرامی قدر مشہور نحوی محمد بن سعید کا لقب ہے۔ حافظ ابوالعباس ابنِ

(۱) عسقلاني، لسان الميزان، ۵: ۳۷۴

(۲) خطيب بغدادي، تاريخ بغداد، ۳: ۳۱۱

عقدہ کی ولادت کوفہ میں ۲۴۹ھ میں ہوئی۔

امام ابنِ عقدہ نے طلبِ حدیث میں کوفہ، بغداد، مکہ مکرمہ اور دیگر علمی مراکز کا کونہ کونہ چھان مارا۔ انہوں نے اَن گِنت محدّثین سے حدیث کا سماع کیا جن میں سے گنتی کے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ ابوجعفر محمد بن عبید اللہ ۲۔ احمد بن عبدالحمید حارثی

۳۔ حسن بن علی بن عفان ۴۔ حسن بن مکرم

۵۔ ابو یحییٰ بن ابی میسرہ ۶۔ ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ

۷۔ احمد بن ابی خیثمہ ۸۔ عبد اللہ بن روح مدائنی

۹۔ ابوبکر بن ابی الدنیا ۱۰۔ ابراہیم بن عبد اللہ القصار اور دیگر ائمہ۔

حافظ ابنِ عقدہ محدّثِ بے بدل اور لا ثانی عالم تھے۔ ان کے عظیم الشان علمی رتبے کی وجہ سے اکابر و اعاظم محدّثین نے ان کے ہاں زانوئے ادب تہہ کیا۔ ان میں درج ذیل شیوخِ حدیث کے نام شامل ہیں:

۱۔ حافظ ابوبکر بن جعابی ۲۔ حافظ عبداللہ بن عدی جرجانی

۳۔ صاحب المعاجم حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی

۴۔ محمد بن المظفر ۵۔ صاحب السنن ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی

۶۔ حافظ ابو حفص بن شاہین ۷۔ عبد اللہ بن موسیٰ ہاشمی

۸۔ عمر بن ابراہیم کتانی ۹۔ ابوعبد اللہ المرزبانی

۱۰۔ محمد بن ابراہیم المقری اور دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالی۔

ان اکابرینِ حدیث کے علاوہ اتنی کثرت سے اعاظم و اصاغر ائمہِ حدیث نے

آپ سے علمی استفادہ کیا جن کا احاطہ بہت ہی مشکل ہے۔(۱)

۱۔ امام الجرح والتعدیل حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے ''سیر أعلام النبلاء'' میں ابوجعفر طوسی کا ایک قول درج کیا ہے۔ اس میں انہوں نے حافظ ابنِ عقدہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک کتاب ''أخبار أبي حنیفۃ'' کا بھی تذکرہ کیا ہے۔(۲)

۲۔ شارح ''صحیح البخاری'' حافظ بدر الدین عینیؒ نے اپنی کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں مسند ابنِ عقدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

إن مسند أبي حنیفۃ لابن عقدۃ یحتوي وحدہ علی ما یزید علی ألف حدیث.(۳)

''امام ابنِ عقدہ کی اکیلی مسند ابی حنیفہ ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔''

۳۔ ابو القاسم حمزہؒ بن یوسف سہمی، حافظ خطیب بغدادیؒ اور حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے امام ابنِ عقدہؒ کے طریق سے امامِ اعظم ابو حنیفہؒ سے مروی احادیث کو روایت کیا ہے۔(۴)

حافظ ابنِ عقدہؒ کا علمی مقام و مرتبہ

حافظ صاحب کو علمی حلقہ میں اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل تھا جس کے چند نظائر

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۴
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۰۔ ۳۴۲

(۲) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۵۲

(۳) زاھد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۴) ۱۔ حمزہ بن یوسف، تاریخ جرجان: ۳۸۶
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۳۲۷
۳۔ عسقلانی، تعجیل المنفعۃ: ۴۶۰

محدّثین کی زبانی ملاحظہ کریں۔

۱۔ حافظ ابنِ عقدہؒ نے بذاتِ خود اپنی حدیث دانی پر بیان کیا ہے۔ ابو الحسن محمد بن عمرو بن یحیٰی علوی کہتے ہیں کہ ایک دن ابو العباس بن عقدہ میرے والد کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے کہا: ابو العباس! لوگ مجھ سے تمہارے حفظِ حدیث کے متعلق کثرت سے پوچھتے ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟ ابو العباس نے انہیں بتانے سے حیل و حجت سے کام لیا اور اسے برا محسوس کیا۔ انہوں نے پھر سوال دہرایا اور کہا: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، تب ابو العباس نے فرمایا:

أحفظ مائة ألف حديث بالإسناد والمتن، وأذاكر بثلاث مائة ألف حديث.(۱)

''مجھے اِسناد و متن سمیت ایک لاکھ احادیث یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہوں۔''

۲۔ حافظ ابو علی حسینؒ بن علی نیشاپوری (متوفی ۳۴۹ھ) نے آپ کے علمی مقام پر کہا ہے:

ما رأيت أحدًا أحفظ لحديث الكوفيين من أبي العباس بن عقدة.(۲)

''میں نے ابو العباس بن عقدہ سے بڑھ کر کسی ایک شخص کو بھی کوفیوں سے

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۷
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۶-۳۴۷
۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۱: ۲۶۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵
۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۱: ۲۶۵

مروی حدیث کا حافظ نہیں دیکھا۔‘‘

۳۔ امام حاکمؒ کہتے ہیں: میں نے حافظ ابو علی سے کہا کہ بعض لوگ ابو العباس کے بارے چہ میگوئیاں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کس بارے میں؟ میں نے کہا: جو انہوں نے مجہول راویوں سے منفرد زائد روایتیں بیان کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

لا تشتغل بمثل هذا، أبو العباس إمام حافظ، محلّه محل من يسأل عن التابعين و أتباعهم. (۱)

’’اس طرح کی باتوں میں مشغول مت ہو۔ ابو العباس امام اور حافظ ہیں، وہ تو اس مقام پر فائز ہیں کہ ان سے تابعین اور تبع تابعین کے (صدق و صفا کے) متعلق دریافت کیا جاتا ہے۔‘‘

۴۔ صاحب السنن امام علیؒ بن عمر دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أجمع أهل الكوفة أنه لم ير من زمن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ إلى زمن أبي العباس بن عقدة أحفظ منه. (۲)

’’اہلِ کوفہ (کے ایک زمانے) کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر ابو العباس بن عقدہ کے زمانے تک ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا گیا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۹
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۵۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶
۲۔ سمعانی، الأنساب، ۴: ۲۱۵
۳۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵: ۱۱۴
۴۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵

۵۔ ابو ہمام محمدؒ بن ابراہیم کرخی فرماتے ہیں:

أحمد بن عمير بن جوصا بالشام كأبي العباس بن عقدة بالكوفة. (۱)

''احمد بن عمیر بن جوصا کا شام میں وہی مقام ہے جیسے کوفہ میں ابو العباس بن عقدہ کا۔''

۶۔ امام محمدؒ بن جعفر النجار بھی امام ابنِ عقدہؒ کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

كان أبو العباس أحفظ من كان في عصرنا للحديث. (۲)

''ابو العباس ہمارے عہد میں سب سے زیادہ حدیث کے حافظ تھے۔''

❁ حافظ ابو الحسن ابنِ سفیان کے بقول امام ابو العباس احمد بن محمد ابنِ عقدہ ۳۳۲ھ میں وصال فرما گئے رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۳)

۸۔ مسند امام عبد اللہؒ بن ابی العوام (متوفی ۳۳۵ھ)

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد سعدی ابن ابی العوام نے بھی امامِ اعظم ابو حنیفہ کی مسند کو جمع کیا۔ امام ابنِ ابی العوام نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا:

۱۔ صاحب السنن امام نسائی ۲۔ امام ابو جعفر طحاوی

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵: ۱۱۴
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۵
۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۳۵

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۱۶
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۳۴۴

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۲۲

۳۔ ابو بشر دولابی
۴۔ محمد بن جعفر بن اعین
۵۔ محمد بن احمد بن حماد
۶۔ ابراہیم بن محمد ترمذی اور دیگر ائمہ۔

جبکہ امام ابنِ ابی العوام سے ان کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ و دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالی نے اخذِ حدیث کیا ہے۔

امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوامؒ کے مسند امامِ اعظمؒ کو تالیف و تدوین کرنے پر حسبِ ذیل دلائل ہیں:

۱۔ حافظ محمدؒ بن محمود خوارزمی نے ''جامع المسانید'' میں پندرہویں مسند امام ابنِ ابی العوام کی ذکر ہے۔ امام خوارزمی نے اس مسند کو اپنے پانچ شیوخ کے متصل طرق سے درج کیا ہے، وہ پانچ شیوخ یہ ہیں: نجم الدین ابو الجناب احمد بن عمر خوارزمی خیوقی، نجم الدین ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بلخی، رشید الدین ابو الفضل اسماعیل بن احمد عراقی، ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر اور ابو نصر الاغر ابنِ ابی الفضائل فضائل بن ابی نصر۔[1]

۲۔ مشہور سیرت نگار و معروف محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے بھی اپنے دو شیوخ ابو الفارس بن عمر علوی اور ابو الفضل بن اوجاقی کے طرق سے مسند ابنِ ابی العوام کا تذکرہ کیا ہے۔[2]

ایک ابہام کا ازالہ

امام عبد اللہ بن ابی العوام کی مسند پر اختلاف ہے کہ یہ مستقل کتاب ہے یا ان کی کتاب ''فضائل أبي حنیفة'' کا ایک باب؟

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۷
(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۳

امام خوارزمی اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے اسے ''مسند'' کا نام دیا ہے۔[۱] جبکہ امام زیلعی اور امام صالحی نے اسے کتاب ''فضائل أبي حنيفة'' کا باب ذکر کیا ہے۔[۲]

ہمارے خیال میں یہ کوئی اِبہام یا تشکیک کی بات نہیں ہے۔ دونوں طرف کے ائمہ کا اس موقف پر اتفاق ہے کہ ''مسند ابن أبي العوام'' کا وجود ہے۔ آگے اس کی دو صورتیں بنتی ہیں:

۱۔ ممکن ہے امام ابن ابی العوام نے مسند کو الگ تالیف کیا ہو اور فضائل پر الگ۔

۲۔ اس کا بھی امکان ہے کہ انہوں نے فضائل ابی حنیفہ میں مسند کے عنوان سے باب باندھا ہو بعد ازاں اس کو علیحدہ بھی تصنیف کیا ہو۔ یا مسند تالیف کرنے کے بعد اس کو ''کتاب الفضائل'' کا حصہ بنا دیا ہو۔ فی زمانہ دونوں طرح کی مثالیں عام دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس لئے ان کے ''مسند ابی حنیفہ'' کو تالیف کرنے پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

امام ابنِ ابی العوامؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ علم الرجال نے امام ابنِ ابی العوام کے علمی مقام کو قلمبند کیا ہے۔

۱۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام نسائیؒ کے ترجمہ میں امام عبداللہ بن ابی العوام کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ''قاضی مصر'' کا لقب دیا ہے۔[۳]

۲۔ حافظ عبد القادرؒ قرشی (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابو القاسم عبد اللہ بن ابی العوام کے پوتے احمد بن محمد کا تعارف درج کرتے ہوئے ان کے گھرانے کے متعلق لکھا ہے:

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۷۷

۲۔ عسقلانی، الدراية فی تخريج أحاديث الهداية، ۲: ۴۵

(۲) زيلعی، نصب الراية، ۳: ۱۴۰

۲۔ صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۳

(۳) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۲: ۷۰۰

یأتی أبوہ وعبداللہ جدّہ من بیت العلماء الفضلاء. (۱)

''ان کے والد (محمد) اور دادا عبداللہ علماء فضلاء کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔''

۳۔ محدّثِ شام حافظ محمدؒ بن یوسف صالحی (متوفی ۹۴۲ھ) نے حافظ ابو القاسم عبداللہ، امام ابوجعفر طحاوی، قاضی ابوعبداللہ صیمری اور دیگر ائمہ احناف کے متعلق لکھا ہے:

کلّھم حنفیون، ثقات، أثبات، نقّاد، لھم إطلاع کبیر. (۲)

''یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدّثین ہیں جنہیں کثیر احادیث کا علم ہے۔''

❁ امام ابو القاسم عبد اللہ بن ابی العوام کا ۳۳۵ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیھم أجمعین۔

۹۔ مسند امام عمرؒ بن حسن اَشنانی (متوفی ۳۳۹ھ)

حافظِ حدیث امام قاضی ابوحسن عمر بن حسن بن علی بن مالک اشنانی کو بھی امامِ اعظم کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی ولادت بغداد میں ۲۵۹ھ یا ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ امام اشنانی نے درج ذیل محدّثینِ کرام سے روایتِ حدیث کی ہے:

۱۔ حافظ ابراہیم حربی
۲۔ محمد بن عینی مدائنی
۳۔ محمد بن مسلمہ واسطی
۴۔ ابو اسماعیل ترمذی
۵۔ موسیٰ بن سہل الوشاء
۶۔ ابوبکر بن ابی الدنیا
۷۔ محمد بن شداد مسمعی
۸۔ اپنے والد حسن بن علی اشنانی۔

محدّثین کی کثیر تعداد نے امام اشنانی سے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام

(۱) قرشی، الجواھر المضیئۃ: ۷۴
(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۴۹

درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو عباس بن عقدہ ۲۔ محمد بن المظفر

۳۔ ابو عمرو بن السماک ۴۔ ابو حسن علی بن عمر دارقطنی بغدادی

۵۔ حافظ ابنِ شاہین ۶۔ ابو قاسم بن حبابہ

۷۔ المعافی بن زکریا رحمھم اللہ تعالی۔

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی نے اپنے تین شیوخ تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاء کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اشنانی کی مسند امامِ اعظم کو نقل کیا ہے۔(۱)

۲۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے بھی اپنے شیوخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد بن محمد ارجانی اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ امام عمر اشنانی کی مسند تخریج کی ہے۔(۲)

۳۔ حاجی خلیفہؒ نے ''کشف الظنون'' میں امام عمر اشنانی کی مسند امامِ اعظم کا ذکر کیا ہے۔(۳)

۴۔ علامہ سید مرتضیٰؒ زبیدی نے ''عقود الجواھر المنیفۃ'' کے مقدمہ میں مسند عمر اشنانی کو بیان کیا ہے۔(۴)

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۳

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۷

(۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) مرتضی زبیدی، عقود الجواھر المنیفۃ، ۱: ۶

امام اَشنانی کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام محمدؒ بن نعیم ضبی کہتے ہیں کہ میں نے حافظِ حدیث ابو علی ہروی (متوفی ۳۵۶ھ) کو قاضی عمر بن حسن شیبانی سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ اشنانی صدوق ہیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: بغداد میں ہمارے ساتھی تو ان کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ اس پر امام ابو علی ہروی نے فرمایا:

ما سمعنا أحداً يقول فيه أكثر من أنه يرى الإجازة سماعًا، وكان لايحدّث إلّا من أصوله.(۱)

''ہم نے کسی ایک کو بھی ان کے بارے میں اس سے زیادہ (اعتراض کرتے ہوئے) نہیں سنا کہ وہ اجازتِ حدیث میں (شیخ سے صرف لقاء نہیں بلکہ) سماع کے قائل ہیں، اور وہ (نچلے طبقوں کی بجائے) اصول (اوپر والے طبقے) سے حدیث بیان کرتے تھے۔''

امام ابو علی الھروی نے امام اشنانی پر لگائے گئے ''ضعف'' کا کیا خوبصورت جواب دیا ہے کہ ان پر اعتراض کرنے والے صرف ان کے اخذِ حدیث میں قواعد وضوابط کی سختی پر برہم اور نالاں ہوتے ہیں، باقی کوئی بات نہیں۔ قواعد وضوابط کی یہ سختی نا اہلوں کو ننگا کر دیتی اور وہ آپ کے ضعیف ہونے کا پراپیگنڈہ کرتے جس کے جال میں بعض اکابر محدّثین بھی پھنس گئے۔ اگر اسی صورتحال کا اطلاق ہم امامِ اعظم پر لگائی گئی تہمتِ ''ضعف'' پر کرے تو بالکل بجا ہوگا۔ ان پر بھی ضعف کا الزام اس وجہ سے لگا ہوگا کہ ان کے کسی بھی راوی سے اخذِ حدیث کے اصول انتہائی سخت تھے۔

۲۔ صاحب المستدرک امام حاکمؒ نیشاپوری کی روایت کے مطابق امام ابو علی ہرویؒ نے ہی امام عمرؒ اشنانی کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔(۲)

---

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸

۳۔ حافظ خطیبؒ بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام اشنانیؒ کے بارے میں لکھا ہے:

تحديث بن الأشناني في حياة إبراهيم الحربي، له فيه أعظم الفخر وأكبر الشرف، وفيه دليل على أنه كان في أعين الناس عظيماً، ومحله كان عندهم جليلاً.[1]

''ابراہیم حربی کی زندگی میں ابنِ اشنانی کا حدیث روایت کرنا، ان کے لئے اس میں سب سے زیادہ لائقِ فخر اور شرف کا مقام ہے، اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ انہیں لوگوں کی نگاہوں میں عظیم مرتبہ حاصل تھا اور لوگوں کے ہاں انہیں بلند قدر و منزلت میسر تھی۔''

۴۔ خطیبؒ بغدادی ہی مزید بیان کرتے ہیں:

وهذا رجل من جلة الناس ومن أصحاب الحديث الموجودين، وأحد الحفاظ له، وحسن المذاكرة له.[2]

''وہ اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدّثین میں شمار ہوتے تھے، حافظِ حدیث تھے اور بہت اچھے اسلوب میں محدّثین سے مذاکرہ کرتے۔''

۵۔ خطیبؒ بغدادی ہی امام عمرؒ اشنانی کے مقامِ حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

قد حدّث أحاديث كثيرا، وحمل الناس عنه قديمًا وحديثا.[3]

''انہوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید (ہر دو طبقوں سے روایت ہونے والی) احادیث حاصل کی ہیں۔''

---

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۷

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۷

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸

❁ امام طلحہ بن محمد بن جعفر کے مطابق بروز جمعرات ۱۱ ذو الحجہ ۳۳۹ھ میں امام عمر بن حسن اشنانی کا وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۱)

۱۰۔ مسند امام عبد اللہ بن محمد حارثی (متوفی ۳۴۰ھ)

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث بن خلیل الحارثی البخاری الکلاباذی الحنفی ما وراء النہر سے تعلق رکھنے والے مشہور عالم، فقیہ اور محدّث تھے۔ آپ 'اُستاذ' کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کی ولادت ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ امام حارثیؒ نے درج ذیل محدّثین سے روایت کیا ہے:

۱۔ عبد اللہ بن واصل	۲۔ عبد الصمد بن الفضل
۳۔ حمدان بن ذو النون	۴۔ ابو معشر حمدویہ بن خطاب
۵۔ محمد بن لیث سرخسی	۶۔ عمران بن فرینام
۷۔ ابو الموجہ محمد بن عمرو مروزی	۸۔ فضل بن محمد شعرانی
۹۔ محمد بن علی صائغ	۱۰۔ ابو ہمام محمد بن خلف نسفی اور دیگر ائمہ سے

جبکہ امام حارثیؒ سے درج ذیل ائمہِ حدیث نے روایت کیا ہے:

۱۔ ابو طیب عبد اللہ بن محمد	۲۔ محمد بن حسن بن منصور نیشا پوری
۳۔ احمد بن محمد بن یعقوب فارسی	۴۔ ابو عبد اللہ بن مندہ

اور دیگر ائمہ رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۲)

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثیؒ نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔ اس پر ائمہ کرام کی

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۳۸
(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۴۲۴

تصریحات اور شواہد ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ٦٦٥ھ) نے ''جامع المسانید'' میں اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی کو اپنی کتاب میں نقل بھی کیا ہے۔ امام خوارزمی کے وہ چار شیوخ یہ ہیں: ابو الفضائل جمال الدین عبد الکریم بن عبد الصمد انصاری حرستانی، صفی الدین اسماعیل بن ابراہیم درجی قرشی مقدسی، شمس الدین یوسف بن عبد اللہ فرغلی، ابو بکر بن محمد فرغانی۔[1]

۲۔ امام شمس الدین محمدؒ بن احمد بن عبد الھادی حنبلی (متوفی ۷۴۴ھ) نے مسائلِ طلاق پر احادیث بیان کرتے ہوئے امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔[2]

۳۔ امام شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام قاسم بن اصبغ اموی قرطبی کے ترجمہ میں ان کا وصال ۳۴۰ھ لکھنے کے بعد کہا ہے:

وفيها مات عالم ما وراء النهر ومحدّثه الإمام العلامة أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي البخاري، الملقب بالأستاذ، جامع مسند أبي حنيفة الإمام وله ثنتان وثمانون سنة.[3]

''اسی سال ماوراء النہر کے مشہور عالم اور محدّث امام علامہ ابو محمد عبد اللہ بن محمد یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کا وصال ہوا، جو ''الأستاذ'' کے لقب سے معروف تھے۔ انہوں نے مسند امام ابو حنیفہ کو جمع کیا، ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔''

۴۔ امام ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ٦٩۔ ۷۰
(۲) ابن عبد الھادی، تنقیح تحقیق أحادیث التعلیق، ۳: ۲۱۵
(۳) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۸۵۴

قد اعتنى الحافظ أبو محمد الحارثي وكان بعد الثلاثمائة بحديث أبي حنيفة فجمعه في مجلدة ورتّبه على شيوخ أبي حنيفة. [۱]

’’تین سو سال بعد حافظِ حدیث ابو محمد الحارثی نے امام ابوحنیفہ کی احادیث پر خصوصی توجہ مرکوز کر کے انہیں ایک جلد میں جمع کر دیا اور اسے شیوخِ ابوحنیفہ کے مطابق ترتیب دیا۔‘‘

۵۔ امام عسقلانیؒ نے ہی ’’**الإصابة**‘‘ میں حضرت رافع مولیٰ سعد رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے امام ابو محمد الحارثی کی مسندِ ابی حنیفہ کا حوالہ دیا ہے۔[۲]

۶۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (۹۴۲ھ) نے ’’**عقود الجمان**‘‘ میں امامِ اعظم کی ۱۷ مسانید میں سے پہلی مسند امام حارثی ہی کو اپنے شیوخ ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری اور ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ درج کیا ہے۔[۳]

۷۔ امام عجلونیؒ (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے ’’**كشف الخفاء**‘‘ میں ’’**ادرؤا الحدود بالشبهات**‘‘ (حدود کو شبہات سے ٹالو) حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

رواه الحارثي في مسند أبي حنيفة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً. [۴]

’’اس حدیث کو امام حارثی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔‘‘

۸۔ علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) نے بھی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع

---

(۱) عسقلانی، تعجيل المنفعة: ۵

(۲) عسقلانی، الإصابة في تمييز الصحابة، ۲: ۴۴۸

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۲۔ ۳۲۳

(۴) عجلونی، كشف الخفاء، ۱: ۷۳

حدیثِ حدود پر بحث کرتے ہوئے امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ درج کیا ہے۔[۱]

جلیل القدر ائمہ کی درج بالا تصریحات اور دلائل سے یہ بات اظہر من الشّمس ثابت ہوئی کہ امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد الحارثی نے امام اعظم کی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا تھا یہی وجہ ہے کہ محدّثین نے ان کی مسند کے حوالے اپنی کتابوں میں درج کیے۔☆

امام حارثیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابو یعلی خلیلیؒ (متوفی ۴۴۶ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

له معرفة بهذا الشأن.[۲]

''انہیں علمِ حدیث کی معرفت حاصل ہے۔''

۲۔ امام سمعانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نے امام حارثیؒ کے متعلق لکھا ہے:

كان شيخاً مكثراً من الحديث.[۳]

''آپ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔''

۳۔ امام ابو المؤید خوارزمیؒ (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنی کتاب ''**جامع المسانيد**'' میں امام حارثیؒ کے علمی مقام پر لکھا ہے:

---

(۱) شوكاني، نيل الأوطار، ۷: ۲۷۲

☆ ہمارے فریدِ ملّتؒ ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی کی ''مسند أبي حنيفة'' موجود ہے جس کا لائبریری نمبر ۲۲,۶۹۵ ہے۔ یہ کتاب دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان سے ۲۰۰۸ء/۱۴۲۹ھ میں طبع ہوئی جس پر ابو محمد الاسیوطی کی تحقیق ہے۔

(۲) أبو يعلى خليلي، الإرشاد في معرفة علوم الحديث، ۳: ۹۷۲

(۳) سمعاني، الأنساب، ۳: ۲۱۳

من طالع مسنده الذي جمعه للإمام أبي حنيفة، علم تبحرّه في علم الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والمتون. (۱)

''جو شخص بھی امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے علم الحدیث میں تبحر اور حدیث کے متون وطرق میں بلند پایہ معرفت کو جان لے گا۔''

۴۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

كان ابن مندة يحسن القول فيه. (۲)

''حافظ ابنِ مندہ ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔''

۵۔ امام ذہبیؒ ہی امام حارثیؒ کو علامہ، فقیہ اور شیخ الحنفیہ جیسے اَلقاب دینے کے بعد لکھتے ہیں:

كان محدّثا، جوّالاً، رأساً في الفقه، صنّف التصانيف. (۳)

''آپ محدّث تھے، طلبِ علم میں بہت سفر کرنے والے تھے اور آپ فقہ میں سرخیل تھے۔ آپ نے کئی تصانیف لکھیں۔''

۶۔ امام عبد القادر بن ابی الوفاء قرشیؒ (۷۷۵ھ) نے امام حارثیؒ کے متعلق لکھا ہے:

عبد الله بن محمد أكبر وأجل من ابن الجوزي ومن أبي سعيد الرواس. (۴)

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۲:۵۲۵

(۲) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۴۲۴

(۳) ذھبی، العبر فی خبر من غبر، ۲: ۲۵۹

(۴) قرشی، الجواھر المضیئة: ۱۸۹

’’عبد اللہ بن محمد، ابنِ جوزی اور ابوسعید الرواس سے اجل و اکبر درجے کے محدّث ہیں۔‘‘

۷۔ بعض محدّثین نے امام عبد اللہ بن محمد حارثیؒ کو ضعیف اور لیّن الحدیث کہا ہے۔ اس پر عصرِ حاضر کے عظیم محدّث محمد زاہد الکوثریؒ تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

له مناقب أبي حنيفة، وله مسند أبي حنيفة أيضاً، أكثر فيه جدًا من سَوْق طرق الحديث، وقد أكثر ابن مندة الرواية عنه، وكان حسن الرأي فيه، وقد تكلّم فيه أناس بتعصب، وأكبر ما يرمونه به إكثاره من الرواية عن النجيرمي، أباء بن جعفر، في ”مسند أبي حنيفة“، ولم ينتبهوا إلى أن روايته عنه ليس في أحاديث ينفرد هو بها، بل فيما له مشارك فيه، كما فعل مثل ذلك الترمذي في محمد بن سعيد المصلوب، والكلبي، ولكن قاتل الله التعصب يُعمي ويُصم.(۱)

’’امام حارثی نے مناقبِ ابو حنیفہ پر کتاب لکھی ہے، انہوں نے مسند ابی حنیفہ بھی تالیف کی ہے جس میں انہوں نے احادیث کے کثیر طرق درج کیے ہیں، امام ابنِ مندہ نے ان سے کثرت سے روایت کیا ہے اور آپ کے بارے میں ان کی رائے اچھی تھی۔ بعض لوگوں نے آپ کے بارے تعصب سے کام لیا ہے، وہ سب سے زیادہ اس وجہ سے آپ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ آپ نے اَباء بن جعفر نجیرمی سے ’مسند ابی حنیفہ‘ میں بہت زیادہ روایت کیا ہے۔ حالانکہ معترضین کو یہ خبر نہیں کہ آپ اس سے احادیث کو روایت کرنے میں منفرد نہیں ہوتے بلکہ دیگر رُواۃ سے بھی اس حدیث کو لاتے ہیں جیسے امام ترمذی نے محمد

(۱) زیلعی، نصب الرایۃ، مقدمۃ زاھد الکوثری، ۱: ۴۴

بن سعید مصلوب اور کلبی کے معاملے میں کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تعصب کو غارت کرے جو اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔‘‘

امام ذہبی کی تحقیق کے مطابق امام حارثی کا ۳۴۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔[1]

۱۱۔ مسند امام عبد اللہؒ بن عدی جرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ جُرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث اور علم الجرح والتعدیل کے امام ہیں۔ انہوں نے حدیث کے رُواۃ و رِجال پر جرح و تعدیل میں ’الکامل في ضعفاء الرجال‘ کے نام سے مشہور تصنیف لکھی۔ ان کی ولادت ۲۷۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے پہلی مرتبہ ۲۹۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور طلبِ حدیث میں ۲۹۷ھ میں مختلف ممالک کا سفر شروع کیا۔

امام ابنِ عدی نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا ہے:

۱۔ بہلول بن اِسحاق تنوخی
۲۔ محمد بن یحییٰ مَروَزی
۳۔ عبد الرحمٰن بن قاسم دمشقی
۴۔ جعفر بن محمد فریابی
۵۔ صاحب المسند ابو یعلی موصلی
۶۔ صاحب الصحیح ابو بکر بن خزیمہ بغوی
۷۔ ابو عروبہ
۸۔ عمران بن موسیٰ بن مجاشع
۹۔ حسن بن محمد مدینی۔

امام ابنِ عدی سے کثیر محدّثین نے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

---

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۴۲۵

۱۔ آپ کے شیخ ابو عباس بن عقدہ ۲۔ ابو سعد مالینی

۳۔ حسن بن رامین ۴۔ محمد بن عبد اللہ بن عبدکویہ

۵۔ حمزہ بن یوسف سَہمی ۶۔ ابو الحسین احمد بن العالی رحمہم اللہ تعالیٰ۔[1]

امام ابنِ عدی نے مسند امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تالیف کیا اس پر ائمہ کرام کی درج ذیل تصریحات شاہد ہیں۔

۱۔ سلطان الملک المعظم علامہ عیسیٰؒ بن ابو بکر ایوبی (متوفی ۶۲۴ھ) نے اپنی کتاب ”السهم المصيب في الرد على الخطيب“ میں امام ابنِ عدی کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔[2]

۲۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ٦٦٥ھ) نے ”جامع المسانيد“ میں اپنے شیخ ابو محمد حسن بن احمد بن ھبۃ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابنِ عدی کی مسند امامِ اعظم کی اِسناد درج کی ہے۔[3]

۳۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی شافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امامِ اعظم کی مسانید کو بیان کرتے ہوئے ”المسند السادس“ (چھٹی مسند) امام ابنِ عدی کی تالیف کردہ بیان کی ہے۔ امام صالحی نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی کے طریق سے متصل اِسناد کے ساتھ اس مسند کی تخریج کی ہے۔[4]

امام ابنِ عدی رجالِ حدیث پر گہری نگاہ رکھتے تھے جس کو ہم سطورِ ذیل میں بیان کریں گے۔ اتنے بلند پایہ حافظِ حدیث ہوکر انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند

(۱) ذھبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۴ ۔ ۱۵۵

(۲) عيسي أيوبی، السهم المصيب: ۱۰۵

(۳) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۷۳

(۴) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۵

کو تالیف کیا۔ یہ کام انہوں نے اسی صورت کیا ہو گا جب وہ امام صاحب کو حدیث میں ثقہ صدوق اور مأمون مانتے ہو بصورتِ دیگر ممکن نہیں۔ لہٰذا امام ابنِ عدی کا جہاں مسند ابی حنیفہ کو تالیف کرنا ان کی علم دوستی پر گواہ ہے وہاں یہ کام امامِ اعظم کی حدیث میں ثقاہت و امامت پر بھی شاہد ہے۔

ایک علمی مغالطے کا جواب

یہاں یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ امام ابنِ عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں امامِ اعظمؒ اور آپ کے تلامذہ کو بے حد طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شروع میں وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے لیکن بعد ازاں جب انہوں نے امام ابو جعفر طحاوی سے نسبتِ تلمذ قائم کی تو وہ امامِ اعظم کے مقامِ حدیث سے روشناس ہو گئے لہٰذا انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کر دیا۔(۱)

امام ابنِ عدیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

امام عبد اللہ بن عدی اپنے دور میں اجل حافظِ حدیث اور علم الجرح و التعدیل میں بلند ترین رتبے پر متمکن تھے۔ ان کے اسی مقام کو ائمہ کی زبانی سنیے:

۱۔ امام ابنِ عدی کے شاگرد حمزہؒ بن یوسف سہمی جرجانی (متوفی ۴۲۷ھ) بیان کرتے ہیں:

كان أبو أحمد بن عدي حافظًا، متقناً، لم يكن في زمانه مثله.(۲)

---

(۱) زاهد الكوثرى، تأنيب الخطيب: ۱۶۹

(۲) ۱۔ حمزه بن يوسف جرجانى، تاريخ جرجان: ۲۶۷

۲۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۳۱: ۷

’’ابنِ عدی حافظِ حدیث اور پختہ محدّث تھے، ان کے زمانہ میں کوئی بھی ان جیسا نہ تھا۔‘‘

٢۔ امام حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ضعیف محدّثین کے اَحوال پر کوئی کتاب تصنیف ہونی چاہیے؟ انہوں نے مجھ سے کہا:

أليس عندک کتاب ابن عدي؟ فقلت: نعم، قال: فيه کفاية لا يزاد عليه. (١)

’’کیا تمہارے پاس ابنِ عدی کی کتاب (الکامل) نہیں ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ اس موضوع پر کافی ہے اس پر اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔‘‘

٣۔ امام ابو یعلی خلیل رحمۃ اللہ علیہ بن عبد اللہ خلیلی (متوفی ٤٤٦ھ) امام ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامِ علم الحدیث پر یوں رقمطراز ہیں:

أبو أحمد عبد اللہ بن عدي لحافظ الجرجاني عديم النظير حفظًا وجلالةً، سألت عبد اللہ بن محمد القاضي الحافظ، فقلت: کان ابن عدي أحفظ أم ابن قانع؟ فقال: ويحک، زر قميص ابن

.......٣۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ١٦: ١٥٥

٤۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ٣٨١

(١) ١۔ جرجانی، تاريخ جرجان: ٢٦٧

٢۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ٣١: ٧

٣۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ١٦: ١٥٥

عدي أحفظ من عبد الباقي.[1]

’’حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی حفظِ حدیث اور جلالتِ علمی کے باعث بے مثل تھے، میں نے حافظ قاضی عبد اللہ بن احمد سے سوال کیا کہ ابنِ عدی بڑے حافظِ حدیث تھے یا ابنِ قانع؟ انہوں نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، ابنِ عدی کی قمیص کا بٹن بھی عبد الباقی بن قانع (جیسے کبیر محدّث) سے حفظ میں بڑھ کر ہے۔‘‘

۴۔ امام ابو یعلی خلیلیؒ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حافظ احمدؒ بن ابو مسلم فارسی کو فرماتے ہوئے سنا:

لم أر مثل أبي أحمد بن عدي الجرجاني، فكيف فوقه في الحفظ، وكان قد لقي الطبراني وأبا أحمد الكرابيسي والحفاظ، وقال لي: كان حفظ هؤلاء تكلفاً وكان أبو أحمد بن عدي حفظه طبعًا.[2]

’’میں نے ابو احمد بن عدی جرجانی جیسا کوئی نہیں دیکھا، پھر حفظ میں ان سے کوئی کیسے بڑھ سکتا ہے۔ (راوی مزید کہتے ہیں:) یہی احمد بن ابو مسلم نے طبرانی، ابو احمد الکرابیسی اور دیگر حفاظ سے بھی ملاقات کی ہوئی تھی، انہوں نے مجھ سے کہا: ان تمام حضرات کا حافظہ تکلف پر مبنی تھا جبکہ ابو احمد بن عدی کا

---

(۱) ۱۔ أبو يعلى خليلى، الإرشاد في معرفة علوم الحديث، ۲: ۷۹۴
۲۔ ذهبى، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵
۳۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۴۱
۴۔ سيوطى، طبقات الحفاظ: ۳۸۱

(۲) ۱۔ أبو يعلى خليلى، الإرشاد، ۲: ۷۹۴۔ ۷۹۵
۲۔ ذهبى، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵
۳۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۴۱

حافظہ (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) قدرتی تھا۔‘‘

۵۔ امام ابو الولید سلیمانؒ بن خلف الباجی (متوفی ۴۷۴ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ابن عدي حافظ لا بأس به.[1]

’’ابنِ عدی کے حافظِ حدیث میں کوئی شک و شبہ نہیں۔‘‘

امام ابنِ عدی کے تلمیذِ رشید حمزہ بن یوسف سَہمی کے مطابق آپ کا وصال ۳۶۵ھ میں ہوا۔ امام ابو بکر اسماعیلی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔[2]

۱۲۔ مسند امام محمدؒ بن مظفر (متوفی ۳۷۹ھ)

امام ابو الحسین محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بغداد سے تعلق رکھنے والے ممتاز حافظِ حدیث ہیں۔ ان کے بقول وہ ۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۰ھ میں انہوں نے سب سے پہلی حدیث کا سماع کیا۔ یہ بات مشہور ہے کہ آپ حضرت سلمہ بن اَکوع رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

امام ابن المظفر نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا:

۱۔ حامد بن شعیب بلخی
۲۔ ابو بکر بن باغندی
۳۔ ابو قاسم بغوی
۴۔ ہیثم بن خلف دوری
۵۔ قاسم بن زکریا المطرز
۶۔ احمد بن حسن الصوفی
۷۔ محمد بن جریر طبری
۸۔ عبد اللہ بن صالح بخاری

---

(۱) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۱۵۵

(۲) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۴۲

۹۔ محمد بن زبان مصری ۱۰۔ علی بن علان

۱۱۔ ابوجعفر طحاوی و دیگر۔

بہت سے اکابر محدّثین نے امام ابن المظفر سے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوحفص بن شاھین ۲۔ ابوحسن علی بن عمر دار قطنی

۳۔ ابوبکر البرقانی ۴۔ محمد بن ابوالفوارس

۵۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی ۶۔ ابوفضل محمد بن احمد جارودی

۷۔ ابونعیم اصبھانی ۸۔ حسن بن محمد خلال

۹۔ ابوقاسم تنوخی رحمھم اللہ تعالی أجمعین (۱)

امام ابن المظفرؒ کے مسندِ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تالیف و تدوین کرنے پر ائمہ کی تحقیقات درج ذیل ہیں:

۱۔ امام محمدؒ بن عبدالغنی بغدادی المعروف ابنِ نقطہ حنبلی (متوفی ۶۲۹ھ) امام محمد بن مظفر کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمع مسند أبي حنيفة. (۲)

''انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔''

۲۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کو نقل کیا ہے۔ ان کے چار شیوخ یہ ہیں: ابومحمد یوسف ابن ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی، ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن، علی بن معالی اور

---

(۱) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۱۸۔ ۴۱۹

(۲) ابن نقطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۱۱۳

عبداللطیف المعروف الخیمی۔(۱)

۳۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسند ابن المقری کا ذکر کرنے کے بعد حافظ ابوالحسین بن المظفر کی مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔(۲)

۴۔ محدّثِ شام حافظ محمدؒ بن یوسف صالحی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنی متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس مسند کو اپنے دو شیوخ محدّثِ مکہ ابوالفارس عبد العزیز ابنِ نجم الدین علوی اور حافظ ابو فضل بن بکر شافعی کے طریق سے روایت کیا ہے۔(۳)

۵۔ حافظ شمس الدینؒ ابنِ طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے بھی اپنی کتاب ''الفھرست الأوسط'' میں مسند ابن المظفر کا مع سند ذکر کیا ہے۔(۴)

۶۔ حاجی خلیفہؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی مسند ابن المظفر کا تذکرہ کیا ہے۔(۵)

امام محمد بن المظفر کے علم الحدیث میں مقام و مرتبہ پر بہت سے ائمہ نے لب کشائی کی ہے جس کو ہم آئندہ سطور میں بیان کریں گے۔ یہی وہ عالی مرتبت محدّث ہیں جنہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو جمع اور تالیف کرنے پر فخر محسوس کیا، جو حدیث میں امامِ اعظم کے مقام پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

امام ابن المظفرؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام نے امام محمدؒ بن المظفر کے بلند پایہ علمی مرتبہ اور ثقاہت کو درج ذیل

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۱

(۲) عسقلانی، تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: ۶

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۴

(۴) زاھد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۵) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۱۔ صاحب السنن امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن المظفرؒ کی بے حد تعظیم کرتے۔ قاضی محمدؒ بن عمر بن اسماعیل بیان کرتے ہیں:

رأيت أبا الحسن الدار قطني يعظّم أبا الحسين بن المظفر ويجله، ولا يستند بحضرته.(۱)

’’میں نے دیکھا کہ ابو الحسن دار قطنی، ابو الحسین ابن المظفر کی حد درجہ تعظیم وتکریم کرتے اور ان کی موجودگی میں ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔‘‘

۲۔ امام ابو الفتح محمدؒ بن ابو الفوارس (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

كان محمد بن المظفر ثقةً، أميناً، مأموناً، حسن الحفظ، وانتهى إليه الحديث وحفظه وعلمه، وكان قديماً ينتقي على الشيوخ، وكان مقدمًا عندهم.(۲)

’’محمد بن مظفر ثقہ، امین، مامون اور حسنِ حفظ کے مرتبے پر فائز تھے، حفظ الحدیث اور علم الحدیث کی انتہاء آپ پر ہوئی۔ آپ شروع ہی سے شیوخِ حدیث سے چھان بین کر کے احادیث لیتے، محدّثین کے ہاں آپ کو اوّل درجہ حاصل تھا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۷
۳۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۲۰
۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۹۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۸

۳۔ امام ابن ابی الفوارسؒ ہی نے حافظ ابن المظفرؒ کے بے مثل حافظے اور رغبتِ حدیث پر ایک روایت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ابن المظفر سے حدیثِ باغندی کے متعلق پوچھا جو وہ ابنِ زید مرادی کے طریق سے **عمرو بن عاصم عن شعبة عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر** رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **آتي باب الجنة فأخذت الحلقة** ...... الحدیث۔ (میں جنت کے دروازے کے پاس آکر اس کا کنڈا پکڑوں گا......۔) ابنِ مظفر نے فرمایا: یہ حدیث میرے پاس نہیں۔ انہوں نے کہا: ہوسکتا ہے کہ آپ کے پاس ہو؟ آپ نے فرمایا:

لو كان عندي كنت أحفظه، عندي عن الباغندي مائة ألف حديث ليس عندي هذا الحديث عنه. (۱)

''اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں لیکن ان سے مروی یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔''

۴۔ حافظ ابو بکر احمدؒ بن محمد البرقانی (متوفی ۴۲۵ھ) امام ابن المظفرؒ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

كتبت الدار قطني عن بن المظفر ألف حديث، وألف حديث، وألف حديث، فعدّد ذلک مرّات. (۲)

---

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۶
۲۔ ذھبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۹۸۱
۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۳۸۳
۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۳۹۰

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۷

''میں نے دارقطنی کے طریق سے امام ابن المظفر سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنوایا۔''

۵۔ حافظ ابو نعیمؒ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

محمد بن مظفر حافظ، ثقة، مأمون. (۱)

''محمد بن مظفر حافظ، ثقہ اور مامون ہیں۔''

۶۔ امام عتیقیؒ (متوفی ۴۴۱ھ) نے امام ابن المظفرؒ کی ثقاہت کے بارے میں فرمایا:

کان ثقة، مأموناً، حسن الحفظ. (۲)

''آپ ثقہ، مامون اور حسنِ حفظ جیسی صفات سے متصف تھے۔''

۷۔ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام ابن المظفرؒ کے بارے میں لکھا:

کان حافظاً، فهماً، صادقاً، مکثراً. (۳)

''آپ حافظِ حدیث، ذہین، صادق اور کثیر احادیث بیان کرنے والے تھے۔''

۸۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحقیق کے مطابق: امام دارقطنیؒ نے امام ابن المظفرؒ کو ''ثقہ اور مامون'' جبکہ ابو نعیمؒ اصبہانی نے انہیں ''حافظ اور مامون'' قرار دیا ہے۔ (۴)

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۸
(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۶: ۹
۳۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۳۸۳
(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۳
(۴) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۲۰

امام ابو قاسم ازہری اور احمد بن محمد عتیقی کے مطابق امام محمد بن مظفر کا جمعہ کے دن ۹ ۳۷۹ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔[1]

۱۳۔ مسند امام طلحہؒ بن محمد (متوفی ۳۸۰ھ)

امام ابو قاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاھد العدل المقریٔ بغداد سے تعلق رکھنے والے محدّث تھے۔ امام تنوخی، ازہری اور عتیقی کے مطابق امام طلحہ بن محمد ۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام طلحہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث روایت کی ہے:

۱۔ عمر بن اسماعیل ثقفی کوفی
۲۔ محمد بن عباس
۳۔ عبداللہ بن زیدان
۴۔ محمد بن حسین الاشنانی
۵۔ ابو قاسم بغوی
۶۔ ابو بکر بن ابوداؤد
۷۔ ابو اللیث فرائضی کے بھائی احمد بن قاسم
۸۔ ابو صخرہ شامی اور دیگر ائمہ۔

جبکہ امام طلحہ بن محمد سے درج ذیل محدّثین نے روایت کیا ہے:

۱۔ فقیہ عمر بن ابراھیم
۲۔ ازھری
۳۔ ابو محمد الخلال
۴۔ عبد العزیز بن علی ازجی
۵۔ علی بن محسن تنوخی
۶۔ حسن بن علی جوھری رحمھم اللہ تعالی[2]

۱۔ امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے امامِ اعظم کی ۱۷ مسانید میں سے دوسری مسند جو آپ تک متصل سند سے بیان کی ہے، وہ یہی امام طلحہ کی تالیف کردہ ہے۔

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۲۶۴
(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۳۵۱

امام خوارزمی نے اس مسند کو اپنے تین شیوخ یوسف بن عبد الرحمٰن ابن الجوزی، قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبد الرشید، ابو منصور عبد القادر بن ابو نصر قزوینی اور یوسف بن احمد سے بطریقِ مناولہ روایت کیا ہے۔[۱]

۲۔ امام خوارزمیؒ نے خود مسند طلحہ کے تعارف میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں:

صنّف طلحة بن محمد المسند لأبي حنيفة على حروف المعجم، وهو المسند الثاني على ما ذكرناه في أوّل الكتاب.[۲]

''طلحہ بن محمد نے حروفِ تہجی کے اعتبار سے مسند ابی حنیفہ کو تصنیف کیا ہے، یہ وہی دوسری مسند ہے جس کا ہم کتاب کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں۔''

۳۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری مصری کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام طلحہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔[۳]

۴۔ حاجی خلیفہؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ''کشف الظنون'' میں امام ابو قاسم طلحہؒ بن محمد کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔[۴]

۵۔ امام سبکیؒ نے اپنی مشہور تصنیف ''شفاء السقام'' میں ایک حدیث کے تحت مسند طلحہ بن محمد کا حوالہ درج کیا ہے۔[۵]

ائمہ کرام کے مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام طلحہ بن محمد نے

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۰
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۸۷
(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۳
(۴) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰
(۵) سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام

مسند ابی حنیفہ کو تالیف کیا۔

امام طلحہؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابنِ جوزیؒ (متوفی ۵۷۹ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان من قدماء أصحاب ابن مجاهد. (۱)

’’امام طلحہ کا شمار ابنِ مجاہد کے صفِ اوّل کے شاگردوں میں ہوتا تھا۔‘‘

۲۔ امام خوارزمیؒ (متوفی ۶۶۵ھ) نے امام طلحہؒ کی ثقاہت پر یوں اظہار کیا ہے:

كان مقدم العدول والثقات الاثبات في زمانه. (۲)

’’آپ اپنے زمانہ کے عدول، ثقات اور پختہ محدّثین میں سب سے مقدم تھے۔‘‘

۳۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام طلحہؒ کے بارے میں لکھا ہے:

مشهور في زمن الدار قطني صحيح السماع. (۳)

’’امام دارقطنی کے زمانے میں آپ صحیح السماع مشہور تھے۔‘‘

❁ امام ازھری اور تنّیقی کے مطابق امام طلحہ بن محمد کا شوال ۳۸۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۴)

---

(۱) ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم، ۷: ۱۵۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۸۷

(۳) ذھبی، میزان الاعتدال، ۸: ۱۲۸

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۳۵۱

۱۴۔ مسند امام محمدؒ بن ابراہیم مقری (متوفی ۳۸۱ھ)

امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان اَصبہان کے ممتاز حافظِ حدیث، ثقہ، صدوق اور طلبِ حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے۔ ابن المقری کے لقب سے معروف ہیں۔ ''المعجم الکبیر'' اور ''اربعین احادیث'' کے مصنف ہیں۔ ان کی ولادت ۲۸۵ھ میں ہوئی اور ۳۰۰ھ کے اوائل میں پہلی مرتبہ انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ امام ابن المقری کے کثیر شیوخِ حدیث ہیں جن میں نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ محمد بن نصیر بن بن ابان مدینی ۲۔ محمد بن علی فرقدی
۳۔ ابراہیم بن محمد ابنِ متویہ ۴۔ عمر بن ابی غیلان
۵۔ ابو بکر باغندی ۶۔ حافظ ابو یعلی احمد بن علی موصلی
۷۔ محمد بن حسن بن قتیبہ ۸۔ احمد بن یحییٰ بن زہیر
۹۔ جعفر بن احمد بن سنان ۱۰۔ امام ابو جعفر طحاوی اور دیگر ائمہ۔

امام ابن المقری سے حدیث کا سماع کرنے والوں میں درج ذیل محدّثین ہیں:

۱۔ حافظ ابو اسحاق بن حمزہ ۲۔ ابو الشیخ بن حیان
۳۔ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ ۴۔ حافظ ابونعیم اصبہانی
۵۔ مؤرّخ حمزہ بن یوسف سہمی ۶۔ ابوالحسن محمد بن عبد الواحد
۷۔ محمد بن عمر البقال ۸۔ ابوزید محمد بن سلامہ
۹۔ طاہر بن محمد بن احمد بن مندہ ۱۰۔ ابوالطیب عبد الرزاق
۱۱۔ ابو طاہر بن عبد الرحیم اور دیگر محدّثین رحمھم اللہ تعالی۔ (۱)

۱۔ امام ابنِ نقطہ حنبلیؒ کہتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۳۹۸۔ ۴۰۰
۲۔ أیضاً، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۷۳۔ ۹۷۴

جمع مسند أبي حنيفة.[۱]

’’آپ نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا ہے۔‘‘

۲۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابن المقریؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

قد صنّف مسند أبي حنيفة.[۲]

’’آپ نے مسند ابی حنیفہ تصنیف کی ہے۔‘‘

۳۔ امام ذہبیؒ نے ہی حافظ ابو الفتوح ناصرؒ بن محمد کے ترجمہ میں لکھا ہے:

أن ناصرًا سمع مسند أبي حنيفة لإبن المقري من إسماعيل بن الأخشيذ.[۳]

’’یقیناً ناصر نے ابن المقری کی مسند ابی حنیفہ کا اسماعیل بن اخشیذ سے سماع کیا تھا۔‘‘

۴۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ مسانیدِ امامِ اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكذلك خرّج المرفوع منه الحافظ أبو بكر بن المقري، وتصنيفه أصغر من تصنيف الحارثي.[۴]

’’اسی طرح حافظ ابو بکر بن المقری نے امام ابو حنیفہ سے مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے، ان کی تصنیف حارثی کی تصنیف سے چھوٹی ہے۔‘‘

۵۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے اپنی کتاب ’’تلخیص الحبیر (۲: ۲۴۰)‘‘ میں ایک حدیث

(۱) ابن نقطه، التقييد: ۲۷

(۲) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۷۳

(۳) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۱: ۳۰۷

(۴) عسقلانی، تعجيل المنفعة: ٦

کے ذیل میں مسند ابن المقری کا حوالہ بھی درج کیا ہے۔

۶۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے اپنے شیوخ قاضی ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری اور حافظ ابو الفضل بن ابی بکر کے طریق سے مسند ابن المقری کی تخریج کی ہے۔[1]

امام ابن المقریؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابن المقریؒ بنفسِ نفیس اپنے طلبِ علم کے متعلق فرماتے ہیں:

طفت الشرق والغرب أربع مرّات.[2]

''میں نے (علمِ حدیث کی خاطر) چار مرتبہ شرق تا غرب سفر کیا۔''

۲۔ حافظ ابن المقریؒ ہی اپنے اَسفار کے متعلق کہتے ہیں:

دخلت بيت المقدس عشر مرّات، و حججت أربع حجّات، وأقمت بمكة خمسة وعشرين شهراً.[3]

''میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی ہے، چار حج کیے ہیں اور ۲۵ مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا ہے۔''

۳۔ امام ابنِ مردویہؒ (متوفی ۴۱۰ھ) امام ابن المقریؒ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

---

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۳۳۔ ۳۳۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، الرحلة فی طلب الحدیث: ۲۱۰

۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، الرحلة فی طلب الحدیث: ۲۱۱

۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

۳۔ أیضاً، تذکرة الحفاظ، ۳: ۹۷۴

ثقة، مأمون، صاحب أصول. (۱)

’’آپ ثقہ، مامون اور صاحبِ اصول ہیں۔‘‘

۴۔ حافظ ابو نعیم اصبہانیؒ (متوفی ۴۳۰ھ) آپ کی ثقاہت اور کثرتِ حدیث پر فرماتے ہیں:

محدّث كبير، ثقة، أمين، صاحب مسانيد و أصول، سمع بالعراق والشام ومصر ما لا يحصى كثرةً. (۲)

’’آپ محدّثِ کبیر، ثقہ، امین، صاحبِ مسانید اور اصول ہیں۔ آپ نے عراق، شام اور مصر میں اتنی کثرت سے احادیث کا سماع کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔‘‘

امام ابن المقری کا ماہِ شوال میں ۳۸۱ھ میں ۹۶ سال کی عمر میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیھم أجمعین۔ (۳)

۱۵۔ مسند امام دار قطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ)

شیخ الاسلام امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ بغداد کے رہنے والے مشہور حافظِ حدیث ہیں۔ آپ علم کے روشن مینار اور

(۱) ۱۔ ابن نقطه، التقييد: ۲۷

۲۔ أيضًا، تكملة الإكمال، ۳: ۷۰

۳۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۹۷۴

(۲) ۱۔ أبو نعيم أصبهانی، تاريخ أصبهان، ۲: ۲۶۸

۲۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۱: ۲۲۲

۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۰

(۳) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۰۲

اپنے زمانے کے حافظ تھے۔ آپ کی ولادت بغداد کے ایک محلے دارقطن میں ۳۰۶ھ میں ہوئی اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں۔ آپ کی تصنیف ''السنن'' کتبِ حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ نے مشرق تا مغرب سفر کر کے کثیر محدّثین سے علمِ حدیث حاصل کیا جن میں سے بعض نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالقاسم بغوی
۲۔ یحییٰ بن محمد بن صاعد
۳۔ ابنِ ابو داؤد سجستانی
۴۔ ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی
۵۔ قاضی بدر بن ہیثم
۶۔ احمد بن اسحاق بن بہلول
۷۔ احمد بن قاسم فرائضی
۸۔ محمد بن قاسم محاربی
۹۔ علی بن عبد اللہ بن مبشر اور دیگر ائمۂ حدیث۔

امام دارقطنی سے درج ذیل محدّثینِ عظام نے روایت کیا ہے:

۱۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم
۲۔ حافظ ابو بکر برقانی
۳۔ حمزہ بن محمد بن طاہر
۴۔ ابو حامد اسفرائینی
۵۔ تمام رازی
۶۔ حافظ عبد الغنی ازدی
۷۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی
۸۔ ابو محمد خلّال
۹۔ ابو القاسم بن محسن
۱۰۔ قاضی ابو الطیب طبری
۱۱۔ حمزہ بن یوسف سہمی اور دیگر اکابرین رحمہم اللہ تعالی۔

حافظ صاحب کئی گرانقدر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ''السنن''، ''العلل الواردة في الأحاديث النبوية'' اور ''المؤتلف والمختلف في أسماء الرجال'' جیسی کتب شامل ہیں۔

امام دارقطنی نے ہی امامِ اعظم ابوحنیفہ کے مسند کو بھی جمع کیا۔

۱۔ محدّثِ شام علامہ محمد زاہد الکوثری لکھتے ہیں:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للدار قطني.(١)

''خطیب بغدادی جس وقت بذاتِ خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی کی مسند ابوحنیفہ بھی تھی۔''

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حافظ خطیب بغدادیؒ جب بغداد سے دمشق گئے تو ان کے ساتھ بہت سی کتب تھیں جو مسانید، فوائد، اَمالی اور منثور وغیرہا پر شامل تھیں۔ ان تمام کتب کی فہرست ان کے شاگرد محمد بن احمد بن محمد اندلسی مالکی نے مرتب کی تھی جس کا نام ''تسمية ما ورد به الخطيب دمشق من الكتب من روايته'' رکھا گیا۔ اس کتاب میں انہوں نے کل ۴۷۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جس میں خود خطیب بغدادی کی ۶۴ تصانیف ہیں۔ اس کتاب کا قدیم مخطوط مکتبہ ظاہریہ، دمشق میں بلحاظ نمبر ۱۸ (۱۲۶) الورقات ۱۲۶-۱۳۲ موجود ہے۔(۲)

حافظ خطیب بغدادیؒ کی کتب پر مشتمل یہ فہرست، رسالہ کی شکل میں ڈاکٹر محمود طحان کی تصنیف ''الحافظ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث''، مطبوع دار القرآن الکریم، بیروت، ۱۴۰۱ھ، کے ضمن میں شائع ہو چکی ہے۔(۳)

۲۔ امام دارقطنیؒ کے مسند ابی حنیفہ کو تدوین کرنے پر یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ''السنن'' میں تقریباً ۱۳۰ اَحادیث آپ کے طریق سے روایت کی ہیں۔

---

(١) زاهد الكوثري، تأنيب الخطيب: ١٥٦

(2) http://vb.arabsgate.com/showpost.php?p=3653434&postcount=26

(3) docs.ksu.edu.sa/DOC/Articles44/Article440033.doc

حافظ دارقطنیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

اکابر ائمہ حدیث اور اعاظم محدّثین نے امام دارقطنی کے علمی مقام پر تبصرہ کیا ہے۔

۱۔ صاحب المستدرک امام حاکمؒ (متوفی ۴۰۵ھ) بیان کرتے ہیں:

صار الدار قطني أوحد عصره في الحفظ والفهم والورع، وإماماً في القراء والنحويين، وأقمت في سنة سبع وستين (وثلاث مائة) ببغداد أربعة أشهر، وكثر اجتماعنا، فصادفته فوق ما وصف لي، وسألته عن العلل والشيوخ، وله مصنّفات يطول ذكرها، فأشهد أنّه لم يخلف على أديم الأرض مثله.(۱)

''دارقطنی حفظ، فہم اور وَرع میں فرید الدہر تھے، آپ قُراء اور نُحاۃ کے امام تھے۔ میں نے ۳۶۷ھ میں بغداد میں چار مہینے قیام کیا تو اس دوران ان سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا۔ میں نے جیسا سنا تھا ان کو اس سے بڑھ کر پایا۔ میں نے ان سے عللِ حدیث اور شیوخ کے متعلق بہت سوالات کیے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے پوری روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔''

۲۔ حافظ عبدالغنیؒ بن سعید ازدی (متوفی ۴۰۹ھ) بیان کرتے ہیں:

أحسن الناس كلاماً على حديث رسول الله ﷺ ثلاثة: علي بن المديني في وقته، وموسى بن هارون في وقته، وعلي بن عمر

(۱) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۹۹۱، ۹۹۲
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۹۶ (الفاظ مختلف ہیں)

الدارقطني في وقته. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیثِ مبارک پر سب سے بہتر کلام کرنے والے تین لوگ ہیں: علی بن مدینی اپنے زمانے میں، موسیٰ بن ہارون اپنے دور میں اور علی بن عمر دارقطنی اپنے وقت میں۔‘‘

۳۔ امام ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمیؒ (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

شهدت بالله أن شيخنا الدارقطني لم يخلف على أديم الأرض مثله في معرفة حديث رسول الله ﷺ وكذلك الصحابة والتابعين وأتباعهم. (۲)

’’میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ دارقطنی نے حدیثِ رسول اللہ ﷺ اسی طرح صحابہ، تابعین اور تبع تابعین (کے احوال) کی معرفت میں اپنے پیچھے پوری دھرتی میں اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔‘‘

۴۔ قاضی ابو الطیب طاہرؒ بن عبداللہ طبری (متوفی ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

كان الدارقطني أمير المؤمنين في الحديث، وما رأيت حافظاً ورد بغدد إلّا مضى إليه وسلّم له. (۳)

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۶
۲۔ ابن ماکولا، الإکمال، ۳: ۲۷
۳۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۱۰۱
۴۔ ابن نقطہ، التقیید: ۴۱۱

(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۵۷

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۶
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۱۰۱

’’دارقطنی امیر المومنین فی الحدیث تھے۔ میں نے کوئی حافظِ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو بغداد آیا ہو اوران کے پاس سلام کے لئے حاضر نہ ہوا ہو۔‘‘

۵۔ حافظ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)، امام دارقطنیؒ کے علمی مقام پر رطب اللساں ہیں:

كان فريد عصره، وقريع دهره، ونسيج وحده، وإمام وقته، انتهى إليه علم الأثر والمعرفة بعلل الحديث وأسماء الرجال وأحوال الرجال، مع الصدق والأمانة والفقه والعدالة وقبول الشهادة وصحّة الاعتقاد، وسلامة المذهب، والاضطلاع بعلوم سوى علم الحديث. (۱)

’’آپ یکتائے روزگار، سردارِ زمانہ، اپنی مثال آپ اور اپنے وقت کے امام تھے۔ حدیث، عللِ حدیث اور اسماء الرجال و احوال الرجال کی آپ پر انتہا تھی۔ صدق، امانت، ثقاہت، تفقہ، عدالت، قبولِ شہادت، صحتِ اعتقاد اور سلامتِ مذہب جیسی صفات سے متصف تھے نیز حدیث کے علاوہ دیگر کثیر علوم کی بھی وافر معلومات رکھتے تھے۔‘‘

❁ عبد العزیز بن علی اَزَجی، احمد بن محمد عتیقی اور محمد بن ابی الفوارس کے مطابق حافظ دارقطنی ذوالقعدہ ۳۸۵ھ میں واصلِ بحق ہوگئے۔ رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۲)

۱۶۔ مسند امام ابنِ شاہینؒ (متوفی ۳۸۵ھ)

حافظ ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی المعروف ابنِ شاہین عراق کے بلند

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۴

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۹

پایہ محدّث ہیں۔ ان کی ولادت ۲۹۷ھ میں ہوئی اور انہوں نے ۳۰۸ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا۔ آپ نے درج ذیل اکابر ائمہ کے طبقہ سے علمِ حدیث حاصل کیا:

۱۔ محمد بن محمد بن باغندی
۲۔ محمد بن ہارون بن المجدر
۳۔ ابوخبیب عباس بن برتی
۴۔ شعیب بن محمد ذارع
۵۔ ابو القاسم بغوی
۶۔ ابو علی محمد بن سلیمان مالکی و دیگر ائمہ

امام ابنِ شاہین سے درج ذیل محدّثین وعلماء نے استفادہ کیا:

۱۔ ابوسعد مالینی
۲۔ ابو بکر برقانی
۳۔ ابو القاسم تنوخی
۴۔ ابومحمد خلال
۵۔ ابومحمد جوہری
۶۔ ابو الحسین بن مہتدی

اور دیگر علماء عظام رحمہم اللہ تعالی(۱)

۱۔ امام ابنِ شاہینؒ بنفسِ نفیس اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

”میں نے ۳۳۰ کتب لکھی ہیں ان میں سے تفسیر کبیر ایک ہزار جُزء، مسند ایک ہزار پانچ سو جزء، تاریخ ڈیڑھ سو جزء اور زہد ایک سو اجزاء پر مشتمل ہے۔“(۲)

۲۔ امام ابنِ شاہینؒ کتب کے لئے خریدی گئی سیاہی کے متعلق کہتے ہیں:

حسبت ما اشتريت به الحبر إلى هذا الوقت فكان سبعمائة

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۸۷۔ ۹۸۸
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۳۹۲۔ ۳۹۳
(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۵۳۶
۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲

درهم، قال الداودي: وكنا نشترى الحبر أربعة أرطال بدرهم.[۱]

’’میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک میں سات سو درہم کی سیاہی خرید چکا ہوں۔ داؤدی کہتے ہیں: ہم ایک درہم سے چار اَرطال (دو سَیر) سیاہی خریدتے تھے۔‘‘

امام ابنِ شاہینؒ کثیر کتب کے مصنف تھے۔ ان کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مسند کو جمع کیا۔ حافظ خطیب بغدادی جس وقت بغداد سے دمشق گئے تو ان کے پاس امام ابنِ شاہین کی مسند ابی حنیفہ بھی تھی۔ اس تحقیق کو علامہ محمد زاہد الکوثری نے درج کیا ہے۔[۲]

امام ابنِ شاہینؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابنِ ماکولاؒ (متوفی ۴۷۵ھ) ان کے بارے فرماتے ہیں:

ثقة مأمون، سمع بالشام وفارس والبصرة، جمع الأبواب والتراجم، وصنّف شيئًا كثيرًا.[۳]

’’ثقہ مامون ہیں، انہوں نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، انہوں نے مسائل و احکام اور علماء کے تراجم جمع کیے نیز بہت سی کتب تصنیف کیں۔‘‘

۲۔ امام ابو الفتح محمدؒ بن احمد بن ابی الفوارس فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۳: ۵۳۶

(۲) زاهد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۳) ذهبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۸۸

ثقة مأمون، صنّف ما لم يصنّفه أحد.(۱)

’’آپ ثقہ مامون ہیں، آپ جتنی کسی نے بھی کتب تصنیف نہیں کیں۔‘‘

۳۔ امام ابو الولید باجیؒ، امام ابو القاسم ازھریؒ، امام دارقطنیؒ، محمدؒ بن عمر داؤدی اور حافظ خطیب بغدادیؒ نے امام ابنِ شاہینؒ کو ’’ثقہ‘‘ قرار دیا ہے۔(۲)

حافظ ابونعیم اصبہانی اور عبدالعزیز بن علی ازجی کے مطابق امام ابنِ شاہین کا ماہ ذوالحجہ ۳۸۵ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔(۳)

۱۷۔ مسند امام ابنِ مندہؒ (متوفی ۳۹۵ھ)

حافظ ابوعبد اللہ محمد بن ابو یعقوب اسحاق بن ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ محدّثِ عصر و اِسلام ہیں۔ آپ اصبہان کے رہنے والے بے مثل حافظِ حدیث ہیں۔ آپ نے چہار دانگِ عالم سفر کر کے ہر خرمنِ علم سے خوشہ چینی کی ہے۔ آپ کا سنِ ولادت ۳۱۰ھ یا ۳۱۱ھ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع ۳۱۸ھ میں کیا۔

حافظ ابنِ مندہ نے پوری دنیا سے ۱۷۰۰ شیوخ سے اکتسابِ علم کر کے اپنے دامن کو علم الحدیث سے بھرا۔ آپ کے چند اکابر شیوخِ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ کے والد ابو یعقوب اسحاق
۲۔ عبدالرحمٰن بن یحییٰ
۳۔ ابو علی حسن بن محمد ابنِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۴۔ عبد اللہ بن ابراہیم مقری

(۱) ۱۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۳۹۳ (ابو الفتح کا نام نہیں لیا۔)

(۲) ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۵۳۶، ۵۳۷
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۶: ۴۳۲، ۴۳۳

(۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۲۶۷

۵۔ محمد بن حسین قطّان	۶۔ عبداللہ بن یعقوب کرمانی
۷۔ ابوسعید بن اعرابی	۸۔ جعفر بن محمد بن موسیٰ
۹۔ احمد بن زکریا مقدسی	۱۰۔ ابوعلی محمد بن احمد المیدانی
۱۱۔ ہیثم بن کلیب شاشی	۱۲۔ اسماعیل صفّار
۱۳۔ احمد بن عمرو مدینی	۱۴۔ حافظ ابوحاتم بن حبان
۱۵۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری	۱۶۔ ابو اسحاق بن حمزہ اور دیگر

ائمہ رحمھم اللہ تعالی۔

امام ابنِ مندہ کو اجل حافظِ حدیث عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، ابو العباس بن عقدہ اور دیگر ائمہ سے بھی اجازتِ حدیث حاصل ہے۔

امام الجرح و التعدیل حافظ ذہبیؒ کو امام ابنِ مندہؒ کے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھنا پڑا:

ولم أعلم أحدًا كان أوسع رحلة منه، ولا أكثر حديثًا منه مع الحفظ والثقة، فبلغنا أن عدّة شيوخه ألف وسبع مائة شيخ.[1]

’’میں کوئی ایک ایسا محدّث نہیں جانتا جو حفظ و ثقاہت کے ساتھ ساتھ ان سے زیادہ سفر کرنے والا اور ان سے بڑھ کر احادیث روایت کرنے والا ہو، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان کے شیوخ کی تعداد ۱۷۰۰ ہے۔‘‘

حافظ ابنِ مندہ سے علمِ حدیث حاصل کرنے والے بھی بے شمار ہیں جن میں سے چند نمایاں نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کے استاذ ابوالشیخ عبد اللہ بن محمد ابنِ حیان اَصبہانی

(۱) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۰

۲۔ ابو بکر بن مقری
۳۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشا پوری
۴۔ ابو عبد اللہ غنجار
۵۔ تمام بن محمد رازی
۶۔ حمزہ بن یوسف سہمی
۷۔ حافظ ابو نعیم اَصبہانی
۸۔ احمد بن فضل باطرقانی
۹۔ ابو الفضل عبد الرحمٰن رازی
۱۰۔ ابو المظفر عبد اللہ بن شبیب
۱۱۔ ابو الطیب احمد بن محمد التاجر
۱۲۔ عبد الرزاق بن محمد ساہب اور دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالی (۱)

۱۔ حافظ ابنِ مندہؒ حد سے زیادہ تصانیف کے مصنف تھے۔ حافظ ذہبیؒ کی زبانی ان کی کثیر تصانیف کا حال سنیے:

ولما رجع من الرحلة الطويلة، كانت كتبه عدّة أحمال حتى قيل إنها كانت أربعين حملاً، وما بلغنا أنّ أحدًا من هذه الأمّة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرحالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف. (۲)

''جب آپ طویل سفر سے واپس لوٹے تو کئی اونٹ آپ کی کتب سے بھرے ہوئے تھے حتی کہ کہا گیا ہے کہ وہ ۴۰ اونٹ تھے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس امت میں کسی ایک نے بھی اس قدر احادیث کا سماع کیا ہو جتنا انہوں نے کیا اور اتنا علم جمع کیا ہو جتنا انہوں نے جمع کیا۔ کثرتِ اَسفار آپ پر ختم ہے نیز حفظ، معرفت، صدق اور کثرتِ تصانیف کی خوبیوں کے ساتھ آپ کثرت سے

(۱) ۱۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۲۸۔ ۳۱
۲۔ أیضاً، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۳
(۲) ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۲

احادیث روایت کرنے والوں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔‘‘

۲۔ امام ابنِ مندہ نے بے شمار کتب تصنیف کیں ان میں مسند ابی حنیفہ بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے مسانیدِ ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہ کی مسندابی حنیفہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے بقول مسند ابنِ مندہ کا یہ مخطوط باتافیا جکارتا میں حدیث کے باب میں ج ۱، رقم: ۲۷۶ کے عنوان سے محفوظ ہے۔ اس لائبریری کا برلن لائبریری سے ۱۹۲۹ء میں بمطابق ۸۴ نمبر الحاق ہو چکا ہے۔(۱)

۳۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ امام ابومحمد عبد اللہ بن محمد حارثی (متوفی ۳۴۰ھ) کی مسند ابو حنیفہ کو بھی حافظ ابنِ مندہ نے روایت کیا ہے۔ مسند حارثی ہمارے فریدِ ملّت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں موجود ہے جس میں پہلی حدیث ہی امام ابنِ مندہ نے حارثی کے طریق سے امام ابوحنیفہ سے ہوتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل بیان کی ہے۔(۲)

امام ابنِ مندہؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابنِ مندہؒ بذاتِ خود اپنے طلبِ علم کے متعلق فرماتے ہیں:

طفت الشرق و الغرب مرّتين.(۳)

’’میں نے حصولِ علم کے لئے شرق تا غرب دو مرتبہ چکر لگایا۔‘‘

۲۔ حافظ ابوعلی حسینؒ بن علی نیشاپوری (متوفی ۳۴۹ھ) فرماتے ہیں:

(۱) فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی، ۳: ۴۲

(۲) حارثی، مسند أبي حنيفة: ۱۹، رقم: ۱

(۳) ۱۔ ابن نقطه، التقييد: ۴۰

۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۴

۳۔ ابن مفلح، المقصد الأرشد، ۲: ۳۷۵

بنو مندة أعلام الحفاظ في الدنيا قديمًا وحديثًا، ألا ترون إلى قريحة أبي عبد الله.[1]

''مندہ کے بیٹے پہلے بھی اور موجودہ بھی دنیا میں چوٹی کے حفاظِ حدیث ہیں، کیا تمہیں ابو عبد اللہ کے (حدیث میں) ملکۂ راسخہ کا علم نہیں ہے۔''

۳۔ حافظ ابو اسحاقؒ بن حمزہ (متوفی ۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

ما رأيت مثل أبي عبد الله بن منده.[2]

''میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔''

۴۔ حافظ ابو نعیمؒ اصبہانی (م ۴۳۰ھ) کے پاس امام ابنِ مندہ کا ذکر ہوتا تو وہ فرماتے:

كان جبلاً من الجبال.[3]

''آپ علم کا پہاڑ تھے۔''

۵۔ امام جعفرؒ بن محمد المستغفری (متوفی ۴۳۲ھ) کہتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۲: ۳۲
۲۔ ذہبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۳
۳۔ عسقلانی، لسانِ المیزان، ۵: ۷۱

(۲) ۱۔ ذہبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۴
۲۔ عسقلاني، لسان المیزان، ۵: ۷۱

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۲: ۳۲
۲۔ ذہبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۰۳۳
۳۔ عسقلانی، لسانِ المیزان، ۵: ۷۱

ما رأيت أحدًا أحفظ من أبي عبد الله بن منده.[1]

’’میں نے ابو عبداللہ بن مندہ سے بڑھ کر کوئی حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔‘‘

۶۔ حافظ ابو بکرؒ باطرقانی اَصبہانی (متوفی ۴۶۰ھ) امام ابنِ مندہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے:

حدثنا أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مندة العبدي، إمام الأئمة في الحديث، لقاه الله رضوانه وأسكنه جنانه.[2]

’’ہم سے امام الائمۃ فی الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ العبدی نے حدیث بیان کی، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا عطا کرے اور اپنی جنتوں سے نوازے۔‘‘

۷۔ امام سعدؒ بن علی زنجانی (متوفی ۴۷۱ھ) سے امام دارقطنی، حافظ ابنِ مندہ، حافظ حاکم اور حافظ عبد الغنی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

أما الدارقطني فأعلمهم بعلل الحديث، وأما ابن مندة فأكثرهم رواية مع المعرفة التامة، وأما الحاكم فأحسنهم تصنيفاً، وأما عبدالغني فأعرفهم بالأنساب.[3]

---

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۵
۲۔ عسقلاني، لسان الميزان، ۵: ۷۱
۳۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ۴۰۹

(۲) ۱۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۳۱
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۲

(۳) ۱۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۳۲
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۶

’’دار قطنی عللِ حدیث کو ان سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، ابنِ مندہ کامل معرفت کے ساتھ کثرت سے احادیث روایت کرنے والے ہیں، حاکم ان میں سے بہترین مصنف ہیں اور عبد الغنی ان میں سب سے زیادہ علم الأنساب کے عارف ہیں۔‘‘

❁ حافظ ابو نعیم اصبہانی اور دیگر ائمہ کے مطابق امام ابنِ مندہ کا ذو القعدہ ۳۹۵ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۱)

۱۸۔ مسند امام ابو نعیمؒ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

مشہور کتب ’’**المستخرج علی الصحیحین، دلائل النبوۃ** اور **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**‘‘ کے مصنف امام ابو نعیم اصبہانی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیثِ مبارکہ کو اپنی مسند میں جمع کیا۔ شیخ الاسلام امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق مِھرانی اَصبہان سے تعلق رکھنے والے ثقہ حافظِ حدیث ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے محدّثین کی کثیر تعداد سے حدیث روایت کی ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن جعفر
۲۔ قاضی ابو احمد العسال
۳۔ عبد اللہ بن حسن بن بندار مدینی
۴۔ حسن بن سعید بن جعفر عبادانی
۵۔ محمد بن معمر ذہلی
۶۔ محمد بن عمر الجعابی
۷۔ احمد بن یوسف نصیبی
۸۔ مخلد بن جعفر دقیقی
۹۔ حبیب بن حسن قزاز
۱۰۔ فاروق بن عبد الکبیر خطابی
۱۱۔ محمد بن علی بن مسلم عامری
۱۲۔ ابو بکر عبد اللہ بن یحییٰ طلحی۔

---

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۳۸

امام ابو نعیم اَصبہانی سے روایت کرنے والے ائمہِ حدیث بھی بے شمار ہیں جن میں سے بعض نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ ابو بکر بن ابو علی ہمذانی ۲۔ ابو بکر خطیب بغدادی

۳۔ ابو بکر محمد بن ابراہیم مستملی ۴۔ حافظ سلیمان بن ابراہیم

۵۔ ھبۃ اللہ بن محمد شیرازی ۶۔ یوسف بن حسن تفکری

۷۔ ابو سعد محمد بن محمد مطرز ۸۔ محمد بن عبد اللہ الأدمی

۹۔ ابو الفضائل محمد بن احمد ۱۰۔ محمد بن عبد اللہ بن مندویہ شروطی

۱۱۔ ابو طالب احمد بن فضل شعیری ۱۲۔ بندار بن محمد خلقانی

۱۳۔ ابو العلاء حسین بن عبید اللہ ۱۴۔ صالح ابن عبد الواحد البقال

۱۵۔ ابو محمد عبید اللہ بن الخصیب حلاوی رحمہم اللہ تعالی (۱)

۱۔ امام ابو المؤید محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے ساتھ امام ابو نعیم کی مسند ابی حنیفہ کو روایت کیا ہے۔ امام خوارزمی نے جن چار شیوخ سے مسند ابی نعیم کو نقل کیا ہے وہ یہ ہیں: ابو عبد اللہ محمد بن عثمان بن عمر، قاضی القضاۃ شھاب الدین ابو علی حسن بن عبد القاھر شھر وزی، ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر اور ابو اسحاق نجیب الدین ابراھیم بن خلیل بن عبد اللہ۔ (۲)

۲۔ صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی القضاۃ ابو الفتح جمال الدین ابراھیم بن ابو الفتح قلقشندی کے طریق سے

---

(۱) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۴-۴۵۷

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۲

متصل سند کے ساتھ مسند ابی نعیم اصبہانی کا ذکر کیا ہے۔[۱]

۳۔ حافظِ حدیث شمس الدینؒ ابنِ طولون (متوفی ۹۵۳ھ) نے ''الفهرست الأوسط'' میں اپنی سند کے ساتھ مسند ابی نعیم کا تذکرہ کیا ہے۔[۲]

۴۔ حاجی خلیفہؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے مسانیدِ امام اعظم کا ذکر کرتے ہوئے ''مسند أبی نعیم'' کو بھی بیان کیا ہے۔[۳]

۵۔ علامہ سید محمدؒ مرتضٰی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ''عقود الجواهر المنیفة'' کے مقدمہ میں امام ابو نعیم کی مسند ابی حنیفہ کو شمار کیا ہے۔[۴]

امام ابو نعیمؒ اَصبہانی کا علمی مقام و مرتبہ

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی کا علم الحدیث میں بہت بلند مقام تھا جس پر ائمہ کرام کے درج ذیل اقوال گواہ ہیں۔

۱۔ امام ابو نعیم اَصبہانیؒ کے شاگرد خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے علمی مقام پر فرماتے ہیں:

لم أر أحدًا أطلق علیه اسم الحفظ غیر رجلین: أبو نعیم الأصبهاني وأبو حازم العبدوي.[۵]

---

(۱) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۵

(۲) زاهد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

(۳) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) مرتضی زبیدی، عقود الجواهر المنیفة، ۱: ۶

(۵) ۱۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۷

۲۔ ابن نقطه، تکملة الإکمال، ۳: ۳۳۴

''سوائے دو شخصوں کے کسی ایک پر بھی میں نے حفظِ حدیث کا اطلاق ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ دو شخص ابو نعیم اصبھانی اور ابو حازم عبدوی ہیں۔''

۲۔ امام احمدؒ بن محمد بن مردویہ آپ کے علمی مقام پر تبصرہ کرتے ہیں:

كان أبو نعيم في وقته مرحولاً إليه، ولم يكن في أفق من الآفاق أسند ولا أحفظ منه، كان حفاظ الدنيا قد اجتمعوا عنده. (۱)

''ابو نعیم اپنے دور میں محدّثین کے لئے مرجع تھے، اُس وقت روئے زمین پر کوئی بھی ان جیسی سند بیان کرنے والا اور حافظِ حدیث نہ تھا، پوری دنیا کے حفاظِ حدیث (طلبِ حدیث کیلئے) ان کے پاس اکٹھے ہوتے۔''

۳۔ امام حمزہؒ بن عباس علوی (متوفی ۵۱۶ھ) کی روایت سے محدّثین کی زبانی امام ابو نعیم کا علم الحدیث میں بلند رتبہ ملاحظہ کریں:

كان أصحاب الحديث يقولون: بقي أبو نعيم أربع عشرة سنةً بلا نظير، لا يوجد شرقاً ولا غرباً أعلى منه إسنادًا ولا أحفظ منه، وكانوا يقولون: لما صنّف كتاب الحلية حمل الكتاب إلى نيسابور حال حياته، فاشتروه بأربع مئة دينار. (۲)

''محدّثین کہتے تھے: ابو نعیم نے بے مثل چودہ سال گزارے کہ مشرق و مغرب میں ان سے بہترین سند اور ان جیسا حافظِ حدیث کوئی نہیں ملتا تھا۔ محدّثین یہ

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۹
۲۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ۴۲۳

(۲) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۹
۲۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۲۱
۳۔ صفدی، الوافی بالوفيات، ۷: ۵۳

بھی کہتے تھے: جس وقت ابونعیم نے اپنی کتاب ’’حلیۃ الأولیاء‘‘ کو تصنیف کیا اور اسے اپنی زندگی میں ہی نیشاپور لے کر گئے تو ائمہ نے چار سو دینار سے اس کتاب کو خریدا۔‘‘ (جو آج کے حساب سے لاکھوں روپے بنتے ہیں۔)

۴۔ امام ابو طاہر احمدؒ بن محمد (متوفی ۵۷۶ھ) آپ کی کتاب ’’حلیۃ الأولیاء‘‘ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

لم يصنّف مثل كتابه حلية الأولياء.(۱)

’’ابونعیم کی کتاب ’’حلیۃ الأولیاء‘‘ جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔‘‘

۵۔ امام ابن النجارؒ (متوفی ۶۴۳ھ) نے امام ابونعیمؒ کے مقامِ حدیث پر فرمایا:

هو تاج المحدّثين، وأحد أعلام الدين.(۲)

’’آپ محدّثین کے تاج ہیں اور دین کی عظیم علامت ہیں۔‘‘

۶۔ امام ابنِ خلکانؒ (متوفی ۶۸۱ھ) آپ کی شانِ علمی میں رطب اللساں ہیں:

الحافظ المشهور، صاحب كتاب حلية الأولياء، كان من الأعلام المحدّثين وأكابر الحفاظ الثقات، أخذ عن الأفاضل وأخذوا عنه.(۳)

’’امام ابونعیم مشہور حافظِ حدیث اور ’’حلیۃ الأولیاء‘‘ کے مصنف ہیں، آپ کا

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۵۸
۲۔ سبكی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۲۱

(۲) ۱۔ سبكی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۲۱
۲۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۳: ۲۴۵

(۳) ابن خلكان، وفيات الأعيان وأنباء الزمان، ۱: ۹۱

شمار نامور محدّثین اور اکابر ثقہ حفاظِ حدیث میں ہوتا تھا۔ آپ نے جلیل القدر ائمہ سے حدیث حاصل کی اور انہوں نے آپ سے حاصل کی۔‘‘

۷۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابو نعیم اصبہانی کو کبیر حافظِ حدیث اور محدّثِ عصر شمار کیا ہے۔(۱)

امام ابو نعیم اَصبہانی کو ائمہ کرام نے تاج المحدّثین، کبیر حافظِ حدیث، محدّثِ عصر اور بے مثل محدّث جیسے عالی قدر اَلقاب سے نوازا ہے۔ یہ سارے اَلقاب علم الحدیث میں آپ کی عظمت و رفعت کو اجاگر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کثیر شیوخ سے آپ نے روایتِ حدیث کی اور لا تعداد محدّثین نے آپ سے نسبتِ تلمّذ کا رشتہ باندھا۔ اتنے بلند و بالا رتبے پر فائز ہو کر بھی امام ابو نعیم نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مرتبۂ علم الحدیث کو تسلیم کرتے ہوئے اُن سے مروی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا جس کا تذکرہ امام خوارزمی سے لے کر سید محمد مرتضی الزبیدی نے اپنی کتب میں کیا ہے۔ لہٰذا صاحبِ مسند امام ابو نعیم اور بذاتِ خود مسند ابی نعیم کو مسانید میں اہم مقام حاصل ہے۔

❖ امام ابنِ نقطہ حنبلی اور امام ذہبی کے مطابق امام ابو نعیم کا بروز پیر ۲۰ محرم الحرام کو ۴۳۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۲)

۱۹۔ مسند امام احمدؒ بن محمد کلاعی (متوفی ۴۳۲ھ)

امام احمد بن محمد بن خالد خلی کلاعی مقریئ نے بھی امامِ اعظم کی مسند کو روایت کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے۔ قرطبہ سے تعلق رکھنے والے عظیم محدّث ہیں۔ مظفر عبد الملک ابنِ ابی عامر کے زمانے میں ۳۹۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ امام ابو عمر احمد کلاعی نے کثیر

(۱) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۰۹۲

(۲) ۱۔ ابن نقطه، تكملة الإكمال، ۳: ۳۳۴

۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۷: ۴۶۲

محدّثین سے حدیث کا سماع کیا۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالمطرف قنازعی
۲۔ قاضی یونس بن عبد اللہ
۳۔ ابو محمد بن بنوش
۴۔ مکی بن ابی طالب مقریٔ
۵۔ ابوعلی حداد
۶۔ ابو عبد اللہ ابنِ عابد
۷۔ ابو القاسم خزرجی
۸۔ ابو المطرف بن جرج
۹۔ ابو محمد بن شقاق
۱۰۔ ابنِ نبات اور دیگر ائمہ [۱]

امام کلاعیؒ کے مسند امامِ اعظم کو جمع کرنے پر درج ذیل ائمہ کی تصریحات ہیں:

۱۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے چار شیوخ عبد اللطیف بن عبد المنعم حرانی، شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد بن عبد الوهاب، ابو المنصور عبد القادر بن ابی نصر قزوینی اور یوسف بن احمد ابن ابی الحسن کے متصل طرق سے امام احمد کلاعی کی مسند کا ذکر کیا ہے۔[۲]

۲۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے اپنے دو شیوخ فضل بن اوجاقی اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی کے متصل طرق سے امام ابو بکر احمد خلی کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔[۳]

۳۔ حاجی خلیفہؒ نے بھی امام احمدؒ کلاعی کی مسند امامِ اعظم کا نام درج کیا ہے۔[۴]

امام احمدؒ کلاعی کا علمی مقام و مرتبہ

امام ابنِ بشکوالؒ وہ فردِ واحد ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''الصلة'' میں امام

(۱) ابن بشکوال، الصلة: ۱۶
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۴
(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۸
(۴) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

کلاعی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان مقرئاً، فاضلاً، ورعًا، عالمًا بالقراءات ووجوهها ضابطاً لها. وألّف كتبًا كثيرة في معناها. (۱)

’’آپ معلمِ قرآن، فاضل، وارع، فنِ قراءات اور ان کی وجوہ کے عالم تھے اور ان کو ضبط کرنے والے تھے۔ آپ نے قراءت کے معانی و مفاہم پر کئی کتب تصنیف کیں۔‘‘

❁ امام ابو عمر احمد کلاعی نے ہفتہ کے دن بوقتِ زوال ۱۰ ذو القعدہ ۴۳۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۲)

۲۰۔ مسند امام ابو الحسن ماوردیؒ (متوفی ۴۵۰ھ)

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی بصرہ سے تعلق رکھنے والے اقضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہیں۔ ان کی ولادت ۳۶۴ھ میں ہوئی۔

قاضی ماوردی نے درج ذیل ائمہ سے علمِ حدیث حاصل کیا:

۱۔ حسن بن علی بن محمد الجبلی ۲۔ محمد بن معلیٰ ازدی

۳۔ محمد بن عدی بن زحر المنقری ۴۔ جعفر بن محمد بن فضل بغدادی

جبکہ امام ماوردی سے حافظ خطیب بغدادی اور ابو الفضل ابنِ خیرون نے علمِ حدیث سمیٹا رحمھم اللہ تعالی۔ (۳)

(۱) ابن بشكوال، الصلة: ١٦

(۲) ابن بشكوال، الصلة: ١٦

(۳) ۱۔ خطيب بغدادي، تاريخ بغداد، ١٢: ١٠٢

۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ١٨: ٦۴

۱۔ قاضی ابو اسحاق شیرازیؒ (متوفی ۴۷۶ھ)، امام ماوردیؒ کی کتب کے متعلق فرماتے ہیں:

ولہ مصنَّفات کثیرۃ في الفقہ والتفسیر وأصول الفقہ والأدب، وکان حافظًا للمذھب. (۱)

''ان کی فقہ، تفسیر، اصولِ فقہ اور ادب میں کثیر تصانیف تھیں اور وہ مذہبِ شافعی کے حافظ تھے۔''

۲۔ امام ابنِ خلکانؒ (متوفی ۶۸۱ھ) کے مطابق امام ماوردی کی یہ تصانیف تھیں: **الحاوی**، تفسیرِ قرآن **النکت والعیون، أدب الدنیا والدین، الأحکام السلطانیۃ، قانون الوزارۃ وسیاسۃ الملک** اور **الإقناع في المذھب** وغیرہ۔ (۲)

۳۔ امام ماوردیؒ کی کتبِ کثیرہ میں سے ایک تالیف مسند ابی حنیفہ بھی ہے۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے ''**کشف الظنون**'' میں کیا ہے۔ انہوں نے امامِ اعظم سے مروی پندرہویں مسند ماوردی کی ذکر کی ہے۔ (۳)

امام ماوردیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)، امام ماوردیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

کان من وجوہ الفقہاء الشافعین، ولہ تصانیف عدّۃ في أصول الفقہ وفروعہ وفي غیر ذلک، وجعل إلیہ ولایۃ القضاء ببلدان کثیرۃ. (۴)

---

(۱) ابو اسحاق شیرازی، طبقات الفقہاء: ۱۳۸

(۲) ابن خلکان، وفیات الأعیان، ۳: ۲۸۲

(۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

''آپ شافعی فقہاء کے رؤساء میں شمار ہوتے تھے، آپ کی اصولِ فقہ، اس کے فروع اور اس کے علاوہ (مختلف موضوعات پر) متعدد تصانیف ہیں، آپ کو بہت سے شہروں میں قضاء کے منصب پر فائز کیا گیا۔''

۲۔ حافظ خطیب بغدادیؒ ہی مزید لکھتے ہیں:

كتبت عنه وكان ثقة.(۱)

''میں نے ان سے علمِ حدیث لکھا ہے اور وہ ثقہ تھے۔''

۳۔ حافظ ابوالفضلؒ بن خیرون (۴۸۸ھ) بھی مذکورہ جملہ کہنے کے بعد فرماتے ہیں:

كان أحد الأئمة، له التصانيف الحسان في كل فن من العلم.(۲)

''آپ امام تھے، علم کے ہر فن میں آپ کی قابلِ قدر تصانیف ہیں۔''

۴۔ علامہ صلاح الدین الصفدیؒ (متوفی ۷۶۴ھ) لکھتے ہیں:

كان عظيم القدر، متقدمًا عند السلطان.(۳)

''آپ بلند و بالا رتبہ کے مالک تھے، بادشاہِ وقت کے قریبی ساتھی تھے۔''

❁ حافظ خطیب بغدادی کے مطابق امام ماوردی کا ماہِ ربیع الاوّل ۴۵۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۴)

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

(۲) عسقلاني، لسان الميزان، ۴: ۲۶۰

(۳) صفدی، الوافي بالوفيات، ۲۱: ۲۹۸

(۴) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۱۰۲

۲۱۔ مسند امام خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)

جلیل القدر نقاد حافظِ حدیث ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی کثیر تصانیف کے مصنف ہیں۔ آپ محدّثِ شام وعراق ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ابوالحسن عراق کے علاقہ درزیجان کے خطیب تھے اور ان اَشخاص میں سے ایک تھے جنہوں نے امام ابوحفص الکتانی سے حدیث کا سماع کیا اور ان پر قرأتِ قرآن کی۔ انہوں نے ہی اپنے بیٹے احمد کو سماعِ حدیث اور فقہ کی طرف رغبت دلائی۔ سب سے پہلے آپ نے ۱۱ سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں بصرہ تشریف لے گئے۔ ۲۳ سال کی عمر میں نیشاپور حتی کہ بڑھاپے میں شام، مکہ مکرمہ اور دیگر شہروں میں بھی حصولِ علم کے لئے گئے۔

حافظ خطیب بغدادیؒ نے عرب وعجم کے بے شمار علماء سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوالحسن احمد بن صلت اہوازی
۲۔ ابوعمر بن مہدی فارسی
۳۔ ابوالحسین بن المتیم
۴۔ حسین بن حسن جوالیقی
۵۔ ابوالفتح بن ابی الفوارس
۶۔ حافظ ابونعیم اَصبہانی
۷۔ ابوالحسن بن رزقویہ
۸۔ ابوعمر قاسم بن جعفر ہاشمی
۹۔ حافظ ابوحازم عبدوی
۱۰۔ قاضی ابوبکر حیری
۱۱۔ محمد بن عیسیٰ ہمذانی۔

حافظ خطیب بغدادیؒ کے پاس امام مالکؒ اور حمادؒ بن زید کے طریق سے مروی اَحادیث سب سے اعلیٰ سند سے ہیں کیونکہ آپ اوران کے درمیان صرف تین راوی ہیں۔

خطیب بغدادی سے حصولِ علم کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد ہے جن میں

سے بعض نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ آپ کے شیخ ابوبکر برقانی
۲۔ ابو الفضل بن خیرون
۳۔ فقیہ نصر مقدسی
۴۔ ابو عبد اللہ حمیدی
۵۔ عبد العزیز کتانی
۶۔ ابو نصر بن ماکولا
۷۔ مبارک بن طیوری
۸۔ محمد بن مرزوق زعفرانی
۹۔ ھبۃ اللہ بن اکفانی
۱۰۔ احمد بن احمد متوکلی
۱۱۔ طاہر بن سہل اسفرایینی اور دیگر ائمۂ حدیث رحمھم اللہ تعالی (۱)

حافظ خطیب بغدادی کثیر کتب کے مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف کے چند نام درج ہیں۔ **تاریخ بغداد، الجامع، شرف أصحاب الحدیث، الکفایۃ في علم الروایۃ، السابق واللاحق، المتّفق والمفترق، الفقیہ والمتفقّہ، المؤتلف والمختلف، المکمل في المھمل، تلخیص المتشابہ، الإنباء عن الأبناء** وغیرھا۔

شام سے تعلق رکھنے والے نقاد محدّث محمدؒ زاہد الکوثری نے اپنی کتاب ''**تأنیب الخطیب**'' میں مسانید امامِ اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> **کان الخطیب نفسہ حینما رحل إلی دمشق استصحب معہ مسند أبي حنیفۃ للخطیب نفسہ.** (۲)

> ''جس وقت خطیب بغدادی بذاتِ خود سفر کر کے دمشق تشریف لے گئے تو ان کے ساتھ خود ان کی تالیف کردہ مسند ابی حنیفہ بھی تھی۔''

---

(۱) ۱۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۰۔ ۲۷۳
۲۔ أیضًا، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۷
(۲) زاھد الکوثری، تأنیب الخطیب: ۱۵۶

حافظ خطیب بغدادیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ محدّثِ کبیر ابو نصر علیؒ بن ھبۃ اللہ ابنِ ماکولا (متوفی ۴۷۵ھ) فرماتے ہیں:

إن أبا بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي كان أحد الأعيان (وفي الرواية: آخر الأعيان) ممن شاهدناه معرفة، وإتقانًا وحفظًا وضبطًا لحديث رسول الله ﷺ، وتفننا في علله وأسانيده، وخبرة برواته وناقليه، وعلمًا بصحيحه وغريبه، وفرده ومنكره وسقيمه ومطروحه، ولم يكن للبغداديين بعد أبي الحسن علي بن عمر الدارقطني من يجري مجراه، ولا قام بعده بهذا الشأن سواه.[۱]

’’جن اعاظم محدّثین کے پاس ہم نے حاضری دی ہے یقیناً ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی معرفت، اتقان، حفظ، ضبط اور اس کی مختلف اَنواع: علل، اَسانید، رُواۃ و ناقلین کے احوال سے آ گاہی، صحیح، غریب، فرد، منکر، سقیم اور مطروح حدیث میں فرق کو جاننے کے لحاظ سے واحد (ایک روایت کے مطابق: آخری) شخص تھے۔ اہلِ بغداد میں ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی کے بعد کوئی بھی خطیب کا ثانی نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے بعد کوئی اس عظیم رتبے پر فائز ہوا ہے۔‘‘

۲۔ مشہور فقیہ ابو اسحاق ابراہیمؒ شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ ابن ماكولا، تهذيب مستمر الأوهام: ۵۷
۲۔ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ۵: ۳۵
۳۔ ذهبي، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۳۷
۴۔ ابن قاضي شهبة، طبقات الشافعية، ۲: ۲۴۱

أبو بكر الخطيب يشبه بأبي الحسن الدارقطني و نظرائه في معرفة الحديث و حفظه. (۱)

''ابو بکر خطیب بغدادی کو معرفت اور حفظِ حدیث میں ابو الحسن دارقطنی اور ان کے اَقران کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔''

۳۔ حافظ ابو علی احمدؒ بن محمد بردانی حنبلی (متوفی ۴۹۸ھ) کہتے ہیں:

لعلّ الخطيب لم ير مثل نفسه. (۲)

''شاید خطیب بغدادی نے اپنے جیسا کوئی نہیں دیکھا۔''

۴۔ حافظ ابو الفتیان عمرؒ بن عبد الکریم (متوفی ۵۰۳ھ) فرماتے ہیں:

كان الحافظ البغدادي أبو بكر إمام هذه الصنعة، ما رأيت مثله. (۳)

''حافظ ابو بکر بغدادی فنِ حدیث میں امام تھے، میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔''

✿ حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی کا ۷ ذوالحجہ ۴۶۳ھ بروز پیر وصال ہوا۔

---

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدينة دمشق، ۵: ۳۶
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶
۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدينة دمشق، ۵: ۳۵
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶
۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدينة دمشق، ۵: ۳۶
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۲۷۶
۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۴: ۳۲

منگل کے دن آپ کو بغداد میں حضرت بشر حافی کی قبر کے پاس، امام احمد بن حنبل کے قرب میں سپردِ خاک کیا گیا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ [۱]

۲۲۔ مسند امام عبد اللہؒ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ)

شیخ الاسلام امام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد بن علی بن محمد انصاری ہَرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ آپ حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت ۳۹٦ھ میں ہوئی۔ آپ نے امام ترمذی کی ''السنن'' کا سماع عبد الجبار بن محمد الجراحی سے کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے مندرجہ ذیل محدّثین سے حدیث کا سماع کیا:

۱۔ ابو منصور محمد بن محمد ازدی
۲۔ حافظ ابو الفضل محمد بن احمد جارودی
۳۔ ابو منصور احمد بن ابی العلاء
۴۔ یحییٰ بن عمار سجستانی
۵۔ محمد بن جبریل ماحی
٦۔ حافظ احمد بن علی بن منجویہ
۷۔ ابو سعید محمد بن موسیٰ صیرفی
۸۔ علی بن محمد طرازی
۹۔ قاضی ابو بکر الحیری اور دیگر ائمہ۔

حافظ عبد اللہ بن محمد انصاری سے خلقِ کثیر نے حدیث کا علم حاصل کیا جن میں سے چند حفاظِ حدیث کے نام زیبِ قرطاس ہیں:

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی
۲۔ مؤتمن بن احمد ساجی
۳۔ عبد اللہ بن احمد بن سمرقندی
۴۔ ابو الوقت عبد الأوّل بن عیسیٰ سجزی
۵۔ ابو صابر عبد الصبور بن عبد السلام ہروی
٦۔ ابو الفتح عبد الملک کروخی
۷۔ حنبل بن علی بخاری

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدينة دمشق، ۵: ۳۸۔ ۴۰

۸۔ عبد الجلیل بن ابی سعد المعدل اور دیگر محدّثین رحمہم اللہ تعالی۔[1]

امام عبد اللہ انصاریؒ نے بہت سی کتب تصنیف کیں جن میں نمایاں یہ ہیں:

ذم الكلام، الفاروق في الصفات، مناقب الإمام أحمد، منازل السائرين، الأربعون، اور شرح التعرف لمذهب التصوف للكلاباذي وغیرہا۔

امام ابو اسماعیل انصاریؒ نے مسند ابی حنیفہ کو بھی تالیف کیا۔ کتاب ہٰذا کا تذکرہ حافظ عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی نے کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب 'الجواهر المضيئة' میں نصر بن سیار کے تعارف میں امام سمعانی کا درج ذیل جملہ لکھا ہے، فرماتے ہیں:

سمعت منه كتاب الأحاديث التي رواها أبو حنيفة رضی اللہ عنہ جمع عبدالله بن محمد الأنصاري لجده القاضي صاعد بروايته عنه.[2]

''میں نے (نصر بن سیار سے) احادیث کی اس کتاب کا بھی سماع کیا جنہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا جسے عبد اللہ بن محمد انصاری نے نصر بن سیار کے دادا قاضی صاعد کے لئے جمع کیا کیونکہ یہ ان سے روایت کرتے تھے۔''

حافظ عبد اللہؒ انصاری کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ امام ابو اسماعیلؒ کو تفسیرِ قرآن میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

إذا ذكرت التفسير، فإنما أذكره من مائة وسبعة تفاسير.[3]

(۱) ۱۔ ابن نقطہ حنبلی، التقیید: ۳۲۲۔ ۳۲۳
۲۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۳-۱۱۸۵

(۲) قرشی، الجواهر المضیئة: ۴۱۵

(۳) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۶

’’جب میں کسی آیت پر تفسیر کرتا ہوں تو میں اسے ایک سو سات تفاسیر سے بیان کرتا ہوں۔‘‘

۲۔ حافظ مؤتمنؒ بن احمد ساجی (متوفی ۵۰۷ھ) نے امام عبد اللہؒ کے متعلق کہا ہے:

كان آيةً في لسان التذكير والتصوف، من سلاطين العلماء، سمع ببغداد أبا محمد الخلال وغيره، ويروي في مجالس الوعظ أحاديث بالإسناد، وينهى عن تعليقها عنه، وكان بارعًا في اللغة، حافظاً للحديث.(۱)

’’آپ وعظ و نصیحت اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے، علماء میں آپ کو بادشاہ کا مقام حاصل تھا۔ آپ نے بغداد میں ابو محمد خلال اور دیگر ائمہ سے سماع کیا تھا، آپ مجالسِ وعظ میں احادیث بالاسناد روایت کرتے اور اسانید کے بغیر حدیث کو بیان کرنے سے منع فرماتے تھے، آپ لغت میں لاجواب اور حافظِ حدیث تھے۔‘‘

۳۔ حافظ عبد الغافرؒ بن اسماعیل (متوفی ۵۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو إسماعيل الأنصاري على حظ تام من معرفة العربية والحديث والتواريخ والأنساب، إمامًا كاملاً في التفسير، حسن السيرة في التصوف.(۲)

------ ۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۵۸

(۱) ۱۔ ابن نقطہ، التقیید: ۳۲۳

۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۰۵

(۲) ۱۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۳

۲۔ أیضاً، تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۱۸۹

''ابو اسماعیل انصاری کو عربی لغت، حدیث، تواریخ اور اَنساب میں کامل دسترس حاصل تھی، آپ تفسیر میں امامِ کامل تھے اور تصوف میں بے داغ سیرت کے مالک تھے۔''

۴۔ شیخ الاسلام حافظ ابو القاسم اسماعیلؒ بن محمد (متوفی ۵۳۵ھ) نے امام عبداللہؒ انصاری کو ''امام اور حافظِ حدیث'' کے القاب سے ذکر کیا ہے۔[۱]

۵۔ حافظ ابوالنضر عبدالرحمانؒ فامی (متوفی ۵۴۶ھ) فرماتے ہیں:

كان شيخ الإسلام أبو إسماعيل بكر الزمان، وواسطة عقد المعاني، وصورة الإقبال في فنون الفضائل وأنواع المحاسن.[۲]

''شیخ الاسلام ابو اسماعیل یگانہ روزگار، معانی و مفاہیم کی ترتیب وتبویب کا ذریعہ اور فضائل ومحاسن کے فنون و اَنواع میں بلند رتبہ رکھتے تھے۔''

❁ امام ابوعبداللہ حسین بن محمد بن حسین ہروی کے مطابق ناصر السنۃ امام ابواسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری نے بروز جمعۃ المبارک عشاء کے وقت ۲۲ ذوالحجہ ۴۸۱ھ میں وصال فرمایا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔[۳]

.... ۳۔ سیوطی، طبقات المفسرین: ۵۷

(۱) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۹
۲۔ أيضًا، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۳

(۲) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۸: ۵۱۰
۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۳: ۱۱۸۴

(۳) ابن نقطه، التقييد: ۳۲۳

۲۳۔ مسند امام حسینؒ بن محمد بن خسرو بلخی (متوفی ۵۲۲ھ)

امام ابوعبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی بغداد کے بلند پایہ محدّث اور ممتاز عالم ہیں۔ آپ نے بھی امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو جمع کیا۔ امام ابنِ خسرو نے کثیر محدّثین سے علمِ حدیث حاصل کیا، ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابوعبد اللہ محمد بن ابی نصر حمیدی ۲۔ ابوعبد اللہ مالک بن احمد بانیاسی

۳۔ ابو الغنائم محمد بن ابی عثمان ۴۔ ابوالحسن علی بن محمد انباری

۵۔ ابو یوسف عبدالسلام ۶۔ ابومحمد قزوینی

۷۔ علی بن حسین بن قریش ۸۔ ابوالحسن علی بن احمد بزاز

۹۔ ابوشجاع فارس بن حسین ۱۰۔ طراد بن محمد زینی

۱۱۔ عبدالواحد بن فہد اور دیگر ائمہ۔

امام ابنِ خسرو کے مندرجہ ذیل دو شاگردوں کے نام پتہ چل سکے ہیں:

۱۔ حافظ ابوالفراج عبد الرحمٰن بن علی ابن الجوزی

۲۔ حافظ ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ ابنِ عساکر رحمہم اللہ تعالی [(۱)]

۱۔ حافظ ابوعبد اللہ ابنِ نجارؒ نے تصریح کی ہے کہ ابنِ خسروؒ نے امام ابوحنیفہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔[(۲)]

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۴

۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۹: ۵۹۲

۳۔ عسقلاني، لسان الميزان، ۲: ۳۱۲

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۵

۲۔ امام خوارزمیؒ نے اپنے تین شیوخ کے ذریعے متصل طرق سے مسند ابنِ خسرو کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ تین شیوخ یہ ہیں: صدرِ کبیر محی الدین ابو محمد یوسف بن عبد الرحمٰن بن علی جوزی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا۔

۳۔ حافظ ذہبیؒ نے بھی امام ابنِ خسرو کی مسند امامِ اعظم کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔(۱)

۴۔ امام عبد القادرؒ بن ابی الوفا قرشی نے بھی امام ابنِ خسروؒ کے مسند ابی حنیفہ کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔(۲)

۵۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی زبانی مسند ابنِ خسروؒ کا تذکرہ سنیے، فرماتے ہیں:

قد وقفت على مصنّف للحافظ أبي عبد الله محمد بن علي بن حمزة الحسيني الدمشقي سماه ”التذكرة برجال العشرة“ ضمّ إلى من في ”تهذيب الكمال“ لشيخه المزي من في الكتب الأربعة وهي المؤطأ ومسند الشافعي ومسند أحمد والمسند الذي خرجه الحسين بن محمد بن خسرو من حديث الإمام أبي حنيفة.(۳)

”مجھے حافظ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ حسینی دمشقی کی تصنیف ”التذکرۃ برجال العشرۃ“ دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے شیخ مزی کی کتاب ”تہذیب الکمال“ میں موجود (صحاح ستّہ) کے رُواۃ کو مزید چار کتب میں موجود راویانِ حدیث کے ساتھ ملا دیا ہے۔ وہ چار کتب یہ ہیں:

---

(۱) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۹: ۵۹۲

(۲) قرشی، الجواهر المضيئة: ۱۴۳

(۳) عسقلاني، تعجيل المنفعة: ۲

موطأ مالک، مسند شافعی، مسند احمد اور وہ مسند جس میں حسین بن محمد بن خسرو نے امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث کی تخریج کی ہے۔‘‘

۶۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ ہی نے مسانیدِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسند ابنِ خسرو کا یوں نمایاں تذکرہ کیا ہے:

أما الذي اعتمد الحسيني على تخريج رجاله فهو بن خسرو كما قدمت وهو متأخر، وفي كتابه زيادات على ما في كتابي الحارثي وابن المقري. (۱)

’’جس مسند پر حسینی نے رجال کی تخریج کے لحاظ سے اعتماد کیا ہے وہ ابنِ خسرو کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے درج کیا اور وہ بعد کے محدّث ہیں۔ ان کی کتاب میں حارثی اور ابن المقری کی کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔‘‘

۷۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی نے اپنے شیوخ ابو الفضل بن ابی بکر شافعی اور ابو فارس عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ ’’دسویں مسند‘‘ امام ابنِ خسرو کی ہی ذکر کی ہے۔ (۲)

امام ابنِ خسروؒ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ عظام نے امام ابنِ خسرو کے علمی مقام پر لب کشائی کی ہے جس کے نظائر ذیل میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابو عبد اللہ محمدؒ ابنِ نجار (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی ’’تاریخ‘‘ میں امام ابنِ خسروؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

---

(۱) عسقلاني، تعجيل المنفعة: ٦

(۲) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۸۔ ۳۲۹

أبو عبد الله السمسار الحنفي مفيد أهل بغداد في وقته. (۱)

''ابو عبد اللہ السمسار حنفی اپنے دور میں اہلِ بغداد کی نامور شخصیت تھے۔''

۲۔ حافظ ابنِ نجارؒ نے ہی امام ابنِ خسروؒ کے متعلق فرمایا ہے:

وبالغ في الطلب حتی سمع من طبقة دون هؤلاء، وكتب الكثير من الكتب لنفسه ولغيره، وكان مفيدًا للغرباء. (۲)

''آپ نے طلبِ حدیث میں اَن تھک محنت کی حتی کہ اِن (اکابر محدّثین جن کے نام اوپر درج کیے جا چکے ہیں) کے علاوہ نچلے طبقہ سے بھی سماع کیا، آپ نے اپنی اور دوسروں کی کثیر کتب لکھیں، آپ غریب الدیار طلباء کے لئے بہت مفید تھے۔''

۳۔ امام الجرح والتعدیل حافظ ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابنِ خسروؒ کو ''محدّث مکثر'' (کثرت سے احادیث بیان کرنے والا) لقب سے یاد کیا ہے۔ (۳)

۴۔ امام قاسمؒ بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان مفيد أهل بغداد، ومحدّث وقته. (۴)

''آپ اہلِ بغداد کی مشہور شخصیت اور اپنے دور کے عظیم محدّث تھے۔''

❖ حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی کے مطابق امام ابنِ خسرو کا ۵۲۲ھ میں وصال ہوا رحمة الله تعالی علیهم أجمعین۔ (۵)

---

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۴۳۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۲:۴۳۵

(۳) ذهبی، میزان الاعتدال، ۲: ۳۰۵

(۴) ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۱۶۱

(۵) قرشی، الجواهر المضیئة: ۱۴۳

۲۴۔ مسند امام محمدؒ بن عبد الباقی انصاری (متوفی ۵۳۵ھ)

امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ خزرجی سلمی انصاری بغدادی حنبلی بزار، مرستان کے مشہور قاضی ہیں۔ ماہِ صفر ۴۴۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

امام محمد بن عبد الباقی انصاری نے درج ذیل ائمہِ حدیث سے سماعتِ حدیث کی:

۱۔ ابو اسحاق برمکی
۲۔ علی بن عیسیٰ باقلانی
۳۔ ابو محمد حسن بن علی جوھری
۴۔ قاضی ابو الطیب طبری
۵۔ عمر بن حسین خفاف
۶۔ ابو حسین بن حسنون نرسی
۷۔ علی بن عمر برمکی
۸۔ قاضی ابو یعلی بن فراء
۹۔ محمد بن وشاح زینی
۱۰۔ علی بن شیخ ابو طالب مکی
۱۱۔ ابو الفضل ہبۃ اللہ بن احمد بن مأمون
۱۲۔ خدیجہ بنتِ محمد شاھجانیہ

قاضی ابو بکر انصاری سے اجل ائمہ نے حدیث روایت کی ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی
۲۔ ابنِ ناصر
۳۔ ابو القاسم علی ابنِ عساکر
۴۔ ابو الفرج عبد الرحمٰن ابن الجوزی
۵۔ ابو موسیٰ مدینی
۶۔ عبد اللہ بن مسلم بن جوالق
۷۔ مکرم بن ھبۃ اللہ الصوفی
۸۔ سعید بن عطاف
۹۔ علی بن محمد بن یعیش انباری
۱۰۔ عبد اللہ بن مظفر بن البواب

۱۱۔ عمر بن طبرزد ۱۲۔ احمد بن یحییٰ الدبیقی رحمھم اللہ تعالی[1]

۱۔ صاحب جامع المسانید امام محمدؒ بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اپنے چار مشائخ تاج الدین احمد بن ابی الحسن العرینی، ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم، ابو محمد یوسف بن عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاء کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ قاضی ابو بکر کی مسند امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا ہے۔[2]

۲۔ امام محمدؒ بن یوسف صالحی شامی (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد الأوجاقی کے طریق سے متصل سند کے ساتھ قاضی ابو بکر انصاری کی مسند ابی حنیفہ کو بیان کیا ہے۔[3]

۳۔ حاجی خلیفہؒ (م ۱۰۶۷ھ) نے بھی قاضی ابو بکر کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔[4]

۴۔ علامہ سید محمدؒ مرتضیٰ زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے بھی قاضی صاحب کی مسند کو شمار کیا ہے۔[5]

قاضی محمدؒ بن عبد الباقی انصاری کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام نے قاضی محمد بن عبد الباقی انصاری کے بلند پایہ علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

(۱) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۳-۲۵
(۲) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۷۲
(۳) صالحی شامی، عقود الجمان: ۳۲۵
(۴) حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۱
(۵) مرتضی زبیدی، عقود الجواهر المنیفة، ۱: ۶

۱۔ امام ابو القاسمؒ ابن السمر قندی (متوفی ۵۳۶ھ) بار بار قاضی ابو بکرؒ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے تھے: ما بقي مثله ''اُن جیسا اب کوئی نہیں رہا۔''(۱)

۲۔ محدّثِ بغداد حافظ ابنِ شافعؒ (متوفی ۵۶۵ھ) نے اپنی تاریخ میں قاضی صاحب کے بارے میں لکھا ہے:

وهو شيخ أهل العلم، وأسند من على وجه الأرض، وأسن عالم نعرفه. (۲)

''آپ تمام اہلِ علم کے شیخ ہیں، پوری روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بڑی سند ہیں اور ہمارے علم کے لحاظ سے آپ (اپنے زمانے کے) سب سے سن رسیدہ عالم ہیں۔''

۳۔ امام ابنِ جوزیؒ (متوفی ۵۹۷ھ) اپنے شیخ قاضی ابو بکرؒ انصاری کی خدمت میں یوں نذرانہ پیش کرتے ہیں:

قرأت عليه الكثير، و كان ثقةً، فهماً، حجةً، متفنناً. (۳)

''میں نے ان کے سامنے کثیر اَحادیث پڑھیں، آپ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے۔''

۴۔ شیخ الاسلام امام ابو موسیٰؒ مدینی (متوفی ۵۸۱ھ) بیان کرتے ہیں:

كان إماماً في فنون، وكان يقول: حفظت القرآن وأنا ابن سبع،

---

(۱) عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۲۴۲

(۲) ابن نقطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۸۲

(۳) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۶

وما من علم إلّا وقد نظرت فيه، وحصلت منه الكل أو البعض.[۱]

’’قاضی ابنِ عبد الباقی ہرفن مولا تھے، وہ خود فرماتے تھے: میں نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، میں نے ہر علم پر نگاہ ڈالی اور اسے مکمل یا کچھ حاصل کیا۔‘‘

۵۔ امام ابو المظفر عبد الرحیمؒ ابنِ سمعانی (متوفی ۶۱۷ھ) نے قاضی محمدؒ بن عبد الباقی کے علمی مقام کو یوں اجاگر کیا ہے:

عارف بالعلوم، متفنن الكلام، حلو المنطق، مليح المجاورة، ما رأيت أجمع للفنون منه، نظر في كل علم، وسمعته يقول: ندمت في علم تعلّمته إلا الحديث وعلمه.[۲]

’’آپ علوم کے شناسا، کلام کرنے میں ماہر، بولنے میں شیریں اور گفتگو کرنے میں شائستہ و عمدہ تھے۔ میں نے ان کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ تمام فنون ایک ذات میں جمع ہوں، ان کی ہر علم میں نگاہ تھی اور میں نے انہیں (حدیث سے حد درجہ قلبی لگاؤ کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے حدیث اور علمِ حدیث کے حصول کے علاوہ ہر علم کی تحصیل پر ندامت ہے۔‘‘

۶۔ امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) نے قاضی محمدؒ بن عبد الباقی کے بارے میں لکھا ہے:

روى الكثير، وشارك في الفضائل، وانتهى إليه علو الإسناد،

(۱) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۶

(۲) ۱۔ ابن مفلح، المقصد الأرشد، ۲: ۴۴۴

۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۷

۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۴: ۱۰۸

وحدّث وهو ابن عشرين سنة في حياة الخطيب. [1]

''انہوں نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں، فضائل میں محدّثین کے شریکِ کار رہے ہیں، ان پر عالی اِسناد کی انتہاء ہوئی اور انہوں نے بیس سال کی عمر میں خطیب بغدادی کی زندگی میں ہی حدیث بیان کی۔''

۷۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے قاضی ابو بکرؒ انصاری کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

مشهور معمر، عالي الإسناد، هو آخر من كان بينه وبين النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستّة رجال ثقات مع اتصال السماع على شرط الصحيح. [2]

''آپ عمر رسیدہ مشہور بزرگ ہیں، عالی اِسناد سے حدیث بیان کرتے ہیں، اتصالِ سماع کی شرطِ صحیح کے ساتھ آپ ہی وہ آخری محدّث ہیں کہ آپ کے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف چھ ثقہ راوی ہیں۔''

❁ امام ابنِ شافع کے مطابق بروز بدھ دو یا تین رجب ۵۳۵ھ میں قاضی ابو بکر کا وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیهم أجمعين۔ [3]

۲۵۔ مسند امام ابنِ عساکرؒ دمشقی (متوفی ۵۷۱ھ)

محدّثِ شام، فخر الائمۃ، ثقۃ الدین امام ابو القاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبد اللہ شافعی المعروف ''ابنِ عساکر'' دمشق کے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ آپ مشہورِ عالم ''تاريخ مدينة دمشق'' اور دیگر بہت سے کتب کے مصنف ہیں۔ آپ ۴۹۹ھ کے

(۱) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۲۵

(۲) عسقلانی، لسان الميزان، ۵: ۲۴۱

(۳) ابن نقطه، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ۸۲

اوائل میں پیدا ہوئے اور آپ نے سات سال کی کم عمری میں ہی اپنے والد اور اپنے بھائی امام ضیاء الدین ھبۃ اللہ کے کہنے پر پہلی بار حدیث کا سماع کیا۔

حافظ ابنِ عساکر نے دمشق، بغداد، کوفہ، نیشاپور، اَصبہان، مرو، ہرات، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مراکزِ علم میں اکابر شیوخِ حدیث سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ کے شیوخ کی تعداد ۱۳۰۰ تک ہے ان میں ۸۰ سے زیادہ خواتین ہیں۔ آپ کے بعض اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو القاسم نسیب
۲۔ سبیع بن قیراط
۳۔ ابو طاہر حنائی
۴۔ ابو القاسم بن حصین
۵۔ ابو الحسن دینوری
۶۔ ابو العز بن کادش
۷۔ عبد اللہ بن محمد غزال
۸۔ ابو عبد اللہ فراوی
۹۔ حسین بن عبد الملک خلال
۱۰۔ یوسف بن ایوب ہمدانی
۱۱۔ تمیم بن ابی سعید جرجانی
۱۲۔ عبد الخالق بن عبد الواسع ہروی

حافظ ابنِ عساکر سے اطراف و اکنافِ عالم سے محدّثین نے حدیث کا سماع کیا جن میں سے چند نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ آپ کا بیٹا قاسم
۲۔ حافظ ابو العلاء عطار
۳۔ حافظ ابو سعد سمعانی
۴۔ معمر بن فاخر
۵۔ امام ابو جعفر قرطبی
۶۔ حافظ ابو المواہب بن صصری
۷۔ قاضیٔ دمشق ابو القاسم بن حرستانی
۸۔ حافظ عبد القادر رہاوی
۹۔ مفتی فخر الدین عبد الرحمان بن عساکر

۱۰۔ یونس بن محمد فاروقی ۱۱۔ قاضی ابونصر بن شیرازی رحمھم اللہ تعالی [۱]

حافظ علی بن حسن ابنِ عساکر بے حساب کتب کے مصنف ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

تاریخ مدینة دمشق، موافقات، الأطراف الأربعة، عوالی مالک، المعجم، فضل أصحاب الحدیث، تبیین کذب المفتری، فضل عاشوراء، فضل مکة، فضل المدینة.

۱۔ امام الجرح و التعدیل حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابنِ عساکر کی کتب میں ''مسند ابی حنیفہ'' کا بھی تذکرہ کیا ہے۔[۲]

۲۔ عربی لغت وادب کے ماہر یاقوتؒ بن عبد اللہ حموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے **معجم الأدباء** (۴: ۴۴) اور علامہ صلاح الدین خلیلؒ صفدی (متوفی ۷۶۴ھ) نے **الوافي بالوفیات** (۲۰: ۲۱۹) میں امام ابنِ عساکرؒ کی ''مسند ابی حنیفہ'' کو درج کیا ہے۔

۳۔ حافظ ابنِ عساکرؒ کی 'تاریخ دمشق الکبیر' مطبوع دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء میں صفحہ نمبر ۱۱ پر امام ابنِ عساکر کے تعارف میں بھی ان کی 'مسند ابی حنیفہ' کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حافظ ابنِ عساکرؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ ابنِ عساکر کے شیخ کی زبانی ان کا مقام سنیے۔ حافظ صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے استاذ ابوالفتح مختار بن عبد الحمید کے پاس پڑھ رہا تھا تو وہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمانے لگے:

(۱) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۳۲۸-۱۳۲۹

۲۔ أیضًا، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۵۴-۵۵۷

(۲) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۱

قدم علينا أبو علي بن الوزير، فقلنا: ما رأينا مثله، ثم قدم علينا أبوسعد السمعاني، فقلنا: ما رأينا مثله، حتى قدم علينا هذا، فلم نر مثله. (۱)

''ہمارے ہاں (محدّث) ابوعلی بن وزیر آئے تو ہم نے کہا کہ ہم نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا، پھر ہمارے پاس ابو سعد سمعانی آئے تو ہم نے کہا: ہم نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اب ہمارے پاس یہ نوجوان (یعنی ابنِ عساکر) آیا ہے تو ہم نے اس کی مثل بھی کوئی نہیں دیکھا۔''

۲۔ آپ کے شاگردِ رشید حافظ ابو سعد عبد الکریم سمعانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) اپنے استاذ کے متعلق فرماتے ہیں:

أبو القاسم حافظ، ثقة، متقن، دين، خير، حسن السمت، جمع بين معرفة المتن والإسناد، وكان كثير العلم، غزير الفضل، صحيح القراءة، مثبتًا، رحل وتعب وبالغ في الطلب، وجمع ما لم يجمعه غيره، وأربى على الأقران. (۲)

''ابو القاسم حافظِ حدیث، ثقہ، متقن، دیندار، نیکوکار اور کریمانہ اَخلاق کے مالک

---

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳
۲۔ أيضًا، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱
۳۔ تاج الدين سبكی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۱۷

(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۰
۲۔ أيضًا، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۷
۳۔ ابن قاضی شهبة، طبقات الشافعية، ۲: ۱۳۔۱۴
۴۔ ابن عماد حنبلی، شذرات الذهب، ۴: ۲۳۹

ہیں۔ حدیث کے متن و اِسناد کی معرفت رکھتے تھے، آپ علم و فضل میں بے نظیر اور بے مثال تھے، بڑی صحیح قرأت کرتے تھے، مثبت تھے، آپ نے حصولِ علم کے لئے سفر کیا اور مقصد کو پانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی، آپ نے اتنا علم جمع کیا جتنا اور کوئی بھی نہ کر سکا، جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔‘‘

۳۔ ابو الحسن سعدؒ الخیر فرماتے ہیں:

ما رأيت في سنّ أبي القاسم الحافظ مثله. (۱)

’’میں نے حافظ ابو القاسم کے زمانے میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔‘‘

۴۔ حافظ ابو العلاء ہمذانیؒ (متوفی ۵۶۹ھ) سے ان کے ایک شاگرد نے طلبِ علم کے لئے سفر کی اجازت چاہی تو آپ نے اس سے فرمایا:

إن عرفت أستاذًا أعلم مني أو في الفضل مثلي فحينئذ آذن إليک أن تسافر إليه اللهم، إلّا أن تسافر إلى الحافظ ابن عساکر فإنه حافظ کما يجب. (۲)

’’اگر تمہیں کسی ایسے استاذ کا پتہ ہے جو علم میں مجھ سے بڑھ کر ہے یا فضیلت میں مجھ جیسا ہے تو پھر میں تمہیں برضا اس کی طرف سفر کرنے کی اجازت دیتا

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳
۲۔ أيضًا، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱

(۲) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۳
۲۔ أيضًا، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۱
۳۔ سبکي، طبقات الشافعية الکبری، ۷: ۲۱۸
۴۔ سيوطي، طبقات الحفاظ: ۴۷۶

ہوں، ہاں اگر تم سفر کر کے حافظ ابنِ عساکر کے پاس جانا چاہو تو (میری طرف سے) اجازت ہے کیونکہ وہ ایسے حافظِ حدیث ہیں جیسا ہونا چاہیے۔‘‘

۵۔ حافظ ابو العلاء حسنؒ بن احمد عطار ہمذانی ہی نے ایک مرتبہ حافظ ابو المواھب حسنؒ بن ھبۃ اللہ بن صصری سے کہا:

أنا أعلم أنه لا يساجل الحافظ أبا القاسم في شأنه أحد.[1]

’’مجھے پتہ ہے کہ فنِ حدیث میں کوئی شیخ حافظ ابو القاسم کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔‘‘

۶۔ حافظ ابو المواہبؒ بن صصری (۵۸۶ھ) کہتے ہیں کہ ایک دن خلوت میں دورانِ مذاکرہ میں نے (اپنے شیخ) حافظ ابنِ عساکر سے اُن جلیل القدر حفاظِ حدیث کے متعلق پوچھا جن سے وہ ملے تھے۔ آپ نے فرمایا: بغداد میں ابو عامر عبدری ہیں، اَصبہان میں ابونصر یونارتی ہیں لیکن حافظ اسماعیل بن محمد زیادہ مشہور تھے۔ اس پر میں نے کہا:

فعلی هذا، ما كان رأى سيّدنا مثل نفسه، قال: لا تقل هذا، قال الله تعالى: ”لا تزكوا أنفسكم.“ قلت: فقد قال الله تعالى: ”أما بنعمة ربک فحدث“ فقال: لو قال قائل: إنّ عيني لم تر مثلي، لصدق، ثم قال أبو المواهب: وأنا أقول: لم أر مثله.[2]

’’اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے سید و سردار (یعنی ابنِ عساکر) نے اپنے جیسا

(۱) ۱۔ ياقوت حموی، معجم الأدباء، ۴: ۴۵
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۰: ۵۶۴
۳۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۶

(۲) ۱۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۲
۲۔ سبكي، طبقات الشافعية الكبری، ۷: ۲۲۱، ۲۲۲
۳۔ سيوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۶

کوئی نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ایسا نہ کہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’تم اپنے آپ کو بڑا پاک و صاف مَت جتایا کرو۔‘‘ [القرآن، النجم، ۵۳: ۳۲] میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے تو یہ بھی فرمایا ہے: ’’اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کریں‘‘ [القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۱۱] آپ نے فرمایا: اگر کوئی کہنے والا کہے کہ میری آنکھوں نے مجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا تو اس نے ضرور سچ کہا، پھر ابو المواہب نے کہا کہ میں کہتا ہوں: میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔‘‘

۷۔ محدّثِ جزیرہ حافظ عبد القادرؒ بن عبد اللہ رہاوی (متوفی ۶۱۲ھ) فرماتے ہیں:

ما رأيت أحفظ من ابن عساكر. (۱)

’’میں نے ابنِ عساکر سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔‘‘

۸۔ حافظ ابنِ نجارؒ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

أبو القاسم إمام المحدّثين في وقته، انتهت إليه الرياسة في الحفظ والإتقان والثقة والمعرفة التامة، وبه ختم هذا الشأن. (۲)

ابو القاسم اپنے زمانہ میں محدّثین کے امام تھے، حفظ و اِتقان اور ثقاہت و معرفتِ تامہ کی ان پر انتہاء تھی، علمِ حدیث کا فن ان پر ختم ہو گیا۔‘‘

مذکورہ بالا ائمہ کے اقوال و احوال سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ امام ابنِ عساکر کا علمِ حدیث میں اَعلیٰ اور اَرفع درجہ تھا۔ آج کل بعض کج فہم اور ناقص علم رکھنے

---

(۱) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

(۲) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳

۲۔ یافعی، مرآة الجنان، ۳: ۳۹۶

۳۔ سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۷: ۲۱۸

۴۔ سيوطي، طبقات الحفاظ: ۴۷۷

والے لوگ ان کی حدیث دانی پر بے جا تنقید کرتے ہیں اور انہیں ضعیف فی الحدیث اور کاذب ثابت کرنے کی نا تمام کوشش کرتے ہیں۔ درحقیقت حافظ ابنِ عساکر اَوثق، اَصدق، اور اَثبت مقام پر فائز تھے۔ یہ امامِ اعظم ابو حنیفہ کے محدّثِ بے بدل اور حافظِ بے نظیر ہونے کی دلیلِ بے مثال بھی ہے کہ ابنِ عساکر جیسے اجل امام الحدیث ان کی مسند کو تالیف کرتے ہیں۔

❁ حافظ ابنِ عساکر کا ۱۱ رجب ۵۷۱ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔[1]

۲۶۔ مسند امام علیؒ بن احمد رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

امام علی بن احمد بن مکی رازی کا لقب حسام الدین ہے۔ آپ مشہور حنفی فقیہ ہیں۔ آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

ابنِ عدیم کہتے ہیں کہ آپ سے آپ کے چچا ابو غانم اور ایک جماعت نے علمِ فقہ حاصل کیا جبکہ جلیل القدر فقیہ عمر بن بدر موصلی نے آپ سے حدیث کا سماع کیا۔[2]

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر فواد سیزگین نے اپنی کتاب ''تاریخ التراث العربي'' میں امامِ اعظم کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے:

عن حسام الدين علي بن أحمد بن مكي الرازي (المتوفى ٥٩٨ھ/١٢٠١م، انظر بروكلمان ملحق ٦٤٩/١)، سراى، أحمد الثالث ٣٦٤ (١٥٨ ورقة، ٨٣٨ھ، أنظر: فهرس ٢: ١٠٤).[3]

---

(۱) ۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۳۳۳
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ: ۴۷۷

(۲) قرشی، الجواہر المضیئۃ: ۲۳۰

(۳) فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی، ۳: ۴۳

’’یہ مسند حسام الدین علی بن احمد بن مکی رازی (متوفی ۵۹۸ھ/ ۱۲۰۱ء) سے مروی ہے، بروکلمان کا ضمیمہ نمبر ۱/ ۶۴۹ دیکھیں۔ سرای احمد الثالث کے مکتبہ کا نمبر ۳۶۴ ہے، (۱۵۸ اوراق، ۸۳۸ھ، فہرست دیکھیے : ۲: ۱۰۴)۔‘‘

امام علیؒ بن احمد کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ ابنِ عساکرؒ (متوفی ۵۷۱ھ) ان کے متعلق لکھتے ہیں:

تفقّه بما وراء النهر، وقدم دمشق وسكنها، وكان يدرّس في المدرسة الصادرية، ويفتي على مذهب أبي حنيفة، ويشهد ويناظر في مسائل الخلاف. (۱)

’’آپ نے ماوراء النہر (کے فقیہ حضرات) سے علمِ فقہ حاصل کیا، بعد ازاں آپ دمشق تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، آپ مدرسہ صادریہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور شواہد لاتے تھے نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ بھی کرتے تھے۔‘‘

۲۔ حافظ عبدالقادر قرشیؒ (متوفی ۷۷۵ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

وضع كتابًا نفيسًا على مختصر القدوري، سمّاه 'خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل'، وهو كتابي الذي حفظته في الفقه، وخرجت أحاديثه في مجلد ضخم، ووضعت عليه شرحًا. (۲)

’’آپ نے مختصر قدوری پر ’’خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل‘‘ کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں حفظ کیا اور

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۴۳: ۲۵۲
(۲) قرشی، الجواهر المضیئة: ۲۳۰

ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی اور اس پر شرح لکھی۔‘‘

امام علی بن احمد رازی کا وصال ۵۹۸ھ میں ہوا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔[1]

۲۷۔ مسند امام ابو علی البکری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)

امام صدر الدین ابو علی حسن بن محمد بن ابی الفتوح محمد بن محمد بن محمد بن عمروک بن محمد بن عبد اللہ قرشی تیمی البکری کا سلسلۂ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ پہلے نیشاپور پھر دمشق میں قیام پذیر رہے۔ آپ جلیل القدر محدّث اور بلند پایہ عالم ہیں۔ طلبِ علم میں بہت زیادہ سفر کرنے والے اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ ۵۷۴ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔

امام ابو علی رحمہ اللہ نے اطراف و اکنافِ عالم میں کثیر ائمہ سے اکتسابِ علم کیا۔ آپ کے چند مشائخ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ کے نانا ابو حفص میانشی ۲۔ حنبل دمشقی

۳۔ ابنِ طبرزد ۴۔ مؤید بن محمد طوسی

۵۔ ابو روح عبد المعز بن محمد ۶۔ ابو الفتوح محمد بن الجنید

۷۔ ابو المظفر ابنِ سمعانی ۸۔ حفصہ بنتِ حمرکا

امام ابو علی بکری رحمہ اللہ سے بھی کثیر محدّثین نے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند نام حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ تقی الدین بن الصلاح ۲۔ ابو عبد اللہ زکی الدین برزالی

۳۔ عبد المؤمن بن خلف دمیاطی ۴۔ ابو المعالی عماد بن بالسی

(۱) قرشی، الجواهر المضيئة: ۲۳۰

۵۔ بدر بن توزی ۶۔ ابو بکر بن یوسف حریری

۷۔ ابو عبد اللہ بن زراد ۸۔ تاج الدین احمد بن مزین

۹۔ عبد الحمید بن سلیمان مغربی اور دیگر ائمہ رحمھم اللہ تعالی (۱)

محدّث ابو علیؒ نے ''أربعي البلدان'' حدیث ''من کذب علي'' کے طرق اور ''ذیل تاریخ دمشق'' جیسی کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ کو مسند امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تالیف کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

۱۔ محدّثِ شام امام محمدؒ بن یوسف صالحی نے اپنے استاذ شیخ الاسلام ابو الفضل بن ابی بکر شافعی کے متصل طریق سے حافظ ابو علی البکری کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۲)

۲۔ حافظ شمس الدینؒ ابنِ طولون نے بھی امام ابو علی کی مسند ابی حنیفہ کو بھی روایت کیا ہے۔ (۳)

امام ابو علی بکریؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ عمرؒ بن حاجب ان کے متعلق فرماتے ہیں:

كان إماماً، عالماً، لسنًا، فصيحًا، مليح الشكل، أحد الرحالين إلّا أنّه كان كثير الدعاوي. (۴)

''آپ امام، عالم، فصیح و بلیغ، خوبصورت، تحصیلِ علم کے لئے بے حد سفر کرنے

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۲۳: ۳۲۶۔۳۲۷

۲۔ أيضاً، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

(۲) صالحی، عقود الجمان: ۳۳۴

(۳) زاهد الكوثری، تأنيب الخطيب: ۱۵۶

(۴) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

والے مگر اکثر بے ثبوت دعوے بھی کرتے تھے۔‘‘

۲۔ زکی الدین برزالیؒ کہتے ہیں:

كان كثير التخليط (صحیح اور ضعیف میں بہت خلط ملط کرتے تھے)۔ اس پر امام ذہبی آگے لکھتے ہیں:

ثم في الآخر صلح حاله.(۱)

’’آخر عمر میں ان کی حالت بہتر ہوگئی تھی۔‘‘

حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے امام ابو علی البکریؒ کا ذکر ’**تذکرة الحفاظ**‘ میں اٹھارویں طبقے کے آخر میں کیا ہے۔ انہوں نے اس طبقہ کے متعلق لکھا ہے:

وفي هذا الوقت كان عدد كثير من المحدّثين والطلبة لهم اعتناء بهذا الشأن، وفيهم من يكتب له الحافظ والإمام، لم أر إيرادهم هنا لقلّة بضاعتهم من علم الحديث، فمن أحبّ الوقوف على أخبارهم فلينظر في تاريخي الكبير.(۲)

’’اس دور میں کثیر محدّثین اور طالبانِ علم کو علمِ حدیث سے بے حد دلچسپی تھی۔ ان میں سے بعض کو حافظ اور امام بھی لکھا جاتا تھا لیکن علمِ حدیث میں ان کو قلیل سرمایہ میسر تھا جس وجہ سے میں نے ان کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ جو شخص اُن کے احوال سے آگاہ ہونا چاہے وہ میری کتاب ’’تاریخ کبیر‘‘ ملاحظہ فرمائے۔‘‘

حافظ ذہبی کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابو علی البکری ان کے معیارِ

(۱) ذهبي، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴

(۲) ذهبي، تذكرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۳

ثقاہت پر پورا اترتے تھے تب ہی انہوں نے آپ کا تذکرہ اس کتاب میں شامل کیا۔

امام ابوعلی البکری وصال سے کئی سال پہلے فالج میں مبتلا ہوگئے۔ پھر آپ مصر چلے گئے اور وہیں آپ نے ۱۱ ذوالحجہ ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔ (۱)

۲۸۔ مسند امام شمس الدین سخاویؒ (متوفی ۹۰۲ھ)

حافظ شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمان بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد مؤرّخِ کبیر اور جلیل القدر محدّث ہیں۔ آپ ماہِ ربیع الاوّل ۸۳۱ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقہ بہاء الدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے۔ شمالی مصر کے خاندان ''سخا'' سے تعلق رکھنے کی وجہ سے 'سخاوی' کہلاتے ہیں اور شافعی المذہب ہیں۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح میں سنایا۔

امام سخاوی نے حافظ ابنِ حجر عسقلانی کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان سے کثیر سماع کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے حافظ بدر الدین عینی، برہان الدین زمزی، تقی الدین ابنِ فہد، ابوالسعادات ابنِ ظہیرہ و دیگر کثیر محدّثین سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ (۲)

۱۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے ۲۰۰ سے زائد معرکۃ الآراء کتب تصنیف کیں جن میں سے چند مشہور کتب یہ ہیں:

المقاصد الحسنة في الأحاديث المشتهرة على الألسنة، الأخبار المكللة في الأحاديث المسلسلة، العناية في

(۱) ۱۔ ذهبی، تذکرة الحفاظ، ۴: ۱۴۴۴
۲۔ یافعی، مرآة الجنان، ۴: ۱۳۹
۳۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۵: ۲۷۴
(۲) ابن عماد حنبلی، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

شرح الهداية، فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع، التبر المسبوک في ذيل السلوک، التوبيخ لمن ذمّ أهل التاريخ.

۲۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے ’’الضوء اللامع‘‘ میں بنفسِ نفیس اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا تو اس میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب ’’التحفة المنيفة فيما وقع له من حديث الإمام أبي حنيفة‘‘ کو بھی شامل کیا ہے۔(۱)

امام سخاویؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے اپنی تصنیف ’الضوء اللامع، ۸: ۲۔۳۲‘ میں خود اپنی پیدائش سے لے کر ابتدائی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، تعلیمی اَسفار و میادین اور شیوخ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ آپ کی یہ خود نوشت آپ کے بلند و بالا علمی رتبہ پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

۲۔ امام سخاویؒ نے شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) سے اس قدر اکتسابِ فیض کیا کہ انہیں کہنا پڑا:

هو أمثل جماعتي.(۲)

’’یہ میرے ہم منصبوں میں سے قریب ترین ہیں۔‘‘

۳۔ امام سخاویؒ کے تلمیذِ رشید شیخ جار اللہؒ بن فہد مکی نے آپ کے متعلق فرمایا:

ولقد والله العظيم، لم أر في الحفاظ المتأخرين مثله، ويعلم ذلک کل من أطلع على مؤلفاته أو شاهده.(۳)

(۱) سخاوی، الضوء اللامع، ۸: ۱۶

(۲) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

(۳) عبد القادر عیدروسی، النور السافر: ۲۲

''اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخرین حفاظِ حدیث میں سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انہیں دیکھا ہے وہ اس بات کو جانتا ہے۔''

۴۔ امام ابنِ عماد حنبلیؒ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

برع في الفقه والعربية والقراءات والحديث والتاريخ، وشارك في الفرائض والحساب والتفسير وأصول الفقه ولميقات وغيرها، وأما مقروآته ومسموعاته فكثيرة جدا لا تكاد تنحصر. وأخذ عن جماعة لا يحصون يزيدون على أربعمائة نفس، وأذن له غير واحد بالافتاء والتدريس والاملاء. (۱)

''آپ نے فقہ، عربی لغت، قراءات، حدیث اور تاریخ میں مہارت حاصل کی، ان کے علاوہ آپ نے علمِ میراث، حساب، تفسیر، اصولِ فقہ اور میقات وغیرہ کو بھی حاصل کیا۔ آپ نے جو علوم پڑھے یا سنے ان کا احاطہ ناممکن ہے۔ آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ بھی شمار سے باہر ہیں، ان کی تعداد ۴۰۰ سے زائد بنتی ہے۔ آپ کو کئی اساتذہ نے اِفتاء، تدریس اور اِملاء کی اجازت دی ہے۔''

امام شمس الدین سخاوی نے مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان ۹۰۲ھ میں وصال فرمایا رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔ (۲)

(۱) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۵

(۲) ۱۔ ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۱۷

۲۔ عمر رضا كحالة، معجم المؤلفين، ۱۰: ۱۵۰

۲۹۔ مسند امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی (متوفی ۱۰۸۰ھ)

امام الحرمین الشریفین، عالم المغربین و المشرقین عیسیٰ بن محمد بن محمد بن احمد بن عامر کا لقب ''جار اللہ'' اور کنیت ابو مکتوم و ابو مہدی ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اس لئے جعفری اور ہاشمی کہلاتے ہیں۔ مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلاً جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر ثعالبی جبکہ مذہب کے لحاظ سے مالکی ہیں۔ آپ مراکش (مغرب) کے شہر زواوہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے وہیں آپ نے پرورش پائی اور اپنے شہر کے اساتذہ سے عربی لغت، فقہ، منطق، اور قرآن و حدیث کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

امام ثعالبی نے طلبِ علم میں کئی علاقوں کا سفر کر کے متعدد مشائخ کے ہاں حاضری دی اور بہت سے علوم حاصل کئے۔ آپ کے چند شیوخ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ عبدالصادق
۲۔ سعید بن ابراہیم قدورہ جزائری
۳۔ ابو الاضلاع علی بن عبد الواحد سجلماسی انصاری
۴۔ زین العابدین تونسی
۵۔ عبدالکریم الملکونی
۶۔ نور علی الاجھوری
۷۔ قاضی شہاب احمد خفاجی
۸۔ شمس محمد شوبری
۹۔ برہان مأمونی
۱۰۔ شیخ سلطان مزاحی
۱۱۔ نور شبرامِلسی
۱۲۔ حافظ شمس الدین بابلی شافعی اور دیگر علماء کرام۔

حافظ عیسیٰ ثعالبی سے کثیر احباب نے علمی استفادہ کیا۔ ان میں سے بعض نام درج ذیل ہیں:

۱۔ استاذ کبیر ابراہیم بن حسن کورانی

۲۔ حسن بن علی عجیمی ۳۔ احمد بن محمد نخلی

۴۔ سید محمد الشلی باعلوی ۵۔ سید احمد بن ابی بکر

۶۔ عبد اللہ طاہر عباسی اور دیگر علماء رحمهم الله تعالى (۱)

۱۔ امام ثعالبیؒ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ آپ کی چند کتب کے نام یہ ہیں:

تحفة الأكياس في حسن الظن بالناس، مشارق الأنوار في بيان فضل الورع من السنّة وكلام الأخيار، كنز الرواية، رسالة في مضاعفة ثواب هذه الأمة، منتخب الأسانيد، ثبت شيخة محمد بن علاء الدين البابلي.

حافظ ثعالبیؒ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کو کتابی شکل میں مرتب کیا۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''محدّث ثعالبی نے امام ابو حنیفہ کی مسند کو تالیف کیا، اس میں وہ متصل اِسناد کے ساتھ عنعنہ سے امام ابو حنیفہ تک احادیث لائے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کا دعویٰ باطل ہو گیا جو تابعین کے دور میں عدمِ اتصالِ سند کا گمان کرتے ہیں۔''(۲)

۳۔ یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے امام ثعالبیؒ نے ''مقاليد الأسانيد'' میں امام

---

(۱) ۱۔ عصامی مکی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶
۲۔ محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۰۔ ۲۴۲
۳۔ زرکلی، الأعلام، ۵: ۱۰۸

(۲) شاہ ولی اللہ، إنسان العین فی مشائخ الحرمین: ۶

ابوحنیفہ کے رُواۃ اور رِجال کا تذکرہ کیا ہے۔[۱]

۴۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے بھی مسانیدِ ابی حنیفہ میں بارہویں مسند 'مسندِ ثعالبی' کو ہی درج کیا ہے۔ وہ اس کے تعارف میں لکھتے ہیں:

عن سيّد بن عيسى بن محمد الثعالبي (في القرن الثامن الهجري).
كو بريلي ٤٢٠، (٧٢ ورقة، في القرن الثاني عشر الهجري).[۲]

''یہ مسند سید بن عیسٰی بن محمد ثعالبی (متوفی آٹھویں صدی ہجری) سے مروی ہے۔ مکتبہ گوبریلی استنبول کا مخطوط نمبر ۴۲۰ ہے (یہ مسند ۷۲ اوراق پر مشتمل ہے، ۱۲ویں صدی ہجری)۔''

ڈاکٹر فواد کو امام ثعالبی کے سنِ وفات میں التباس ہوا ہے۔

امام ثعالبیؒ کا علمی مقام و مرتبہ

۱۔ علامہ عبد الملکؒ بن حسین عصامی المکی (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے امام ثعالبیؒ کے علمی رتبہ کو درج ذیل اَلقاب سے ذکر کیا ہے:

مولانا وسيّدنا ومأوانا وسندنا شيخنا، شيخ الإسلام والمسلمين، خاتمة الأئمة المحققين، خادم حديث سيّد المرسلين صلى الله عليه وآله وسلم، الجامع بين الأصول والفروع، الحافظ لكل متن ومجموع، الحائز فضيلتي العلم والنسب، الحائز طرفي الكمال الغريزي والمكتسب، رئيس العلوم، العبقري.[۳]

(۱) محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۳

(۲) فواد سيزگين، تاريخ التراث العربي، ۳: ۴۴

(۳) عصامی مکی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

''ہمارے مولیٰ، ہمارے سید، ہمارے ملجا و مأویٰ، ہمارے مرجع، ہمارے شیخ، شیخ الاسلام و المسلمین، (اپنے زمانہ میں) ائمہ محققین کے آخری امام، سید المرسلین ﷺ کی احادیث کے خادم، اصول وفروع کے جامع، ہر متن و مجموعۂ حدیث کے حافظ، علم و نسب کی فضیلت کے حامل، اکتسابِ علم اور حصولِ کمال کی انتہا پر فائز، رئیس العلوم اور نابغۂ عصر ہیں۔''

۲۔ امام محمدؒ المحبی (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے حافظ عیسیٰ ثعالبیؒ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

إمام الحرمين، وعالم المغربين والمشرقين، الإمام، العالم، العامل، الوارع الزاهد، المفنن في كل العلوم الكثير الاحاطة والتحقيق. (۱)

''امام الحرمین، عالم المغربین والمشرقین، امامِ مطلق، عالمِ کامل، عاملِ صالح، زہد و ورع کے پیکر، علم و تحقیق کے ہر میدان میں طبع آزمائی کر کے کثیر احاطہ کرنے والے۔''

۳۔ امام ثعالبیؒ کے شیخ برہانؒ مأمونی نے آپ کو اجازتِ علمی دیتے ہوئے لکھا ہے:

ما رأى منذ زمان من يماثله بل من يقاربه. (۲)

''انہوں نے کتنے زمانوں سے آپ کی مثل بلکہ منزلتِ علم میں آپ کے قریب تک بھی کوئی نہیں دیکھا۔''

❁ امام محمد محبی اور علامہ عصامی کے مطابق امام ثعالبی کا وصال بروز بدھ ۱۴ رجب

(۱) محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۰

(۲) محبی، خلاصة الأثر، ۳: ۲۴۲

۱۰۸۰ھ میں ہوا۔ آپ استاذ شیخ محمد بن عراق کی قبر کے نزدیک حجون میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔(۱)

ان دلائل و براہین سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ دوسری صدی ہجری سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک اکابر ائمہ و حفاظِ حدیث امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو اپنے طریق سے جمع کرتے رہے ہیں۔ باب کا تفصیلی خلاصہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ باب کے آخر میں لکھیں گے۔ فی الحال دو جلیل القدر محدّث امام محمد بن محمود خوارزمی اور امام محمد بن یوسف صالحی شامی کے احوال درج کریں گے۔ یہ وہ عظیم المرتبت ائمہ ہیں جنھوں نے اپنی کتب میں امامِ اعظم کی مسانید کی تخریج کی۔

بعض نادان، ناسمجھ اور کم علم معترضین جب اتنے اعاظم اور نامور محدّثین کو ''مسند ابی حنیفہ'' تالیف کرتا دیکھتے ہیں تو انہیں اور کچھ اعتراض نہیں سوجھتا تو ان مسانید کو جمع کرنے والے ائمہ پر بے بنیاد اعتراض جڑ دیتے ہیں۔ یہ کم فہم معترضین امام خوارزمی اور امام صالحی کو بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ وہ مجہول ہیں، ان کے علمی حالات کا پتہ نہیں، پتہ نہیں ان کے کون سے اساتذہ اور تلامذہ تھے؟ ان کا علمی مقام کیا تھا؟ وغیرہا۔ ذیل میں ان شاء اللہ العزیز امام خوازمی اور امام صالحی پر ان ہی اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے جائیں گے تاکہ راہِ حق کے متلاشیوں کو کوئی ضال و مضل بھٹکا نہ سکے۔

(۱) صاحبِ 'جامع المسانید' امام خوارزمیؒ کا تعارف

امام ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزم سے تعلق رکھنے والے محدّث و حنفی فقیہ ہیں۔ آپ ۱۲ ذو الحجہ ۵۹۳ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ ''خطیبِ خوارزم'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نے امام نجم الدین طاہر بن محمد حفصی

(۱) ۱۔ محبی، خلاصۃ الأثر، ۳: ۲۴۳

۲۔ عصامی، سمط النجوم العوالی، ۴: ۵۱۶

سے علمِ فقہ سیکھا اور خوارزم میں حدیث کا سماع شروع کیا۔ بعد ازاں آپ نے بغداد اور دمشق سے بھی علمِ حدیث حاصل کیا۔[1]

جامع المسانید کے مطالعہ سے امام محمد خوارزمی کے کثیر شیوخ کا پتہ چلتا ہے۔ جن میں سے چند ائمہِ حدیث کا نام درج ہے:

۱۔ احمد بن عمر بن محمد خیوقی ۲۔ صالح بن شجاع مدلجی

۳۔ ابونصر اغر بن ابی الفضائل ۴۔ یاقوت بن عبد اللہ جوہری

۵۔ شرف الدین احمد بن مؤید بن موفق بن احمد مکی

۶۔ ابوالفضل اسماعیل بن احمد ۷۔ شیخ معمر ضیاء الدین صفر بن یحییٰ

۸۔ شرف الدین حسن بن ابراہیم ۹۔ ابو بکر عبد اللہ بن مبارک ھذلی

۱۰۔ محی الدین یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمٰن ابن الجوزی

اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالی۔[2]

امام قاسمؒ بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) امام خوارزمیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

و ولي قضاء خوارزم وخطابتها بعد أخذ التتار لها، ثم تركها، وقدم بغداد حاجًا، فحجَّ، وجاور، ورجع على مصر، ثم إلى دمشق، ثم إلى بغداد ودرَّس بها.

وصنَّف "مسانيد الإمام أبي حنيفة" في مجلَّدَين، جمع فيهما بين خمسة عشر مصنَّفًا. وقد رويناه عن قاضي بغداد (هو التاج

---

(۱) ۱۔ قرشی، الجواھر المضیئۃ: ۳۷۶

۲۔ ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۲۷۸

(۲) خوارزمی، مقدمہ، جامع المسانید، ۱: ۷۔ ۳۰

أحمد الفرغاني النعماني)، عن عمه، عن ابن الصباغ، عنه. [۱]

’’تاتاریوں کے خوارزم پر قبضہ کے بعد آپ کو اس کا قاضی اور خطیب مقرر کیا گیا، بعد ازاں آپ نے اسے چھوڑ دیا اور حج کرنے کی غرض سے بغداد میں قیام پذیر رہے پھر حج کرنے کے بعد مکہ میں ہی سکونت اختیار کی، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں سے دمشق، پھر (دوبارہ) بغداد پہنچے اور وہیں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

’’آپ نے دو جلدوں میں ’’مسانیدِ امام ابی حنیفہ‘‘ تصنیف کی جس میں آپ نے ۱۵ مسانید کو جمع کیا۔ ہم نے اسے قاضیٔ بغداد تاج احمد فرغانی نعمانی کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا، انہوں نے ابن الصباغ اور انہوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔‘‘

اس بحث سے ہم یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ امام خوارزمی پر کذب کا جھوٹا الزام دراصل ان کا امامِ اعظم ابوحنیفہ کی مسانید کو مروی کرنے کی وجہ سے لگایا گیا۔ یہ صرف بہ صرف امام صاحب کو علمِ حدیث میں کمتر ثابت کرنے کے لئے حسد اور تعصب کی بناء پر گڑھا گیا جس سے امام خوازمی کا دامن بالکل پاک صاف ہے۔ امام خوارزمی کو تو سلام پیش کرنا چاہیے کہ انہوں نے امامِ اعظم سے اسی بے سروپا اِلزام کو رد کرنے کے لئے آپ کی مسانید کو جمع کیا۔ اس بات کا ذکر انہوں نے ’’**جامع المسانید**‘‘ کے مقدمہ میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

’’میں نے شام میں بعض جہلاء سے آپ کی نسبت کچھ ایسے اعتراضات سنے جس سے آپ کی تنقیص وتصغیر ہوتی تھی۔ آپ کے علاوہ ائمہ کی تعظیم ہوتی جبکہ آپ کو حقیر گردانا جاتا اور آپ کو روایتِ حدیث میں قلت کا طعنہ دیا جاتا۔ یہ استدلال اس بناء پر کیا جاتا کہ ابو العباس محمد بن یعقوب اصم نے مسند شافعی کو

(۱) ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۲۷۸

جمع کیا، موطا مالک بھی ہے اور مسند احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالی کا بھی وجود ہے، اس سے یہ گمان ہوتا کہ ابو حنیفہ کی کوئی مسند نہیں ہے اور وہ صرف چند احادیث روایت کرتے تھے۔ پس اس پر مجھے خدائی دینی حمیت اور نعمانی حنفی عصبیت نے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا جس سے متاثر ہو کر میں نے پندرہ مسانید کو جمع کرنے کا ارادہ کیا۔''(۱)

اس عبارت سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ امام خوارزمی نے ۱۵ مسانیدِ امام ابی حنیفہ کو مخالفین کی تردید میں جمع کیا۔

آپ نے اس کتاب کو فقہی عنوانات کے مطابق ترتیب دے کر انہیں ۴۰ ابواب میں منقسم کیا ہے۔ امام خوارزمی خود کتاب ھٰذا کے مقدمہ میں اس کے اسلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

استخرجته في جمع هذه المسانيد على ترتيب أبواب الفقه في أقرب حد، ونظمها في أقصر عقد، بحذف المعاد وترک تکرير الإسناد إلَّا إذا کان الحديث الواحد مشتملًا على مسائل أبواب مختلفة أو اختلفت أسانيده ليغلب بحجته العالم المساعد، ويدحض شبهة الجاهل المعاند. (۲)

''میں نے ان مسانید کو ممکنہ حد تک فقہی اَبواب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور ان کو خاص نظم و ضبط میں پرویا ہے۔ اس میں سے تکرارِ اِسناد کو ترک اور معاد کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ہاں جب کوئی حدیث مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ہے یا اس کی اَسانید مختلف ہیں تو اس میں یہ لحاظ نہیں رکھا گیا، تاکہ اس کی حجت سے

(۱) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۴

(۲) خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۵، ۶

محقق عالم غالب ہو اور جھگڑالو جاہل کا شبہ دور ہو۔‘‘

ان دلائل سے واضح ہوا کہ امام محمد خوازمی علمِ حدیث و فقہ میں بلند رتبے کے حامل تھے۔

❁ حاجی خلیفہ کے مطابق امام محمد بن محمود خوازمی کا سنِ وصال ۶۶۵ھ ہے رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین۔[1]

(۲) امام محمدؒ بن یوسف صالحی کا تعارف

محدّثِ شام امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف صالحی شافعی دمشق کے علاقہ صالحیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنی وفات تک قاہرہ کے صحراء برقوقیہ میں سکونت پذیر رہے۔[2]

۱۔ علامہ شعرانیؒ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

العالم الزاهد الشيخ شمس الدين محمد الشامي، المتمسک بالسنّة المحمدية، نزيل التربة البرقوقية، وکان عالماً صالحاً، مفنناً في العلوم، و ألّف السيرة النبوية المشهورة التي جمعها من ألف کتاب، وأقبل الناس على کتابتها، ومشى فيها على أنموذج لم يسبق إليه أحد.[3]

’’عالم زاهد شیخ شمس الدین محمد شامی سنتِ محمدیہ علی صاحبها الصلاۃ والسلام کو تھامنے والے، برقوقیہ کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ صالح عالم اور مختلف علوم

(۱) حاجي خليفه، کشف الظنون، ۲: ۱۶۸۰

(۲) زرکلي، الأعلام، ۷: ۱۵۵

(۳) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۵۰

میں ماہر تھے۔ آپ نے ایک ہزار کتب کے مجموعوں سے مشہورِ عالم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصنیف کی۔ آپ اس کو تحریر کرنے میں تمام لوگوں پر سبقت لے گئے ہیں، آپ نے اس میں سیرت کے وہ گوشے بیان کئے ہیں جس پر کوئی بھی آپ سے پہل نہیں کر سکا۔''

۲۔ علامہ محمد بن جعفر کتانیؒ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے امام شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی کو ''خاتمة المحدّثين'' (محدّثین کی انتہاء) کا لقب دیا ہے۔[1]

۳۔ امام صالحیؒ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:

سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، عين الإصابة في معرفة الصحابة، عقود الجمان في مناقب أبي حنيفة النعمان، الجامع الوجيز الخادم للغات القرآن العزيز، الآيات العظيمة الباهرة في معراج سيّد أهل الدنيا والآخرة، مجمع الفتوة في شرح الصدر خاتم النبوة، الجواهر النفائس في تحبير كتاب العرائس.[2]

امام صالحی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ نے اپنی متصل اسناد کے ساتھ ''عقود الجمان'' میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سترہ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔

❁ علامہ عبدالحی بن احمد ابنِ عماد حنبلی کے مطابق امام محمد بن یوسف صالحی کا وصال ۹۴۲ھ میں ہوا۔ رحمة الله تعالى عليهم أجمعين۔[3]

مذکورہ بالا تمام تفصیل سے پتہ چلا کہ امام محمد خوارزمی اور امام محمد صالحی پر علمِ

---

(۱) محمد بن جعفر، الرسالة المستطرفة: ۱۹۹

(۲) ۱۔ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۵۱

۲۔ زرکلی، الأعلام، ۷: ۱۵۵

(۳) ابن عماد، شذرات الذهب، ۸: ۲۴۶، ۲۵۰

حدیث سے بے علمی کا الزام لگانا اور ان کے بلند پایہ علمی رتبے کا انکار کرنا درحقیقت معترض کی کم علمی، جہالت یا تعصب پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ حضرات علمی حوالے سے کم تر یا ضعیف فی الحدیث ہوتے تو اکابر علماء اس کی نشاندہی کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا جو اُن کے معتبر اور ثقہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔



خلاصۂ بحث

ڈیڑھ سو سے زائد صفحات پر پھیلی اس کتاب کو خلاصۃً درج ذیل اہم علمی نکات میں سمیٹا جا سکتا ہے:

۱۔ اُنتیس (۲۹) جلیل القدر ائمہِ حدیث کو یہ شرف اور افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو اپنے اپنے طریق سے جمع کیا۔ ان اکابر ائمہ میں براہِ راست امامِ اعظم کے تلامذہ آپ کے بیٹے حماد، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری تک آنے والے اعاظم محدّثین آپ کی مسند کو تالیف کرتے رہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے: **چوتھی صدی ہجری** میں محمد بن مخلد الدوری، حافظ ابنِ عقدہ، حافظ ابنِ ابی العوام، عمر بن حسن اَشنانی، محمد بن یعقوب حارثی، حافظ ابنِ عدی، محمد بن مظفر، طلحہ بن محمد، محمد بن ابراہیم مقری، حافظ دارقطنی، حافظ ابنِ شاہین، حافظ ابنِ مندہ (چوتھی صدی ہجری کو ''امامِ اعظم کی صدی'' کہنا لغو نہ ہوگا)، **پانچویں صدی ہجری** میں حافظ ابونعیم اصبہانی، حافظ ابوبکر احمد بن محمد کلاعی، علی بن محمد ماوردی، حافظ خطیب بغدادی اور عبد اللہ بن محمد انصاری، **چھٹی صدی ہجری** میں حافظ محمد بن حسین ابنِ خسرو بلخی، محمد بن عبد الباقی انصاری، حافظ ابنِ عساکر دمشقی اور علی بن احمد مکی۔ **ساتویں صدی ہجری** میں امام ابوعلی حسن بن محمد بکری، **دسویں صدی ہجری** میں حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی اور **گیارہویں صدی ہجری** میں یہ سعادت امام عیسٰی بن محمد ثعالبی رحمۃ اللہ تعالی علیھم أجمعین کے حصہ میں آئی۔

۲۔ ایک اہم بات جس کے سبب اس باب کو چار چاند لگ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا انتیس (۲۹) ائمہ میں سے ہر ایک امام کے احوالِ حیات اور علمی مقام و مرتبہ کو بھی اکابر ائمہ و علماء کرام کی زبانی قلمبند کر دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ

(۱) کوئی بھی ناواقف، جاہل اور قلیل المطالعہ شخص اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ان ائمہ کے صدق و صفا کے بارے قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔

(۲) جو احباب بھی ان ائمہ کے حالات اور ثقاہتِ علمی سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں وہ اس سے مستفید ہو سکیں۔

۳۔ ان ائمۂِ عظام کے مسند ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تالیف کرنے پر بھی الگ الگ کثیر حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس میں صرف امام خوارزمی کی ''جامع المسانید''، حافظ شمس الدین ابنِ طولون کی ''الفهرست الأوسط'' اور امام محمد بن یوسف صالحی کی ''عقود الجمان'' پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دیگر محدّثینِ کبار مثلاً حافظ خطیب بغدادی، حافظ ابنِ نقطہ حنبلی، حافظ ابنِ عبد الهادی حنبلی، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، علامہ شوکانی اور حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیھم جیسے اکابرین کی کتب سے بھی حوالے نقل کئے گئے ہیں، جو اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ ان ائمہ نے ''مسند ابی حنیفہ'' کو تالیف کیا۔

۴۔ اسی طرح ان تمام ائمہ کے اَحوال اور علمی مقام کو بھی بلند پایہ کتبِ رجال اور جرح وتعدیل سے ثابت کیا گیا ہے۔ ان کتب میں نمایاں نام یہ ہیں: قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری کی أخبار أبي حنيفة وأصحابه، حافظ خطیب بغدادی کی تاریخِ بغداد، حافظ ابو سعد عبدالکریم بن محمد سمعانی کی الأنساب، حافظ ابنِ عساکر کی تاریخِ مدینہ دمشق، حافظ ذہبی کی سير أعلام النبلاء، تذكرة الحفاظ، حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی کی الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية، حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تهذيب التهذيب، لسان الميزان، تعجيل المنفعة، حافظ جلال الدین سیوطی کی طبقات الحفاظ اور ابنِ عماد حنبلی کی شذرات الذهب قابلِ ذکر ہیں۔

۵۔ امامِ اعظیم ابو حنیفہ کی مذکورہ بالا اُنتیس (۲۹) مسانید پر تفصیلی بحث سے غرض و غایت یہ تھی کہ جو آپ پر قلتِ حدیث اور عدمِ حدیث دانی کا بے بنیاد اور جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے اس کا علمی دلائل و براہین سے رد کیا جائے۔ الحمد للہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے ہم اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر امام صاحب حافظِ حدیث یا حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں ہیں تو اتنے اجل اور اعظم محدّثین نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ جس شخص کے پاس اَحادیث کا ذخیرہ نہیں اس کی طرف اَحادیث منسوب کر کے اپنے لئے جہنم کا سامان بناتے اور دنیا میں بھی اتنی مشقت اٹھاتے؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب معترضین کے پاس کبھی بھی نہیں ہو گا۔ وہ صرف انہیں ٹال مٹول سے نظر انداز کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ ان سوالات کا صرف ایک ہی صحیح، درست اور حق جواب یہ ہے کہ ''امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نہ صرف حدیث میں امام ہیں بلکہ اَوثق اور اَصدق مقام پر فائز ہیں تب ہی ان اکابر ائمۂ حدیث نے آپ سے مروی اَحادیث کو اپنی اپنی مسند میں جمع کیا۔''☆

☆ ہمارے فریدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں قاضی ابو یوسف کی ''کتاب الآثار،'' امام محمد بن حسن شیبانی کی ''کتاب الآثار'' حافظ ابونعیم اَصبہانی کی ''مسند أبی حنیفة،'' امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی بخاری کی ''مسند أبی حنیفة'' اور امام خوارزمی کی ''جامع المسانید'' موجود ہیں، جن میں امامِ اعظم ابو حنیفہ کی سیکڑوں مرویات ہیں جو حدیث میں آپ کی امامت و ثقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ رضی اللہ تعالی عنہم ورضوا عنہ عز وجل ورحمة اللہ تعالی علیہم أجمعین۔



مآخذ و مراجع



www.MinhajBooks.com

۱۔ **القرآن الحکیم۔**

۲۔ **ابو اسحاق شیرازی،** ابراہیم بن علی بن یوسف (۳۹۳۔۴۷۶ھ)۔ طبقات الفقھاء۔ بیروت، لبنان، دار القلم۔

۳۔ **ابنِ بشکوال،** ابو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود انصاری (۴۹۴۔۵۷۸ھ/ ۱۱۰۱۔۱۱۸۳ء)۔ الصلۃ۔ قاہرہ، مصر: الدار المصریۃ۔

۴۔ **ابنِ تغری بردی،** ابو المحاسن جمال الدین یوسف (۸۱۳۔۸۷۴ھ)۔ النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ۔ مصر: وزارۃ الثقافۃ۔

۵۔ **حارثی،** ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بخاری (۲۵۸۔۳۴۰ھ)۔ مسند أبی حنیفۃ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء۔

۶۔ **حمزہ بن یوسف،** ابو قاسم جرجانی سہمی (۴۲۸ھ)۔ تاریخ جرجان۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۷۔ **ابن جوزی،** ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۸۔ **ابن ابی حاتم،** ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی تمیمی (۳۲۷ھ)۔ الجرح والتعدیل۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی، ۱۲۷۱ھ۔

۹۔ **ابن حجر ہیتمی،** ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔۹۷۳ھ/۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ النعمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۱۰۔ **خطیب بغدادی،** ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **تاريخ بغداد۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۱۔ **خطیب بغدادی،** ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **الرحلة في طلب الحديث۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۵ھ۔

۱۲۔ **ابنِ خلکان،** ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ **وفيات الأعيان وأنباء الزمان۔** بیروت، لبنان: دار الثقافۃ، ۱۹۶۸ء۔

۱۳۔ **حاجی خلیفہ،** مصطفٰی بن عبد اللہ قسطنطینی رومی حنفی (۱۰۱۷۔۱۰۶۷ھ)۔ **كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۴۔ **خوارزمی،** ابو المؤید محمد بن محمود (۵۹۳۔۶۶۵ھ)۔ **جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۵۔ **ذہبی،** شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **تذكرة الحفاظ۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۶۔ **ذہبی،** شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سير أعلام النبلاء۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۱۷۔ **ذہبی،** شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **العبر في خبر من غبر۔** کویت: مطبعۃ حکومۃ الکویت، ۱۹۸۴ء۔

۱۸۔ **ذہبی،** شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه۔** مصر: دار الکتاب العربی۔

۱۹۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ ميزان الإعتدال في نقد الرجال۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۲۰۔ **زاہد الکوثری**، محمد (۱۲۹۶۔۱۳۷۱ھ)۔ تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب۔ ملتان، پاکستان: مکتبۂ امدادیہ۔

۲۱۔ **ابن زبر ربعی**، محمد بن عبداللہ بن احمد بن سلیمان (۲۹۸۔ ۳۹۷ھ)۔ تاريخ مولد العلماء ووفياتهم۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمة، ۱۴۱۰ھ۔

۲۲۔ **زیلعی**، جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حنفی (۷۶۲ھ)۔ نصب الراية لأحاديث الهداية۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیۃ، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء۔

۲۳۔ **زیلعی**، جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حنفی (۷۶۲ھ)۔ نصب الراية لأحاديث الهداية۔ مصر: دار الحدیث، ۱۳۵۷ھ۔

۲۴۔ **سبکی**، تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام انصاری (۶۸۳۔۷۵۶ھ/ ۱۲۸۴۔۱۳۵۵ء)۔ شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام۔

۲۵۔ **سبکی**، تاج الدین بن علی بن عبد الکافی (۷۲۷۔۷۷۱ھ)۔ طبقات الشافعية الكبرى۔ ہجر للطباعۃ والنشر، ۱۴۱۳ھ۔

۲۶۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/ ۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۲۷۔ **سمعانی**، ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور تمیمی (۵۶۲ھ)۔ الأنساب، بیروت، لبنان، دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۸۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب

العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۹۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ طبقات الحفاظ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۳۰۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۷۳ء۔

۳۱۔ **ابنِ قاضی شہبہ**، ابو بکر بن احمد بن محمد بن عمر (۷۷۹۔۸۵۱ھ)۔ طبقات الشافعیۃ۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۷ھ۔

۳۲۔ **صالحی**، ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (۹۴۲ھ)۔ عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ النعمان۔ کراچی، پاکستان: مکتبۃ الشیخ۔

۳۳۔ **صفدی**، صلاح الدین خلیل بن ایبک (۶۹۶۔۷۶۴ھ)۔ الوافی بالوفیات۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۳۴۔ **صیمری**، ابوعبداللہ حسین بن علی (۴۳۶ھ)۔ أخبار أبی حنیفۃ وأصحابہ۔ حیدر آباد، بھارت، مطبعۃ المعارف الشرقیۃ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۳۵۔ **ابنِ عابدین شامی**، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین (۱۱۹۸۔۱۲۵۲ھ)۔ عقود اللآلی فی الأسانید العوالی۔ دمشق، شام: مطبعۃ المعارف، ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء۔

۳۶۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الإنتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقہاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۷۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ جامع بیان العلم وفضلہ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۸۔ **ابن عبد الهادی،** شمس الدین ابو عبد الله محمد بن احمد بن عبد الحمید بن قدامہ مقدسی حنبلی (۷۰۵۔۷۴۴ھ)۔ **تنقیح تحقیق أحادیث التعلیق۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸ء۔

۳۹۔ **عجلونی،** ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔ ۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفاء ومزیل الألباس۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۴۰۔ **ابن عساکر،** ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔ ۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ **تاریخ مدینۃ دمشق۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۴۱۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **الإصابة فی تمییز الصحابة۔** بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۴۲۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة۔** بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۴۳۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **تقریب التهذیب۔** شام: دار الرشید، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۴۴۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **تلخیص الحبیر۔** مدینہ منورہ: ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۴۵۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **تهذیب التهذیب۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

۴۶۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **الدراية في تخريج أحاديث الهداية**۔ **بیروت**، لبنان: دارالمعرفۃ۔

۴۷۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **لسان الميزان**۔ **بیروت**، لبنان: مؤسسۃ الاعلمی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۴۸۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة**۔ **بیروت**، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۴۹۔ **ابن عماد**، عبد الحی بن احمد بن محمد عکری حنبلی (۱۰۳۲۔۱۰۸۹ھ)۔ **شذرات الذهب فی أخبار من ذهب**۔ دمشق: شام، دار ابن کثیر، ۱۴۰۶ھ۔

۵۰۔ **عمر رضا کحالہ**، **معجم المؤلفين**۔ **بیروت**، لبنان: دار إحیاء التراث العربی، ۱۳۷۶ھ۔

۵۱۔ **عیسیٰ ایوبی**، ملکِ معظم ابنِ ابو بکر محمد حنفی (۶۲۴ھ)۔ **السهم المصيب في الرد على الخطيب**۔

۵۲۔ **فواد سیزگین**، ڈاکٹر۔ **تاریخ التراث العربی**۔ قاہرہ، مصر: الهيئة المصریۃ، ۱۹۷۱ء۔

۵۳۔ **قرشی**، عبد القادر بن محمد بن محمد ابن ابی الوفاء قرشی مصری (۶۹۶۔۷۷۵ھ/ ۱۲۹۷۔ ۱۳۷۳ء)۔ **الجواهر المضيئة فی طبقات الحنفية**۔ **بیروت**، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۵۴۔ **قزوینی**، عبد الکریم بن محمد الرافعی۔ **التدوين في أخبار قزوين**۔ **بیروت**، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۷ء۔

۵۵۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البداية**

و النهایة۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۵۶۔ **کردری**، محمد بن محمد بن شہاب ابنِ بزاز (۸۲۷ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۷۔ **ابن ماکولا**، ابو نصر علی بن ھبۃ اللہ بن جعفر (۴۲۲۔۴۷۵ھ)۔ الإکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف و المختلف فی الأسماء و الکنی والأنساب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۵۸۔ **ابن ماکولا**، ابو نصر علی بن ھبۃ اللہ بن جعفر (۴۲۲۔۴۷۵ھ)۔ تھذیب مستمر الأوھام۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ۔

۵۹۔ **محمد بن جعفر کتانی**، ابنِ ادریس حسنی فاسی (۱۲۷۴۔۱۳۴۵ھ)۔ الرسالة المستطرفة لبیان مشھور کتب السنة المشرفة۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیۃ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۶۰۔ **محمد عبد الحی لکھنوی**، ابنِ محمد عبد الحلیم ہندی (۱۲۶۴۔۱۳۰۴ھ)۔ الفوائد البھیّة فی تراجم الحنفیّة۔ بیروت، لبنان: شرکة دار الأرقم بن أبی الأرقم، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۶۱۔ **مرتضٰی زبیدی**، سید ابو الفیض محمد بن محمد بن محمد حسینی (۱۲۰۵ھ)۔ عُقود الجواھر المنیفة في أدلة مذھب الإمام أبي حنیفة مما وافق فیه الأئمة الستة أو أحدھم۔ پاکستان، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۶۲۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۳۔ **ابن مفلح**، برہان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد (۸۸۴ھ)۔ المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد، ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد

للنشر والتوزيع، ۱۹۹۰ء۔

۶۴۔ **موفق**، ابن احمد بن محمد مکی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ)۔ **مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۶۵۔ **ابو نعیم اصبهانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **تاريخ أصبهان**۔ بیروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۶۶۔ **ابو نعیم اصبهانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء**۔ بیروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۶۷۔ **ابنِ نقطہ**، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۹۔۶۲۹ھ)۔ **التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد**۔ بیروت، لبنان: دار الكتب العلمية۔

۶۸۔ **ابنِ نقطہ**، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۹۔۶۲۹ھ)۔ **تكملة الإكمال**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: جامعة ام القریٰ، ۱۴۱۰ھ۔

۶۹۔ **نووی**، ابو زکریا یحیٰی بن شرف بن مری (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **تهذيب الأسماء واللغات**۔ بیروت، لبنان: دار الكتب العلمية۔

۷۰۔ **ابو الوفا**، افغانی۔ **مقدمة كتاب الآثار للإمام أبي يوسف**۔ سانگلہ ہل، شیخوپورہ، پاکستان: المكتبة الأثرية۔

۷۱۔ **ابو یعلی خلیلی**، خلیل بن عبد اللہ بن احمد قزوینی (۳۶۷۔۴۴۶ھ)۔ **الإرشاد في معرفة علماء الحديث**۔ ریاض، سعودی عرب: مكتبة الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

72. http://vb.arabsgate.com/showpost.php?p=3653434&postcount=26

73. docs.ksu.edu.sa/DOC/Articles44/Article440033.doc